

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا هِيَ عَرَسٌ رُبَّمَا

الحمد لله الذي يراهم فرحت توانان محبوبت نصیحت تفریح بخش اهل طریقت المستبصر

گلستان کشف
جلد ششم ۱۳۲۶

عظم
چمنستان

مولف مداح رسول اکرم جناب خلیب محمد اعظم صاحب التواضع سفیر سلطنت الله القدير

مطبوع در شوك الاملا و شوك طبوع

فہرست مطبوعات مجلس اشیاء العلوم واقع محلہ شبلی گنج اندرون سندھ ریٹائیہ آباد

۵۶۔ الدلیل النہر - ۸۶	۳۸۔ نثر النجاشی فی نظم القرآن جلد ۱	تالیفات مولوی محمد انوار احمدی (نواب فیضیات حیدر)
تالیفات مولوی سلامت اللہ	۲۹۔ جلد ۱	۱۔ مقاصد الاسلام جلد اول
۵۷۔ شجاعت انوار - ۸۶	۳۱۔ روح الامانی یا بیعت بنی النور	۲۔ حصہ دوم
۵۸۔ شہداء اللہ جلد ۱	۳۲۔ شہداء اللہ جلد ۱	۳۔ حصہ سوم
۵۹۔ شہر رسول اللہ	۳۳۔ شہر رسول اللہ	۴۔ حصہ چہارم
۶۰۔ نغمہ حبیب بن عبدالمطلب	۳۴۔ نغمہ حبیب بن عبدالمطلب	۵۔ حصہ پنجم
۶۱۔ جہاد نبوی فی احکام الہی	۳۵۔ جہاد نبوی فی احکام الہی	۶۔ حصہ ششم
۶۲۔ القل اللہ	۳۶۔ القل اللہ	۷۔ حصہ ہفتم
۶۳۔ نقشہ جات حق	۳۷۔ نقشہ جات حق	۸۔ حصہ ہشتم
۶۴۔ فتاویٰ نظامیہ جلد اول	۳۸۔ فتاویٰ نظامیہ جلد اول	۹۔ حصہ نہم
۶۵۔ جلد ثانی	۳۹۔ زاد البیضاء فی تاریخ النبی	۱۰۔ حصہ دہم
۶۶۔ نقشہ انوار الفرائض	۴۰۔ نقشہ انوار الفرائض	۱۱۔ حصہ یازدہم
۶۷۔ تحفۃ البیان	۴۱۔ تحفۃ البیان	۱۲۔ افادۃ الایہام حصہ اول
۶۸۔ سلام الاسلام	۴۲۔ سلام الاسلام	۱۳۔ حصہ دوم
۶۹۔ فیصلہ آسمانی	۴۳۔ فیصلہ آسمانی	۱۴۔ حقیقۃ الفقہ حصہ اول
۷۰۔ فاتیحۃ البیان فی مسائل	۴۴۔ فاتیحۃ البیان فی مسائل	۱۵۔ حصہ دوم
۷۱۔ مسامحہ رمضان	۴۵۔ مسامحہ رمضان	۱۶۔ کتاب العقل
۷۲۔ شہداء اللہ جلد ۱	۴۶۔ شہداء اللہ جلد ۱	۱۷۔ انوار احمدی
۷۳۔ شہداء اللہ جلد ۲	۴۷۔ شہداء اللہ جلد ۲	۱۸۔ انوار الحق فی بحار النبی
۷۴۔ شہداء اللہ جلد ۳	۴۸۔ شہداء اللہ جلد ۳	۱۹۔ الکلام المرفوع
۷۵۔ شہداء اللہ جلد ۴	۴۹۔ شہداء اللہ جلد ۴	۲۰۔ خدا کی قدرت
۷۶۔ شہداء اللہ جلد ۵	۵۰۔ شہداء اللہ جلد ۵	۲۱۔ خلق افضل
۷۷۔ شہداء اللہ جلد ۶	۵۱۔ شہداء اللہ جلد ۶	۲۲۔ انوار اللہ الودود
۷۸۔ شہداء اللہ جلد ۷	۵۲۔ شہداء اللہ جلد ۷	۲۳۔ شمیم الانوار
۷۹۔ شہداء اللہ جلد ۸	۵۳۔ شہداء اللہ جلد ۸	۲۴۔ انوار التمجید
۸۰۔ شہداء اللہ جلد ۹	۵۴۔ شہداء اللہ جلد ۹	۲۵۔ مسئلہ الربوب
۸۱۔ شہداء اللہ جلد ۱۰	۵۵۔ شہداء اللہ جلد ۱۰	تالیفات مولوی محمد خوانساری
۸۲۔ شہداء اللہ جلد ۱۱	۵۶۔ شہداء اللہ جلد ۱۱	۲۶۔ نثر النجاشی فی نظم القرآن جلد اول
۸۳۔ شہداء اللہ جلد ۱۲	۵۷۔ شہداء اللہ جلد ۱۲	۲۷۔ جلد ثانی

۲۹۶	۹	کتب بایر	کتب بایر	۳۲۰	۹	الا	ولا
۲۹۷	۵	فیلم	فیلم	۳۲۰	۱۰	لاجا	لاخا
۲۹۸	۱۵	اشاع	اشاع	۳۲۰	۱۱	فلا تضیع	فلا تضیع
۲۹۹	۱۶	غیتہ	غیتہ	۳۲۲	۸۰	بلہ	بلہ
۳۰۰	۹	لکھو	لکھو	۳۲۵	۱۲	برجاشیہ	برجاشیہ
۳۰۱	۱۵	لکھا	لکھا	۳۲۵	۱۲	الیانی	الباقی
۳۰۶	۱۳	فخزوبہ	فخزوبہ	۳۲۵	۱۲	رد مختار	در مختار
۳۰۷	۱	خیراً	خیراً	۳۲۵	۱۳	در مختار	رد مختار
۳۰۸	۶	لعمی	لعمی	۳۲۵	۱۲	فی ماہ جاہ	فی ماہ جاہ
۳۰۸	۸	سین	سین	۳۲۵	۱۵	الانباء	الانباء
۳۱۶	۷	فترخیص	فترخیص	۳۵۳	۱۲	قناوہ	قناوہ
۳۱۶	۱۷	واکذ الکتابہ	واکذ الکتابہ	۳۵۵	۱۲	کا بحس	کا بحس
۳۱۷	۱۷	وتعاہدہ	وتعاہدہ	۳۵۶	۷	علیلم	علیلم
۳۱۹	۱۸	فیجہرولن	فیجہرولن	۳۵۷	۱۱	لنلا	لنلا
۳۲۰	۹	والظاہر	والظاہر	۳۶۳	۱	الطابط	الطابط
۳۲۱	۱۱	غیاض	غیاض	۳۶۵	۱	قطعہ	قطعہ
۳۲۳	۱۱	لمخرج	لمخرج	۳۶۹	۱۹	قدیہ	قدیہ
۳۲۴	۱۳	المصنف	المصنف	۳۷۴	۲	کرلے	کرلے
۳۲۵	۱۱	یلمیس	یلمیس	۳۷۵	۲	تجز قرض	تجز قرض
۳۲۷	۱۷	باعث	باعث	۳۷۵	۸	ثلثات	ثلثات
۳۲۸	۱۵	کرم	کرم	۳۷۶	۱۲	آتقضن	آتقضن
۳۲۹	۲	اسی	اسی	۳۸۰	۱۰	عہدانی	عہدانی
۳۳۳	۱۰	اجوالعرب	اجوالعرب				
۳۳۳	۱۱	عری	عری				
۳۳۳	۱۳	مگروہ	مگروہ				
۳۳۴	۱۳	المدینی	المدینی				
۳۳۵	۱۵	بجہد اللفظ	بجہد اللفظ				
۳۳۷	۱۲	بسم	بسم				
۳۳۸	۱۲	اشہوۃ	اشہوۃ				
۳۳۸	۱۵	اتقانی	اتقانی				

۹۶	۳	الابون	الابون	۱۳۵	۱	ص ۶۴ میں ہے	ص ۶۴ میں ہے
۹۶	۶	الکلیفونہ	الکلیفونہ	۱۳۵	۷	انا خلقناکم	انا خلقناکم
۹۹	۳	شفا	شفا	۱۳۵	۸	واشی	واشی
۱۰۰	۱۱	نہ	نہ	۱۳۷	۵	عربی پر	عربی پر
۱۰۰	۱۵	نذہبہ	نذہبہ	۱۳۷	۵	کالے پر	کالے پر
۱۰۳	۱	غیر	غیر	۱۵۰	۸	امام کردہ سی	امام کردہ سی
۱۰۳	۷	فسخ	فسخ	۱۵۰	۸	بزازیہ	بزازیہ
۱۱۵	۱	اکفاء	اکفاء	۱۵۰	۱۲	سعید بن جبیر	سعید بن جبیر
۱۱۶	۵	غیر	غیر	۱۵۳	۱۲	ادائی کی	ادائی کی
۱۱۷	۸	سئی	سئی	۱۵۶	۱۳	کے	کے
۱۱۸	۸	ابن الاغ	ابن الاغ	۱۵۸	۴	شحاوہ	شحاوہ
۱۱۸	۹	انکاح	انکاح	۱۶۵	۱۳	کے	کے
۱۲۱	۱۱	سائر	سائر	۱۶۶	۱۳	بطحا	بطحا
۱۲۳	۳	واضح	واضح	۱۶۸	۱	شخص	شخص
۱۲۳	۱۰	قولہما	قولہما	۱۶۸	۱	عقد	عقد
۱۲۳	۱۹	الغیبتہ	الغیبتہ	۱۶۹	۱۵	اما کول	اما کول
۱۲۹	۱۶	لبنت	لبنت	۱۷۰	۱۵	زیگی	زیگی
۱۲۹	۱۶	"	"	۱۷۳	۱۷	بینہ	بینہ
۱۳۳	۴	زجگی	زجگی	۱۷۸	۵	ان ان	ان ان
۱۳۳	۱۷	العقل	العقل	۱۷۹	۷	موجلا	موجلا
۱۳۳	۱۰	البزازیہ	البزازیہ	۱۸۱	۳	کرے	کرے
۱۳۵	۶	تیسین	تیسین	۱۸۶	۴	النازہ	النازہ
۱۳۶	۶	راضی	راضی			باب النفقہ	باب النفقہ
۱۳۸	۹	بے	بے	۱۸۶	۵	دوا کا پنج	دوا کا پنج
۱۳۹	۱	لم یضما	لم یضما	۱۹۱	۴	احتباسها	احتباسها

۱۹۲	۷	دو کالتہ	دو کالتہ	۲۵۱	۲	بمکھ
۱۹۳	۱۷	ان	ان	۲۵۱	۳	والا اول
۱۹۴	۱۷	القرلہ	القرلہ	۲۵۱	۹	بین شریحہ
۱۹۸	۱۷	خالد کے فائد کے	خالد کے فائد کے	۲۵۱	۱۱	رد مختار
۲۰۴	۱۲	صرف	طرف	۲۵۱	۱۲	خط
۲۰۵	۱۷	×	وائس اعلم باصوبہ	۲۵۲	۹	الوکالتہ
۲۰۷	۱۳	بنائیکہ	بنائیکہ	۲۵۳	۹	سکوت
۲۰۷	۱۳			۲۵۵	۱۷	سکوت
۲۰۷	۱۸	وجاء العفو	سرجاء العفو	۲۵۶	۱	بنیہ
۳۱۱	۱۷	ان علف علی کذبح	ان علف علی کذبح	۲۶۱	۸	وخص
۳۱۵	۵	والرائی	والرائی	۲۶۳	۵	شفا
۳۱۶	۱۱	نقص	نقص	۲۶۳	۱۱	اشک
۳۱۷	۱۲	زیدینہ جو کچھ	زیدینہ جو کچھ	۲۶۵	۲	لیعل
۳۲۳	۱۱	بعضم	بعضم	۲۶۶	۱۳	باب العطایا
۳۲۳	۱۳	عمارہ	عمارہ			ایدل
۳۲۴	۹	مسجد امدارستہ	مسجد امدارستہ	۲۷۵	۱۰	رائی
۳۲۶	۱۲	رد المختار	رد المختار	۲۷۵	۱۲	کرئے
۳۲۷	۱۵	زید	زید	۲۸۲	۵	اکلیس
۳۲۸	۱۷	اپنے	اپنے	۲۸۲	۱۱	کتاب الحج واما ذون
۳۲۸	۱۵	چونکہ	چونکہ			الاختاب
۳۳۰	۸	بالسبع	بالسبع	۳۸۵	۱۳	فختی
۳۳۲	۱۳	رطین	رطین	۳۸۶	۱۵	جد
۳۳۸	۱۳	کیچہ	کیچہ	۳۸۹	۲	بالصواب
۳۳۹	۱	عن	عن	۳۸۹	۵	تغلیبا
		کتاب الیوم	کتاب الیوم	۳۸۹	۹	بالصواب
۳۴۲	۱۳	سبح	سبح	۳۸۹	۱۲	لوشنی
۳۴۶	۶	مالہ	مالہ	۳۹۰	۷	اذا نض
۳۴۷	۱	سوا	سوا	۳۹۱	۶	رد مختار
۳۴۹	۹	لیکا	لیکا	۳۹۲	۹	رد المختار
۳۴۹	۱۰	بشرہ	بشرہ	۳۹۵	۱	کدانی الملتقہ
۳۴۹	۱۲	اجزہ	اجزہ	۳۹۶	۹	کدانی الملتقہ

۱۸	۷	کتاب الطہارت	کتاب الطہارۃ	۳۶	۶	بینھا	بینھا
۱۸	۸	المنعمۃ	المنعمۃ	۲۶	۱۲	تبارک	تبارک
۲۰	۳	ندی	ندی	۲۸	۲	الو	الو
۲۱	۵	خرد	خرد	۲۸	۱۳	نہجگانہ	نہجگانہ
۲۱	۸	عورت	عورت	۲۸	۱۴	اقتدا	اقتدا
۲۱	۱۰	تساوی	تساوی	۲۸	۱۵	رضی اللہ عنہ	رضی اللہ عنہ
۲۱	۱۳	جنہیں	جنہیں	۳۲	۴	شم	شم
۲۲	۱۲	بافتہ	بافتہ	۳۲	۷	نویہ	نویہ
۲۲	۱۴	زنان	زنان	۳۲	۱۴	کیا	کیا
۲۲	۱۷	فتنہ	فتنہ	۳۳	۱۱	وجہینہ	وجہینہ
۲۲	۱۷	بلانا	بلانا	۳۴	۹	دلہنہ	دلہنہ
۲۳	۲	میکھنا	میکھنا	۳۴	۱۴	پیشامام	پیشامام
۲۳	۲	بہ جہر	بہ جہر	۳۵	۱۴	یہ	یہ
۲۳	۳	آس	آس	۳۵	۱۴	اصبح	اصبح
۲۳	۹	ابنا یہ	عن النہایہ	۳۵	۱۵	یتع	یتع
۲۳	۱۴	الصلوۃ	صلوۃ	۳۷	۱۶	یتنقل	یتنقل
۲۳	۱۵	وقت	وقت	۳۸	۱۵	یعنی	یعنی
۲۵	۱	للترتیب	لوجوب الترتیب	۳۹	۹	کدورت	کدورت
۲۵	۸	ہے	ہے	۴۰	۵	طوانی	طوانی
۲۵	۱۲	ہے	ہے	۴۱	۴	تولعروا	تولعروا
۲۵	۱۳	اسکے بعد	اسکے بعد	۴۲	۸	اشما	اشما
۲۶	۴	الایاتان	الایاتان	۴۳	۱۴	استخفاره	استخفاره
۲۶	۴	عقب	عقب	۴۳	۱۹	انخطبتین	انخطبتین
۲۶	۵	یحمل	یحمل	۴۵	۱۶	الی حنیفہ	الی حنیفہ
۲۶	۵	الایاتان	الایاتان	۴۸	۱۶	یحمر	یحمر

جلد ۱	جلد ۱	۱	۷۶	عبادت کے	عبارت کیلئے	۱۷	۵۰
ہذا للنساء	ہذا للنساء	۱۳	۷۶	آیت	آیت	۳	۵۲
حشیہ	حشیہ	۶	۷۷	فلاجمعة	فلاجمعة	۳	۵۲
کذافی	کذافی	۱	۷۸	فان تسمیہ	فان التسمیہ	۴	۵۵
غرباء	غرباء	۸	۷۸	کتاب النجائز	کتاب النجائز		
از ابس	از ابس	۷	۷۹	زکوٰۃ (التارغیہ)	زکوٰۃ (التارغیہ)	۱۲	۶۸
کتاب الزکوٰۃ	کتاب الزکوٰۃ			الصلوة	الصلوة	۲	۶۳
مشقلاً	مشقلاً	۱۵	۸۱	روح مختار	روح مختار	۱۰	۶۳
اسماع	اسماع	۱۹	۸۱	المحطرات	المحطرات	۱	۶۵
جوہر کی گئی	جوہر کی گئی	۱۱	۸۲	موتی	موتی	۱۵	۶۵
سارھے چدامشہ	سارھے چدامشہ	۱۶	۸۲	یذکرہ	یذکرہ	۱۰	۶۷
بھی	بھی	۱۵	۸۲	لم یلبا	لم یلبا	۳	۶۹
حکومت انصاری	حکومت انصاری	۱۵	۸۵	ببرکتہ	ببرکتہ	۴	۶۹
یکدم	یکدم	۷	۸۶	ان نبتت	ان نبتت	۵	۶۹
بفقراء	بفقراء	۳	۸۷	لوخذ	لوخذ	۶	۶۹
نردما	نردما	۶	۸۷	پرانی	پرانی	۵	۷۰
تین سوسائٹہ	تین سوسائٹہ	۱۷	۸۸	لاسم یا بھا	لاسم یا بھا	۱۳	۷۰
کرا گیا تو ایک سیرزن	کرا گیا تو ایک سیرزن	۷	۸۹	فاذا	فاذا	۱۲	۷۰
اجرة	اجرة	۱۰	۹۰	فیه بقیۃ	فیه بقیۃ	۱۵	۷۰
بابناپ اولاد	بابناپ اولاد	۱	۹۲	فیه	فیه	۱۶	۷۰
بہجرہ	بہجرہ	۱۵	۹۲	دوا	دوا	۷	۷۱
دلی جتہ	دلی جتہ	۱۵	۹۲	لا یلزمہ	لا یلزمہ	۱۵	۷۱
بیج	بیج	۱۱	۹۳	کہتے ہیں	کہتے ہیں	۱۲	۷۲
کتاب النکاح	کتاب النکاح			ملکیتہ	ملکیتہ	۷	۷۳
و یقتل عن امراتہ	و یقتل عن امراتہ	۲	۹۴	ب طریقہ	ب طریقہ	۴	۷۵

انجام دیتا رہا۔ اس فو سال کی خدمت میں راستہ میں جس قدر فتوے لکھے ہیں وہ فتاویٰ نظامیہ حصہ اول و حصہ دوم کے نام سے سابق میں شائع ہو گئے ہیں۔ باقی فتوے اس تیسرے حصہ میں شائع کئے گئے ہیں۔

ناظرین کرام کے اعلیٰ اخلاق سے توقع ہے کہ بعد ملاحظہ راقم کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے فقط

محمد رکن الدین عفی عنہ
مولف

صحت نامہ فتاویٰ نظامیہ جلد ثالث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۸	الی	الی	۹	۷	المنانی	المنانی
۲	۱۶	بب	ببب	۹	۱۲	حبے	حبے
۳	۱۷	الی	الی	۱۰	۲	منھا	منھا
۴	۱۸-۱۷	"	"	۱۰	۱۰	لا یغرب	لا یغرب
۳	۲	صہ	فقہ	۱۰	۱۶	اخفی	اخفی
۳	۱۷	راہی	راہی	۱۱	۳	لوصف	لوصف
۴	۱۴	کی	کے	۱۱	۲	الزبویۃ	الزبویۃ
۵	۶	جوا	جو	۱۱	۶	غیر شہاد	غیر شہاد
۶	۱	احیت	اجبت	۱۱	۷	بما	بما
۶	۵	اثارہم	اثارہم	۱۲	۷	وعندنا	وعندنا
۶	۷	کھنپر	کھنپر	۱۲	۱۳	یسا	یسا
۶	۱۳	اسی	اس	۱۲	۱۵	انوار محمدی	انوار محمدی
۷	۲	آیہ	آیتہ	۱۳	۱	نسب	نسب
۷	۴	اپنے	اے	۱۳	۶	تخالف	تخالف
۷	۱۱	تراپ	تراپ	۱۳	۷	اجتہاد	اجتہاد
۷	۱۲	انی	انی	۱۳	۱۳	عورتوں	عورتوں
۷	۱۲	ولم یبتنی	ولم یبتنی	۱۴	۱۵	نہ ہوگی	نہ ہوگی
۷	۱۳	قضی	قضی	۱۶	۹	رد مختار	رد مختار
۷	۱۹	کیا	کہا	۱۶	۱۰	کتاب الجہاد المبین	کتاب الجہاد المبین
۸	۱	مبرا	مبرا	۱۷	۱۰	کتاب الصارۃ	کتاب الصارۃ
۹	۵	کفر محم	کفر محم	۱۷	۵	کرنے کے	کرنے کے

سراجی نظامی کے ص ۲۹ باب الرد کے حاشیہ میں
 ہے۔ وفي الاشياء انه يرد عليه كما لفساد الزمان
 قال في القنية ويفتي بالرد على الزوجين وهو
 قول المتأخرين من علمائنا وقال الحدادی الفتوی
 اليوم بالرد على الزوجين۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر
 کوئی کافر یا لہو مار مر جائے اور اس کا ایک لڑکا مسلمان ہو گیا
 ہو تو کیا یہ لڑکا اس کے متروکہ سے حصہ پائے گا۔ اور اگر
 اس کے دوسرے لڑکے باپ کے مذہب کے خلاف نصرانی
 یا آریہ وغیرہ ہو گئے ہیں تو ان کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب

مسلمان لڑکا کافر باپ کی میراث سے شرعاً محروم ہے
 البتہ جو لڑکے کہ اسلام کے سوا دوسرا مذہب اختیار کر لے ہیں
 وہ متروکہ سے حصہ پائیں گے کیونکہ شریعت میں کفار کے تمام
 فرقے ایک ہی مذہب سمجھے جاتے ہیں۔
 در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۵) کتاب النوا

ص ۳۳۵ موانع ارث میں ہے (واختلاف الدین) اسلاماً
و کفرًا۔

روالمختار میں ہے قید بہ لان الکفار یتوارثون
فیما بینہم وان اختلف مللہم عندنا لان الکفر
کلہ ملۃ واحده۔

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب
واحرر دعوتنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تَمِمْ

یٰ مَوْلٰی مُحَمَّدٍ اَنْوَارِ الْاَنْبِیَاءِ اَنْوَارِ الْاَنْبِیَاءِ
مَوْلٰی مُحَمَّدٍ اَنْوَارِ الْاَنْبِیَاءِ اَنْوَارِ الْاَنْبِیَاءِ

شیخی و استاذی حضرت مولانا الحاج الحافظ
سرکار عالی نے راقم کو غزہ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ ہجری سے
مفتی مدرسہ نظامیہ مستر فرما کر دارالافتاء کا افتتاح فرمایا تھا
حضرت کے فیوض و برکات کی تائید سے راقم اس خدمت کو
۲۵ شعبان ۱۳۲۸ھ ہجری مطابق ۲۰ تیر ۱۳۲۸ھ فصلی تک

سراجی مجتبیٰ کے ص ۳ میں ہے فیہ ایماء الی ان
اصحاب الفرائض لو استغروا المال فلا نصیب
للعصبات واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سئلہ میں کہ زید بکر و
خالہ کو اپنے فرزند صلبی بیان کر کے انتقال کیا اور ہندہ زید
کی زوجہ بھی یہ بیان کی کہ دونوں میرے فرزند زید کے صلب
سے ہیں۔ کیا ایسی صورت میں بکر و خالہ زید کے ترکہ سے
میراث پائیں گے۔

الجواب

میراث پائیں گے۔ عالمگیری جلد (۱) باب ثبوت النسب
میں ہے رجل قال لغلाम هذا ابني ثمرات ثم حيا عت
امر الغلام ودھی حرة وقالت انا امرأته فی امراته و
یرثانہ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سئلہ میں کہ بکر کا انتقال
ہوا درہ میں دو چچا زاد بھائی اور دو مرحوم چچا زاد بھائیوں
کی اولاد ہے کیا بکر کے ترکہ کے مستحق فقط چچا زاد بھائی ہونگے
یا مرحوم بھائیوں کی اولاد کو بھی حصہ ملیگا۔

الجواب

بچا زاد بھائی چونکہ وارث قریب ہیں اس لئے
ان کے مقابل بچا زاد بھائیوں کی اولاد محروم ہے۔
سراجی کے باب العصابات میں ہے الا قدرب
فالاقرب یرحمون بقرب الدرجة۔ واللہ
اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا سہ ماہی ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں
کہ زید صرت ایک زوجہ چھوڑ کر انتقال کیا۔ ریاست
حیدرآباد میں چونکہ بیت المال غیر منتظم ہے تو کیا
زید کی زوجہ اس کے تمام متروکہ کی برہنہ و مستحقین
ور مستحق ہوگی یا نہیں۔

الجواب

ریاست حیدرآباد دکن میں بیت المال غیر منتظم
ہونے کی وجہ سے زید کی زوجہ بعد تقسیم ماترک
علی الارث زید کے جملہ متروکہ کی برہنہ و مستحق

در مختار کے کتاب الفرائض جلد (۵) میں ہے وھل
 ارث الحی من الحی امر من المیت المحدث الثانی شرح دھبانیہ -
 عالمگیری کے کتاب الفرائض جلد (۶) میں ہے و
 الارث فی اللغة البقاء وفي الشرع انتقال مال المیزر
 الی غیر علی سبیل الخلافۃ کذا فی خزائنہ المفتیین - واللہ
 اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی زوجہ
 ہندہ کو اس کے پہلے شوہر سے ایک لڑکی مسماۃ سلمہ ہے کیا زید کے
 انتقال کے بعد سلمہ کو زید کے مترکہ سے کچھ ملیگا یا نہیں -

الجواب

سلمہ چونکہ زید کی لڑکی نہیں ہے اس لئے اس کے مترکہ
 سے حصہ پانے کی متحق نہیں ہے - واللہ اعلم بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقیقی بھائی بہن
 کے ساتھ علاتی بھائی بہن بھی حصہ پائیں گے یا نہیں -

الجواب

حقیقی کے مقابل علاتی محروم ہیں - سراجی کے باب العصابات
 میں ہے - ان ذل القرباۃین اولى من ذی قرابة واحدا

ذکر اکان اوانثی لقوله عليه السلام ان اعيان بنی
الامریتواہ ثون دون بنی العلات واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید دو بہنوں
سے ایک کے بعد ایک نکاح کیا دونوں سے دو لڑکے پیدا ہوئے
کیا یہ دو تو آپس میں حقیقی بھائی ہو گئے یا علّاتی۔

الجواب

یہ دونوں علّاتی بھائی ہیں۔ رد المحتار جلد ۵، کتاب
الفرایض میں ہے ان بنی الاعیان الاخوة لاب واعر سموا
بذلک لانہم من عین واحدة ای اب واعر واحدة
وان بنی العلات الاخوة لاب سموا بذلک لان الزوج
قد علّ من زوجة الثانية والعلل الشرب الثانی یقال
علّہ اذا سقاہ السقیة الثانية۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر
مترکہ ذوی الفروض پر تقسیم ہو جائے اور عصبات کے لئے
باقی نہ رہے تو کیا عصبات مترکہ کے محروم ہو جائیں گے۔

الجواب

اگر ذوی الفروض سے کچھ بھی نہ بچے تو عصبات محروم ہو جائیں گے۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اگر اپنی زندگی میں اپنے ورثہ کے لئے ایک وصیت نامہ لکھ دے اور اس میں ورثہ کے شرعی حصوں کے خلاف کسی کو کم اور کسی کو زیادہ لکھے تو کیا ایسی وصیت نافذ ہوگی اور اس کے وفات کے بعد اس پر عمل ہوگا۔

الجواب

مورث کی وفات کے بعد تمام ورثہ عاقل و بالغ اگر اس پر راضی ہو جائیں تو اسی پر عمل ہوگا ورنہ حسب فرائض عمل ہوگا۔

فتاویٰ ہندویہ جلد ۷، ص ۱۵۹ کتاب الوصایا میں ہے
اما اذا كان التملیک مضافاً الى ما بعد الموت كالمستفاد من هذا السؤال فانه يكون وصية لهم ولا تصح للوارث بدون رضا الباقی وهو بالغ ما لم تكن كقسمه الميراث لما في الاثر وية من الوصایا تعلیلاً لمسئلة بقوله ان الوصية لجمعية الورثة على قدر حقوقهم في التركة جائزة لانها لا تتضمن البطلان حتى احدهم والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زبانی اگر کسی کو وصی بنایا جائے تو درست ہے یا نہیں۔ یا تحریر کی حاجت ہے۔

الجواب

وصی بنانے کے لئے تحریر ضروری نہیں زبانی بھی وصی بنایا جاسکتا ہے۔

رد المحتار جلد (۵) باب الوصی میں ہے وصیہ ہذا
التقویٰ بکل لفظ يدل عليه - والله اعلم بالصواب -

(۰:۰)

کتاب الفرائض

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ورثہ کا کچھ
وراثت کا حق مورث کی وفات کے بعد پیدا ہوتا ہے یا حین حیا
اور کیا کسی وارث کو یہ حق ہے کہ عورت کی حیات میں اس کے
املاک میں میراث کا دعویٰ کرے۔

الجواب

مورث کی وفات کے بعد اس کا مال مقررہ ہوتا ہے
اور اس میں ورثہ کا حق متعلق ہوتا ہے اس کے حین حیات اگلی
ملک میں کسی وارث کو دعویٰ کا حق نہیں ہے۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ اگر کوئی شخص مرض موت میں وصیت کرے تو کیا اس کی وصیت نافذ ہوگی۔

الجواب

جس کے لئے وصیت کیا ہے اگر وہ اس کا وارث نہیں تو متروکہ کے تیسرے حصہ سے وصیت نافذ ہوگی لیکن متروکہ سے پہلے اس کی تجہیز و تکفین کی جائے پھر اس کا قرض ادا کیا جائے۔ اس کے بعد جو بچے اس کے تین حصہ کر کے ایک حصہ سے وصیت پوری کی جائے۔ پھر جو کچھ بچے وہ ورثاء میں تقسیم کیا جائے۔

سراجی کے ص ۱ میں ہے الاول یبدع بتکفینہ تجہیزہ من غیر تبذیر ولا تفتیر ثم تقضه دیونہ من جمیع ما بقى من ماله ثم تنفذ وصایاہ من ثلث ما بقى بعد الدین ثم یقسم الباقي بین ورثتہ بالکتاب والسنة والاجماع ورمختار کے کتاب الوصایا میں ہے وتجزى بالثلث للآبائی عند عدم المانع وان لم یجز الوارث ذلك لا الزیادة علیہ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ اگر زید کے ذمہ زکوٰۃ واجب ہو اور بلا ادائیگی کے وفات پائے اور ادائیگی کے متعلق

وصیت کرے یا نہ کرے ان دونوں صورتوں میں کیا ورثہ کے ذمہ زکوٰۃ ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب

ورثہ کے ذمہ زکوٰۃ واجبہ کی ادائی لازم نہیں ہے اگر مورث ادائی کے لئے وصیت کیا ہے تو یہ تحنیر قرض جو بچے اس کے تیسرے حصہ سے ادا کی جائے۔

درمختار مطبوعہ برہمہ شیعہ رد مختار جلد (۵) کتاب الفرائض میں ہے واما دين الله تعالى فان اوصى به وجب تنفيذہ من ثلاث الباقى والا لا۔

ردالمحتار میں ہے۔ وذا لك كالزكاة والكفارات ونحوها قال الزيلعي فانها تسقط بالموت فلا يلزم الورثة اداؤها الا اذا اوصى بها وتبرعوا بها هم من عندهم لان الركن في العبادت نية المكلف وفعله وقد فات بموته فلا يتصور لبقاء الواجب

اسی صفحہ میں ہے۔ قوله من الثلث الباقي ای الفاضل عن الحقوق المتقدمة وعن دين العباد فانه يقدر لو اجتمع مع دين الله تعالى لانه تعالى هو العني ونحو الفقراء كما في الدر المنقلى۔ والله اعلم بالصواب۔

عليهم فليس هذا اوان السلام فلا يسلم عليهم
ولهذا قالوا لمسلم عليهم الداخل وسعهم ان لا
يجيبوه كذا في القنية والله اعلم بالصواب -

کتاب الوصایا

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سئلہ میں کہ زید ایک
مکان خریدتا اور یہ وصیت کی کہ میری وفات کے بعد اس کا
مالک میرا فلاں لڑکا ہوگا۔ اس کے سوا دوسری اولاد کو اس مکان میں
کوئی حق نہیں ہوگا۔ کیا یہ وصیت شرعاً جائز و قابل فہم ہے ؟

الجواب

زید نے یہ وصیت وارث کے لئے کی ہے زید کی وفات
کے بعد اگر باقی ورثہ اس کی اجازت دیں تو نافذ ہوگی ورنہ
تمام ورثہ حسب فراغ اس میں حصہ پائیں گے۔

فتاویٰ مہدویہ جلد (۷) ص ۹۷ کتاب الوصایا میں ہے

سئل فی رجل له اربعة بنین وثلاث بنات اوصی
(بجميع املاكه لستة منهم دون واحد لم یوص له
بشیء لكونه یبغضه فهل اذا مات عن اولاده المذكور^{ین}
ولم یجزا کا بن السایع الوصیة لا تكون وصیة صحیحة و
یقسم جميع ما تركه المیت علی ورثته بالفریضة الشرعیة
(اجاب) الوصیة لبعض الورثة موقوفة فی حق باقیهم
علی اجازته۔

ص ۲۷ میں ہے سئل فی رجل له اربعة بنین وبنات^{ین}
وزوجة فاوصی فی حال حیاته بجميع ما یملک من دار ومرا^ش
وغیر ذلک عما یورث الاولاده الذکور دون الاناث فهل
اذا مات لا تنفذ وصیته وتتوقف صحته علی اجازة باقی
الورثة واذا لم تجزها یكون جميع ما تركه میراثا یقسم
بین جميع ورثته بالفریضة الشرعیة (اجاب) لا تصح^{وصیة}
المذكورة لبعض الورثة والحال هذه۔

ص ۶۲ میں ہے لا تنفذ الوصیة لاحد الورثة
بدون اجازة باقیهم ویقسم ما تركه المتوفی بین
ورثته بالفریضة الشرعیة
عالمگیری جلد (۶) کتاب الوصایا میں ہے ولا تجوز الو^{وصیة}
لوارث عندنا الا ان یجیزه الورثة والله اعلم بالصواب

من لم يجب الدعوة فقد عصى الله ورسوله فان كان
صائماً اجاب ودعا وان لم يكن صائماً اكل ودعا وان لم
ياكل يجب الدعوة اثم وجها لانه استهزاء بالمضيف و
وقال عليه الصلاة والسلام لو دعيت الى كراع لاجبت
اه ومقتضاه انما سنة مؤكدة بخلاف غيرها وصرح
شرح الهداية بانها فترية من الواجب وفي التتارخانية
عن ابن ابي عمير لو دعي الى دعوة فالواجب الاجابة ان لم
يكن هناك معصية ولا بدعة والامتناع اسلم في زماننا
الا اذا علم يقيناً ان لا بدعة ولا معصية اهر والظاهر
حمله على غير الوليمة لما مروياتي تامل والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں السلام علیکم
کے جواب میں بعض لوگ وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ و مغفرتہ
وغیرہ الفاظ زیادہ کرتے ہیں کیا یہ زیادتی مسنون ہے۔

الجواب

السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمة اللہ و
برکاتہ کہنا چاہیے اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہا جائے کیونکہ برکات
کے لفظ پر سلام کی انتہا ہو جاتی ہے۔ البتہ سلام کرنے والے کے لئے افضل
یہ ہے کہ السلام علیکم کے ساتھ ورحمة اللہ وبرکاتہ بھی کہے۔

عالمگیری جلد (۵) صفحہ ۳۶ کتاب الکراہیۃ میں ہے
 والا فضل للمسلم ان يقول السلام عليكم ورحمة الله
 وبركاته والمجيب كذا لك يرد ولا ينبغي ان يزيد على البركات
 شئ قال ابن عباس رضي الله عنهما لكل شئ منتهى
 ومنتهى السلام والبركات كذا في المحيط - والله اعلم
 بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ نمازی جمعہ
 کی نماز کے لئے مسجد میں جمع ہو کر تلاوت قرآن وغیرہ میں
 مصروف رہتے ہیں اور باہر سے آنے والے ان پر سلام کرتے
 ہیں کیا یہ جائز ہے اور ان کے سلام کا جواب دینا بیٹھنے والوں
 لازم ہے یا نہیں -

الجواب

یہ سلام کا وقت نہیں ہے آنے والوں کو سلام نہ کرنا
 چاہیے اگر آنے والے سلام کریں تو بیٹھنے والوں پر جواب دینا
 ضروری نہیں ہے -

عالمگیری جلد (۵) کتاب الکراہیۃ صفحہ ۳۶ میں ہے
 السلام تحية الزائرين والذين جلسوا في المسجد للقراءة
 والتسبيح ولا انتظار الصلاة ما جلسوا فيه لدخول الزائرين

قبول کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ عموماً سنا دیوں کی دعوت میں ناچ گانا ہوتا ہے کیا ایسی کھانا کھانے کے لئے جاسکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب

شادی کی دعوت میں اگر لغویات و لہو و لعب نہیں ہے تو ایسی دعوت کا قبول کرنا سنت موکدہ یعنی واجب ہے اس کے سوا دوسری دعوتوں میں اگرچہ مدعو کو اختیار ہے کہ قبول کرے یا نہ کرے مگر قبول کرنا افضل ہے کیونکہ اس میں دعوت دینے والے کا دل خوش ہوتا ہے شادی کی دعوت میں جہاں ناچ گانا ہے اگر یہ دسترخوان سے علیحدہ مقام میں ہے تو دسترخوان پر جا کر کھانا کھا سکتے ہیں اگر کھانے کے مقام میں گانا بھی ہو تو اس کو موقوف کر کے کھانا کھا سکتے ہیں۔ اگر یہ شخص پیشوائے قوم مثلاً عالم یا مشائخ ہے اور گانا موقوف کرانے پر اس کو قدرت نہیں ہے تو چاہئے کہ وہاں سے نکل جائے اور اگر پیشوا نہیں ہے تو صبر کر کے کھانا کھالے یہ سب اسی وقت ہے جبکہ دعوت میں آنے کے بعد اس کو گانے بجانے کا حال معلوم ہو اگر پہلے ہی سے علم ہو جائے تو پھر چاہئے وہ پیشوائے قوم ہو یا نہ ہو ایسی دعوت میں شریک نہ ہونا چاہئے۔

در مختار مطبوعہ بحاشیہ رد مختار جلد ۵ (کتاب الخطر والاباحۃ ص ۲۴) میں ہے (دعای ولیمۃ کو ثمة لعب او غناء تعد و اکل لوانکر فی المنزل فلو علیہ لما مکة لا ینبی ان یقعد بل ینحرج

معرضاً لقوله تعالى فلا يقعد بعد الذكري مع القوم الظالمين
 (فان قد مر على المنع فعل والا) يقدر (صابر) ان لم يكن
 ممن يقتدى به فان كان) مقتدى (ولم يقدر على المنع
 خريج ولم يقعد) لان فيه شين الدين والحكى عن الامام
 كان قبل ان يصير مقتدى به (وان علماً أولاً) باللعب
 (لا يحضر اصلاً) سواء كان ممن يقتدى به او لا لان حق
 الدعوة انما يلزمه بعد الحضور لا قبله ابن كمال

رد المحتار ^س (قوله دعى الى وليمة) هي طعام العرس
 وقيل الوليمة اسم لكل طعام وفي الهندية عن
 التمر تاشى اختلفت في اجابة الدعوى قال بعضهم ^{حب}
 لا يسم تركها وقال العامة هي سنة والا فضل ان يجيب
 اذا كانت وليمة والا فهو مخير والا اجابة افضل لان فيها
 ادخال السرور في قلب المؤمن واذا اجاب فعل ما عليه
 اكل او لا والا فضل ان ياكل لو غير صائم وفي البناية
 اجابة الدعوة سنة وليمة او غيرها واما دعوة يقصد
 بها التناول او انشاء الحن او ما اشبهه فلا ينبغي ^{بها} اجابة
 لاسيما اهل العلم فقد قيل ما وضع احد يده في قصعة
 غيره الا ذل له اه طمخضاً وفي الاختيار وليمة العرس
 سنة قدية ان لم يجيبها ثم لقوله صلى الله عليه وسلم

در مختار مطبوعہ برعاشیہ رد مختار جلد (۵) ص ۲۸ کتاب الخمر
والا با حتمیں ہے (حل الجعل ان شرط المال) فی المسابقة
من جانب واحد و حرم لو شرط) فیها (من الجانبین) لانه
یصیر قماراً۔

رد مختار میں ہے (قوله من جانب واحد) او من ثلث
بان یقول احد مال صاحبہ ان سبقتنی اعطیک کن او ان
نسبقتک لا اخذ منك شيئاً او یقول الامیر لفا رسین
اور امیین من سبق منكما فله کن او ان سبق فلا شیء له
اختیار و غیرہ الا فکار (قوله من الجانبین) بان یقول ان سبق فرسک
علی کذا ان سبق فرسی علی علیک ازیلعی و کذا ان قال ان سبق ابلک او سھمک (قوله
لانه یصیر قماراً) لان القمار من القمار الذی یزداد تارة و ینقص
اخری و سبی القمار قمار لان کل واحد من المقامرین ممن یجوز
ان ینهب مالہ الی صاحبہ و یجوز ان ینسقیذ مال صاحبہ
و هو حرام بالنسب و لا کن لک اذا شرط من جانب واحد لان
الزیادة و النقصان لا تمکن فیھما بل فی احدھما تمکن الزیادة
و فی الآخر لا تنقص فقط فلا تكون مقامرة لانهما مفاعلة
منہ نزیلعی واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ جو غنی نجاست کھاتی ہے

کیا اس کو جب ذبح کرنا چاہیں تو تین روز تک بند رکھنا چاہیے تاکہ
سجاست اس کے جسم میں تحلیل ہو جائے یا بغیر بند رکھنے کے اس کو ذبح
کر کے کھا سکتے ہیں۔

الجواب

مرغی چونکہ اکثر غلہ کھاتی ہے اور اس کے ساتھ سجاست
بھی کھا لیتی ہے اس لئے اس کے گوشت میں کوئی تغیر نہیں پیدا ہوتا
سجاست کھانے کے بعد تین روز تک بند رکھ کر ذبح کرنا یہ حکم پر بناء
احتیاط و نفاست ہے۔ ورنہ بغیر اس احتیاط کے بھی اس کو ذبح
کر کے کھا سکتے ہیں۔

المطہر

درمختار مطبوعہ برہاشیہ رد مختار جلد (۵) ص ۲۳ کتاب

والا باحہ میں ہے ولو اكلت الخاساة وغیرہا حیث لم یمنن
لحمہا حلت

رد مختار میں ہے (تولا حلت) وعن هذا قالوا لا بأس

یا کل الدجاج لانه یخلط ولا یتغیر لحمه وروی انه علیہ
الصلوة والسلام کان یا کل الدجاج وماروی ان الدجاجة
تحبس ثلاثہ ایا م ثم تذبح فذلک علی سبیل التنزه
نزیلی واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شادی وغیرہ کی دعوت

وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُونَ ط اقول المتبادر من هذا ان
المراادر دسلام الكتاب لا يراد الكتاب لكن في الجامع
الصغير للسيوطي رد جواب الكتاب حتى كره السلام
قال شارحه المداوي اي اذ اكتب لك رجل بالسلام في
كتاب ووصل اليك وجب عليك الرد باللفظ او بالمراسلة
اسی صفحہ کے اخیر میں ہے لیکن قال فی التتارخانیہ
ذكر محمد حدثنا يدل على ان من بلغ انسانا سلاما عن غا
كان عليه ان يرد الجواب على المبلغ اولا ثم على ذلك الكتاب
اه والله اعلم بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ وارثی ایک مٹھی
رکھنا سنت ہے مگر بعض لوگ ایک مٹھی سے زیادہ رکھتے ہیں اور بعض
تو اس کو بالکل نہیں کرتے کیا حد شمعہ وقوع سے زیادہ رکھنا شرعاً درست
ہے یا نہیں۔

الجواب

ایک مٹھی کے بعد وارثی کترنا جائز ہے اس سے زیادہ
چھوڑنا کم عقلی کی دلیل ہے۔

رد مختار جلد (۵) ص ۲۸۴ کتاب الحظر والاباحہ میں ہے
قوله والسنة فيها القبضة وهو ان يقبض الرجل بحيته

فما زاد منها على قبضة قطعة كذا ذكر محمد في كتاب الآثار
عن الامام قال وبه نأخذ محيط اهل ط (قائد) مری
الطبرانی عن ابن عباس رفعه من سعادة المرء خفة لحيته
واستحسان طول اللحية دليل على خفة العقل واشد بعضهم
ما احدثت له لحيته فزادت اللحية في هيئته
الا وما ينقص من عقله اكثر مما زاد في لحيته
والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گھوڑا وغیرہ
میں جو شرط لگائی جاتی ہے کیا یہ شرعاً حرام ہے اگر حرام ہے تو
اس کی کیا دلیل ہے۔

الجواب

اگر شرط کی طرف ہو مثلاً زید غیر سے یوں کہے کہ اگر تیرا گھوڑا
میرے گھوڑے سے بڑھ جائے تو میں تجھے اتنے روپیہ دوں گا اور
اگر میرا گھوڑا بڑھ جائے تو تجھے کچھ نہیں۔ یہ شرط شرعاً جائز ہے کیونکہ
یہ انعام ہے اگر دونوں جانب شرط لگائی جائے مثلاً یوں کہے کہ
اگر تیرا گھوڑا آگے بڑھے تو اتنے روپیہ دوں گا اور اگر میرا گھوڑا آگے
ہو تو تجھ سے اتنے لوں گا۔ یہ شرط حرام ہے۔ کیونکہ یہ جوئے بازی ہے
جو نص قطعی سے حرام ہوئی ہے۔

الجواب

جن دعوتوں میں کہ شراب پی جاتی ہے اور مردار چیریں کھائی جاتی ہیں مسلمانوں کا ان میں شریک ہونا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ وہاں جا کر حلال اشیاء ہی کیوں نہ کھائیں۔

عالمگیری جلد (۵) کتاب الکراہت باب حاوی عشر ص ۲۷ میں ہے ولا یحضر المسلم مأدۃ لشراب فیہا خمر او توکل المسیئۃ کذا فی الفناوی العنابیۃ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زوجہ اگر نماز کی پابند نہ ہو اور پاک صاف نہ رہتی ہو تو کیا شوہر اس کو اس بارہ تہنیت و تادیب کر سکتا ہے۔

الجواب

ایسی صورت میں شوہر کو یہ حق ہے کہ زبان سے نہ مانے تو مار کر تہنیت کرے۔

درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۵) کتاب الحظر والاباحہ ص ۲۹ میں ہے ولہ ضرب نہ وجتہ علی ترک الصلوۃ علی اکظمہ۔

رد مختار میں ہے وکن علی ترکها الزینۃ وخسل الجنابۃ وعلی خروجها من المنزل وترك الاجابۃ الی فراشہ

ومرتامہ فی التقریر وان الطائفة ان کل معصیة لاحد
فیہا فلا زوج والمولی التعزیر واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی خط میں
سلام لکھ کر بھیجے زبانی کہلوائے جیسا کہ اس وقت دستور ہے تو اس کا
جواب دینا ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب

غائب شخص کی تحریر حاضر کے خطاب کے قائم مقام ہے پس جیسا
حاضر کے سلام کا جواب دینا ضروری ہے اسی طرح غائب کے تحریر
سلام کا بھی جواب دینا ضروری ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ
محض سلام کا جواب دینے کے لئے اس کو دوبارہ خط لکھا جائے
بلکہ اس کا تحریری سلام بڑھ کر زبانی جواب کہہ دے۔ اسی طرح
جب قاصد کے زبانی سلام آئے تو اس کا بھی جواب دینا ضروری ہے
سلام سن کر خاموش نہ ہونا چاہیے۔

درمختار جلد ۵) کتاب المحظورات ص ۲۹ میں ہے

ویجب رد جواب کتاب التیمیۃ کذا السلام ولو قال لا یر
اقراء فلا نا السلام ویجب علیہ ذلك

درمختار میں ہے قوله ویجب رد جواب کتاب التیمیۃ

لان الكتاب من الغائب بمنزلة الخطاب من الحاضر محبتی

گھی تیل اور دودھ میں اگر بو ہو تو وہ حرام نہیں ہوتا البتہ کھانا جب اُپس جائے تو نجس ہو جاتا ہے۔

عالمگیری جلد ۵) کتاب الکراہۃ باب حادی عشر میں ہے
واللحم اذا انتن یحرم اكله والسمن واللبن والزیت
والدهن اذا انتن لا یحرم والطعام اذا تغیر واستحدث نجس
والاستربة بالتغیر لا تحرم کذا فی خزائن الفتاویٰ واللہ
اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مٹی کھانا درست ہے یا نہیں اکثر عورتیں بچے غلہ کی سیاہ مٹی شوق سے کھاتے ہیں اور بعض لوگ تحفہ کے طور پر تبرک مقاموں کی مٹی لاتے ہیں اور لوگ اس کو تبرک ہونے کی وجہ سے کھا لیتے ہیں کیا یہ شرعاً درست ہے یا نہیں۔

الجواب

مٹی کھانا مکروہ ہے کیونکہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے عورتوں اور بچوں کو بھی اس سے منع کرنا چاہیے۔ تبرک مقام کی مٹی بضرر تبرک کبھی کھالیں تو مضائقہ نہیں ہے۔

عالمگیری جلد ۵) کتاب الکراہۃ باب حادی عشر ص ۳۷
میں ہے اکل الطین مکروہ لکن اذا کوفی فتاویٰ ابی اللیث

رحمہ اللہ تعالیٰ و ذکر شمس الامة الحمدائی فی شرح صومہ
 اذا كان يخاف على نفسه انه لو اكله او رثه ذلك علة
 او افة لا يباح له التناول وكذلك هذا في كل شئ سوى
 الطين وان كان يتناول منه قليلا او كان يفعل ذلك
 احيانا لا بأس به كذا في المحيط - الطين الذي يحمل من مكة
 وليس طين حمزة هل الكراهة فيه كالكراهية في اكل الطين
 على ما جاء في الحديث قال الكراهية في الجميع مقيدة كذا في
 جواهر الفتاوى - وسئل بعض الفقهاء عن اكل الطين الجارح
 ونحوه قال لا بأس بذلك ما لم يضر وكراهية اكله لا للمحرمة
 بل لتهييج الذاء وعن ابن المبارك كان ابن ابي ليلى يورد
 الجارية من اكل الطين وسئل ابو القاسم عن اكل الطين
 قال ليس ذلك من عمل العقلاء كذا في الحاوى للفتاوى
 والمرأة اذا اعتادت اكل الطين تمتنع من ذلك اذا كان
 يوجب نقصاناً في جمالها كذا في المحيط والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگریزوں کی دعوت
 میں جہاں کہ شراب پی جاتی ہے اور مردار وغیرہ کھایا جاتا ہے اگر کوئی
 مسلمان شریک ہو اور ان حرام چیزوں کو چھو کر حلال چیزیں کھا
 تو کیا درست ہے یا نہیں۔

وان جلس یجلس بعیلاً او قریباً بحسب مرتبته فی حال حیاتہ
اھ قال ط و لفظ الدار مقہم او هو من ذکر اللزج مرکانہ اذا
سلم علی الدار فاولی ساکنہا و ذکر المشیۃ للترک لا للتحق
محقق او المراد اللحق علی اتم المحالات فقسم المشیۃ -

صفحہ ۶۶ میں درمختار میں ہے ولیقرأ لیس فی الحدیث من
قرأ الاخلاص احد عشر مرۃ ثم وهب اجرها لادموات
اعطی من الاجر بعد دالاموات -

رد مختار میں ہے (قوله ولیقرأ لیس) حکاورد من دخل
المقابر فقرأ سورۃ لیس خفت اللہ عنہم یومئذ وکان
لہ بعدد من فیہا حسنات بحرو فی شرح الباب ولیقرأ
من القرآن ما یتسرلہ من الفاتحۃ واول البقر الی المفلحون
وایۃ الکوسی وامن الرسول و سورۃ لیس و تبارک المملک
و سورۃ التکاثر و الاخلاص اثنتی عشر مرۃ او احدی عشر
او سبعاً او ثلاثاً ثم یقول اللہم اوصل ثواب ما قرأنا
الی فلان او الیہم واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض
اشخاص کسی سے مصافحہ کر کے اپنا ہاتھ چوم لیتے ہیں کیا یہ شرعاً
درست ہے -

الجواب

یہ جاہلوں کا فعل ہے شرعاً مکروہ ہے۔ درمختار مطبوعہ بر
حاشیہ رد مختار جلد (۵) کتاب الحظر والاباحہ ص ۲۶ میں ہے (و
کذا ما یفعله الجہال من (تقبیل) ید نفسه اذا لقی غیر
فہو (مکروہ) فلا رخصۃ فیہ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فقہ و محدث
وغیرہ لکھنے ہوئے کا غزوہ میں کوئی چیز باندھنا جائز ہے یا نہیں

الجواب

جائز نہیں ہے۔ درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۵)
کتاب الحظر والاباحہ ص ۲۶ میں ہے ولا یجوز لف شیء فی کاخذ
فقہ ونحوہ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گوشت میں اگر
بدبو ہو جائے تو کیا اس کا کھانا درست ہے اسی طرح گھی تیل اور
دودھ میں بدبو ہو جائے اور کھانا پس جانی کیا اسکا کھانا شرعاً جائز ہے
یا نہیں۔

الجواب

گوشت میں اگر بدبو ہو جائے تو اس کا کھانا حرام ہے

کنز العمال جلد (۸) ص ۴۷ میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان حفظت وصیتی فلا یكون شیء احب الیک من الموت (الاصبھانی فی الترغیب عن انس) وقال الموت رجلاً من المؤمنین (الدیلمی عن السید الحسن رضی اللہ عنہ) وقال لیس للمؤمن راحة دون لقاء الله تعالی وقال الموت تحفة المؤمن

ف جب کوئی مزار پر عرصہ میں زیارت حاضر ہو تو اس کو پہلے السلام علیہم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء اللہ بکمال حق و نسال لکما العافیۃ کہنا چاہیے پھر مزار کے پائین سے داخل ہو کر اور کھڑے ہو کر صاحب مزار کے لئے مغفرت و رحمت کی دعا مانگے پھر سورہ فاتحہ ایک بار قل هو اللہ التین بار یا سات بار یا گیارہ دفعہ یا بارہ دفعہ پڑھے۔ پھر ازل سورہ بقرہ سے مفلحون تک اور آیت الکرسی آمین الرسول سورہ یس سورہ ملک سورہ نکات پڑھے پھر یوں کہے کہ اے پروردگار عالم میں نے یہ جو کچھ پڑھا ہے اس کا ثواب صاحب کی روح کو پہنچا دے۔ سورہ بقرہ کے اذکار یعنی الم سے مفلحون تک یہ سرمانے پڑھنا چاہیے اور زیارت کرنے والا اگر مزار کے پاس بیٹھنا چاہے تو چاہیے کہ قریب و دور جہاں چاہے بیٹھے مگر اس کا ضرور لحاظ رہے کہ اگر صاحب مزار اس وقت زندہ ہوتے تو یہ ان کے پاس کس طرح بیٹھتا۔ اسی ادب و مرتبہ کے موافق عمل کرے۔ اگر زائر کو اتنی دیر تک توقف کر کے مذکورہ بالا آیات و سورتوں کے پڑھنے کی مہلت نہیں ہے تو

صرف سورہ فاتحہ اور تین دفعہ قل ہوا اللہ پڑھنے پر اکتفا کر سکتا ہے۔
 سورہ فاتحہ کے چونکہ زیادہ فضائل ہیں اور انہیں فضائل کی وجہ سے
 یہ قرآن پاک کی ابتدا میں رکھا گیا اور نماز میں بھی ہر رکعت کے شروع
 میں اس کا پڑھنا لازم گردانا گیا ہے۔ اس لئے ایصال ثواب اموات
 میں ان آیات وغیرہ کو پڑھ کر میت کی روح پر ایصال کرنے کا نام
 بھی فاتحہ رکھ دیا گیا اور ہر شخص فاتحہ کی ابتدا اس بھی سورہ فاتحہ ہی
 کرتا ہے جیسا کہ نماز میں قرأت قرآن کی ابتدا اسی سے کی جاتی ہے
 روحنا رجبہ ۱ کتاب الصلاة باب صلاة الجنائز ص ۶۶ میں

ہے قال فی الفتح والمسنۃ زیار تھا قائما والدعاء عندہا
 قائما کما کان یفعلہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخروج الی البقیع
 ویقول السلام علیکم الخ وفی شرح الباب لمن لا علی القاری
 ثم من اداب الزیارة ما قالوا من انه یاتی الزائر من قبل جری
 المتوفی لا من قبل رأسہ لانہ القب لبصر المیت بخلاف
 الاول لانہ یكون مقابل بصرہ لكن هذا اذا امکنہ والا
 فقد ثبت انہ علیہ الصلاۃ والسلام قرا اول سورۃ البقرۃ
 عند رأس میت واخرہا عند رجلیہ ومن ادا بہا ان لیسلم
 بلفظ السلام علیکم علی الصحیحہ لا علیکم السلام فانہ
 ورد السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء اللہ
 بکم لاحقون ونسأل اللہ لنا ولكم العافیۃ ثم یدعو قائما طویلاً

صلی اللہ علیہ وسلم یزور الشہداء یا حد فی کل حول و
اذ بلغہم رفع صوتہ فیقول سلام علیکم یا صابر تم فنعیم
عقبی الدار تم ابوبکر کل حول یفعل مثل ذلک ثم عمر ثم عثمان
وكانت فاطمة رضي الله عنها تأتيه وتدعوها وكان سعيد بن
ابی وقاص یسلم علیہم ثم یقبل علی اصحابہ فیقول اکیلا
تسلمون علی قوم یردون علیکم السلام۔

صلۃ ۳۶ احیاء العلوم میں ہے زیارۃ القبور مستحبہ
ع علی الجملة للتذکر والا اعتبار و زیارۃ قبور الصالحین مستحبہ
لاجل التبرک مع الاعتبار۔

ف مومن صالح کے لئے موت نہایت فرحت و سرور کی چیز ہے
کیونکہ اس کو دنیا کے تمام مصیبتوں سے راحت مل جاتی ہے اور اس کے
سامنے جلال خداوندی کی وہ وسعت پیش ہو جاتی ہے کہ دنیا اس کے
مقابل تنگ و تاریک قید خانہ معلوم دیتی ہے اس واسطے رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کو مومن کے لئے تحفہ و ریحانہ فرمایا ہے اور
یہ بھی ارشاد مبارک ہے کہ مومن موت سے بڑھ کر کسی چیز کو مجبوت نہ رکھے
کیونکہ خداوند عالم کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی چیز مومن کو راحت
دینے والی نہیں ہے۔

صلۃ ۳۷ احیاء العلوم میں ہے قال مسروق ما غبطت
احداً ما غبطت مؤمناً فی الحد قد اساترا من نصب اللہ دنیا

وامن عذاب اللہ وقال یعلیٰ بن الولید کنت امستی یوماً
مع ابی الدرداء فقلت ما تحب لمن تحب قال الموت قلت
فان لم میت قال یقل ماله وولده وانما احب الموت لانه
لا یجیه الا المؤمن والموت اطلاق المؤمن من السجن قال
عبد اللہ بن عمر وانما مثل المؤمن حین یمخرج نفسه اور
سروحه مثل رجل یات فی سجن فاخرج منه فهو یتفلسف من
الارض یتقلب فیها وهو الذی ذکرہ حال من تجافی عن الدنیا
وتبرم بها ولم ین انس الا بذکر اللہ تعالیٰ وکانت شواغل الدنیا
تخسده عن محبوه ومقامات الشهوات تؤذیه فکان الموت
خلاصه من جمیع المؤذیات وانفرادہ بمحبوبہ الذی کان به
انسه من غیر عائق ولا واقع۔

صفحہ ۳۸۳ میں ہے واعلم ان المؤمن ینکشف له عقیب
الموت من سعة جلال اللہ ما تكون الدنیا بالاضافة الیه
کالسجن والمضیق ویکون مثاله کالمحبوس فی بیت مظلم فتح
له باب الی بستان واسع الاکناف لا یملغ طرفہ اقصاصہ فیہ
انواع الاشجار والافکار والثمار والطیور فلا یشتہی الحود
الی السجن المظلم۔

صفحہ ۳۸۴ میں ہے وقیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان فلا تاقدم مات فقال مستریح او مستراح۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اولیاء اللہ اور شہداء کی مزار پر بعض زیارۃ جانا موجب حصول ثواب و برکات ہے یا نہیں اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین سے بھی یہ فعل ثابت ہے اور مومنین کے لئے موت باعث استراحت و مسرت ہے یا نہیں اور دیارت کرنے والے کو مزار پر حاضر ہو کر کیا پڑھنا چاہیے اور دیارت کے آداب کیا ہیں۔ اس وقت جو طریقہ فاطمہ پڑھے گا رائج ہے کیا اس کے لئے شریعت میں کوئی ثبوت ہے یا نہیں مفصل تحریر فرمایا جائے

الجواب

مسلمانوں کے لئے بزرگان دین و شہداء و صلحاء کے قبور کی زیارت برکت و فیض حاصل کرنے کے لئے کرنا مستحب ہے۔ ہر ہفتہ میں جمعہ کے دن جانا افضل ہے ہفتہ اور پیر اور پنجشنبہ میں جانا بھی باعث فضیلت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بقیع میں اموات کی زیارت کے لئے تشریف فرما ہوتے تھے اور ہر سال کی ابتداء میں شہداء احد کی زیارت کیلئے تشریف لجاتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی و رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اپنے اپنے عہد خلافت میں اس عادت کو جاری رکھا۔ اور سیدۃ النساء حضرت خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا بھی اپنے حیات میں اس کی پابند رہیں۔

رد مختار جلد (۱) کتاب الصلوٰۃ باب صلاۃ الجنازۃ مطلب فی زیارۃ
القبور میں ہے (قوله و زیارۃ القبور) ای لا یاس بہ بل تندب
کما فی البحر عن المجتبیٰ فكان ینبغی المصریح بہ للاحرار بما فی الحدیث
المذکور کما فی الامداد و تزار فی کل اسبوع کما فی غنایۃ
النواہل قال فی شرح لباب المناسک الا ان الا فضل یوم
الجمعة والسبت والاثنين والخمیس فقد قال محمد بن واسع
الموتی یعلمون بزوارهم یوم الجمعة و یوما قبله و یوما بعده
فحصل ان یوم الجمعة افضل اھم و فیه و یتحب ان یزور
شهداء جبل احد لما روی ابن ابی شیبۃ ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کان یأتی قبور الشہداء باحد علیہ اس کل حول
فیقول السلام علیکم بما صدقتم فنعمر عقبی الدار۔

اس عبارت کے چند سطور یہ ہے و اما الا ولیاء فانهم
متفاوتون فی القرب من اللہ تعالیٰ و نفع الزائرین بحسب
معارفہم و اسرارہم قال ابن حجر فی فتاویٰہ و لا تترك
لما یحصل عندها من منکرات و مفسد کا اختلاط الرجال
بالنساء و غیر ذلک لان القربات لا تترك لمثل ذلک بل
على الانسان فعلها و انکار البدع بل و انزلتها امکن
اتحاف السادة شرح احیاء العلوم مصری جلد (۱۰) ص ۲۶۳
میں ہے و روی البیهقی فی الشعب عن الواقدی قال کان النبی

الجواب

قرآن شریف کو زبان پڑھنے سے دیکھ کر پڑھنا افضل ہے
 کیونکہ اس میں دو عبادتیں شامل ہوتی ہیں ایک تو تلاوت اور دوسری
 اس کا دیکھنا۔ قرآن شریف میں نظر کرنا بھی ایک مستقل عبادت ہے۔
 فتاویٰ قاضی خاں مطبوعہ برعاشیہ عالمگیری مصری جلد (۱)
 ص ۱۶۲ کتاب الصلوٰۃ مسائل کیفیت القرآن میں ہے وقراءة القرآن
 فی المصحف اولیٰ من القراءة عن ظہور القلب لما روى عن عبادة بن
 الصامت رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه
 قال افضل عبادة امتی قراءة القرآن نظراً ولا ن فيه جمعا
 بين العبادتين وهو النظر فی المصحف وقراءة القرآن۔
 کبیری شرح منہ المصلیٰ مطبوعہ محمدی ص ۲۶۳ میں ہے وقراءة
 القرآن فی المصحف افضل لانه جمع بين عبادتي القراءة والنظر
 عالمگیری جلد (۱) ص ۳۱ کتاب الکراہیۃ باب الرابع میں ہے
 قراءة القرآن فی المصحف اولیٰ من القراءة عن ظہور القلب
 والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی عالم یا فقیہ کو بلا وجہ
 گالی دینا گناہ ہے یا نہیں۔

الجواب

عالم کو گالی دینے سے گالی دینے والے کا فرہم جانے کا اثر ہے اس لئے اس سے بہت احتراز کرنا چاہیے

عالمگیری کے جلد (۲) کتاب السیر باب ہوجیات کفر منہما
یتعلق بالعلم والعلمائیں ہے ویخاف علیہ الکفر اذا شتم عالماً
او فقیہاً من غیر سبب واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ واعظین کا
منبر پر اشعار کا کرپڑ صاف مناسب ہے یا نہیں۔

الجواب

واعظین کا منبر پر اشعار کا کرپڑ صاف قیامت کے علامات
میں سے ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔

نصاب الاحساب کے باب الثالث والستون فی المذکرین
میں ہے هل یجوز للمذکر ان یقرأ علی المنبر دو بیٹی کہا اعتادہ
مذکر نہ ماننا املا الجواب فی الحدیث من اشراط الساعة
ان توضع الاخیار وترفع الاشرار وان تقرأ المثناة علی سرور
الناس والمثناة هی التي تسمى بالفارسیة دو بیٹی من الصحاح
والفقه فی منہ انہ غناع وانہ حرام فی غیر المنبر فباطل
فی موضع معد للوعظ والنصیحة واللہ اعلم بالصواب۔

فضول منہرچی ہے۔ فواکھات کے روزانہ استعمال کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر انکار ترک کرنا افضل ہے تاکہ خدا کے پاس مرتبہ کم نہ ہو۔

در مختار مطبوعہ برہمپور مشیر و مختار جلد ۵ (کتاب المحظر والا باحت
میں ہے) (الاکل) للغذاء والشراب للعطش ولو من حرام
او مینة او مال بغیرہ وان ضمتہ (فرض) یتاب علیہ بحکم
الحديث ولكن مقدار ما يدفع الانسان (المهلك عن نفسه)
وما جاور علیہ (و) هو مقدار ما (یتمکن به من الصلوة قائماً
(و) من (صومه) مفادہ جواز تقلیل الاکل بحیث یضعف
عن الفرض لکنہ لم یجوز کما فی الملتقی وغیرہ قلت فی الملتقی
بالغین الفرض بقدر ما یندفع به الهلاك ویمکن معه الصلوة
قائماً النقی فتنبہ (و مباح الى الشبع لتزید قوته وحرام (عبر
فی الخانیة بیکرة (و هو ما فوقه) ای الشبع وهو کل طعام غلب
علی ظنه انه افسد معدته وکذا فی الشراب قهستانی (الآن
یقصد قوۃ صوم الخد اولئلا یستحی ضیفه) او نحو ذلک
ولا تجوز الرياضة بتقلیل الاکل حتی یضعف عن اداء العبادۃ
ولا بأس باذبح الفواکھ وترکہ افضل واتخاذ الاطعمۃ سرف
وکذا وضع الخبز فوق الحاجة۔

رد المحتار میں ہے (قوله واتخاذ الاطعمۃ سرف)

الا اذا قصد قوة الطاعة او دعوة الاضياف قوما بعد قوم
فہستانی۔

اس عبارت کے قبل ہے (قوله وترکہ افضل) کی لاتقص
درجہ ویدخل تحت قوله تعالى اذہبہ طیباً تکم فی حیاتکم
الدنیا والتصدق بالفضل افضل تکتیراً للمحسنات در منقہ
واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حیدرآباد میں یہ
رواج ہے کہ نئی دہنوں کو ابتداً محرم میں دس پندرہ روز تک شوہر
سے علیحدہ رکھتے ہیں کیا اس کا شرع میں کوئی ثبوت ہے۔

الجواب

شرعیت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ حیدرآباد میں اس کا
رواج غالباً شیعوں کی پیروی و اتباع میں ہے کیونکہ وہ عشرہ محرم کو
سوگ کے دن سمجھتے ہیں اس لئے ان کے پاس ان آیام میں خوشی کے
کام نہیں ہوتے۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قرآن شریف
کو تلاوت کی غرض سے دیکھ کر پڑھنا بہتر ہے یا زبانی۔

وبہ نأخذ ولا یکره دفنه وینبغی ان یلف بحرقه طاهره ویلحد
له لانه لوشق ودفن یمتاج الی اعاله الزاب علیہ ونے
ذلك نوع تحقیر الا اذا جعل فوقه سقف اگر اس قدر ہتمام
نہ ہو سکے تو اس کو کسی پاک جگہ پر ایسی خافت سے رکھے کہ کوئی ناپاک
اس کو چھون سکے اور گرد و غبار و غلاطت سے محفوظ رہے۔

رد مختار میں عبارت سابقہ کے بعد ہے وان شاء غسلہ
بالماء او وضعہ فی موضع طاهر لا تصل الیہ ید محدث ولا یغشا
ولا قدر تعظیماً لعلہ عز وجل واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلے میں کہ شادیوں میں عموماً
اطلس وغیرہ کی ریشمی رزائی تو شک دی جاتی ہیں جس کو دولہ و دلہن
دونوں استعمال کرتے ہیں۔ کیا مردوں کے لئے ایسی رزائی تو شک کا
استعمال درست ہے۔ اسی طرح ریشمی مجھردان میں سونا مرد کیلئے
درست ہے یا نہیں۔

الجواب

ریشم کی رزائی تو شک مرد کے لئے جائز نہیں ہے البتہ
ریشمی مجھردان میں سونا مضائقہ نہیں ہے۔

رد المختار جلد (۵) کتاب الحظر والاباحہ ص ۴۶۲ فصل اللبس
میں ہے فی القنیۃ استعمال الخفاف من الابریشم لا یجوز لانه

نوع لبس۔

اسی صفحہ کے درمختار میں ہے ولا تأسروا کلمۃ الدین یا جرمتم
میں ہے وفي القاموس الکلمۃ بالکسر الستر الرقیق وغشاء قریق
یتوق بہ من البعوض واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حاجت
زیادہ کھانا جائز ہے یا نہیں اور ایک وقت میں متعدد کھانے اور سالن
یکو اگر کھانا اور فواکھات وغیرہ کار و زائد استعمال کرنا اس بارہ میں شریعت
کا کیا حکم ہے۔

الجواب

انسان کو اپنی جان بچانے اور نماز روزہ کے لئے طاقت قائم
رکھنے کی مقدار کھانا فرض ہے اور اس پر وہ اجر و ثواب کا بھی مستحق
ہے پیٹ بھرے تک کھانا تاکہ طاقت و قوت میں زیادتی ہو مباح ہے
پیٹ بھرنے کے بعد پھر کھانا کہ جس سے محدہ خراب ہونے کا گمان ہو
حرام ہے اگر اس زیادتی سے یہ مقصود ہو کہ دوسرے دن روزہ رکھنے
کے لئے اس سے تقویت ہو یا مہان کا ساتھ دینے کے لئے زیادہ کھالے
تو اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ متعدد قسم کے کھانے ایک وقت میں
یکو اگر کھانا اگر اس سے عبادت کے لئے قوت حاصل کرنا مقصود ہے یا
مہانوں کی ضیانت کے لئے یکو اے گئے ہیں تو جائز ہے در نہ اسراف

اس کے قبل ہے لا باس بان یختہ خاتمہ دید قد لوی
 علیہ فضة والبس بفضة حتی لا یری تتارخانیة واللہ اعلم
 بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مردوں کے لئے گونے
 رنگ جائز ہیں اور کون سے ناجائز اور کیا مرد بھی زینت کے لئے ہاتھ
 پیر میں ہندی لگا سکتے ہیں جیسا کہ عموماً حیدرآباد میں نوشہ کو لگایا جاتا ہے

الجواب

سرخ رنگ کو مہم کا اور گہرا زعفرانی اور پیلا رنگ مردوں کیلئے
 مکروہ ہے ان کے سوا باقی اور رنگوں سے رنگے ہوئے کپڑے مرد پہن
 سکتے ہیں اسی طرح ہاتھ پیر کو زینت کے لئے ہندی وغیرہ لگانا مردوں
 کے لئے مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں کی مشابہت ہے البتہ دوا کی غرض
 سے لگا سکتے ہیں -

درمختار مطبوعہ برعاشیہ رد مختار جلد ۵ (کتاب الخطر والا باۃ
 فصل فی اللبس میں ہے وکوة لبس المعصفر والمزعفر الاحمر والا
 للرجال مفادہ انہ لا یکوہ للنساء ولا باس لبس اڑالا لوان -

رد مختار جلد ۵ (ص ۲۵۲) کتاب الخطر والا باۃ فصل فی اللبس
 ہے ویکوہ للانسان ان یتغضب یدیه ورجلیہ وکذا الصبی
 الاحیاء نباہ وکذا باس بہ للنساء -

صفحہ ۲۹ میں ہے کلا ید یہ و مرحلیہ فانہ محروک

للمشیہ بالنساء واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تبرک شکار قرآن پاک کی تہذیب و فقہ و اصول وغیرہ اگر اس قدر پرانی ہو جائیں کہ ان سے کام لینا مشکل ہو تو ان کو کیا جلانا یا پانی میں ڈالنا بہتر ہے یا دفن کرنا۔

الجواب

جلانے یا پانی میں ڈالنے سے دفن کرنا بہتر ہے قبر کی طرح گڑھا کھد کر اس میں بغلی بنائی جائے پھر ان تبرک کتابوں کے بوسیدہ اوراق کو ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر بغلی میں رکھا جائے پھر دیوار لگا کر بغلی بند کر دی جائے اور گڑھے کو مٹی سے بھر دیا جائے یا بغلی مذبحا کر گڑھے کو پتھر کی کڑیوں سے ڈبانک دیا جائے پھر اس پر مٹی ڈالی جائے پھر اوراق پر مٹی نہ پڑے کیونکہ اس میں اوراق کی تحقیر و تذلیل ہوتی ہے۔

رد مختار مطبوعہ ہر جاشیہ در قنار جلد (۵) کتاب المحظورات الباقیۃ

۲۹ میں ہے الکتاب الی لا ینتفع بها یحییٰ عنہا اسم اللہ

و ملئکتہ و رسلہ و یحرق الباقی و لا بأس بان تلقی فی ماء و جاء
کما ہی او تدفن و هو احسن کما فی الاہل

رد المحتار میں ہے و فی الذخیرۃ المصنف اذا صار

خلقا او تعذرا لقرآن لآمنہ لا یحرق بالناد الیہ اشار و محمد

فی کشف النور عن اصحاب القبور الاستاذ عبد الغنی النابی
قدس سرہ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلے میں کہ ہاتھ منہ اور ناک صاف
کرنے کے لئے جو دوشی رکھی جاتی ہے کیا اس کو جیب میں رکھ کر نماز پڑھ سکتے
ہیں یا نہیں اور کیا دستی رکھنا شرعاً جائز ہے۔

الجواب

دستی رکھنا شرعاً جائز ہے مگر اس کو جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ
ہے۔ درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد المحتار جلد ۵ (کتاب المحظورات والاباحات میں
(لا) لیکر خرقة لوضوء) بالغنم لبقیۃ باللہ (او مخاط) او عرق
لوحاجة ولوللتکبر تکرہ۔

رد المحتار میں ہے ثم هذا فی خارج الصلاة لما فی النزاع
وتکرہ الصلاة مع الخرقة التي میسج بها العرق ویؤخذ بها
المخاط لا لا فاما نجسة بل لا زال المصلی معظم والصلاة علیها
لا تعظیم فیها واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلے میں کہ مردوں کو چاندی کی
انگوٹھی پہنا درست ہے یا نہیں اگر ہے تو کتنی مقدار کی جائز ہے کیا لوہے
کی انگوٹھی پر چاندی کا طمع کر کے پہنا جائے تو درست ہے یا نہیں اور

انگوٹھی کس ہاتھ کی اگلی میں پہنی جائے سیدھے یا بائیں۔

الجواب

چاندی کی انگوٹھی جو ایک شفا ل سے وزن میں کم ہو مردوں کے لئے جائز ہے چاہیے کہ بائیں ہاتھ کی کن اگلی میں پہنیں۔ مگر پاشاہ اور قاضی جن کو کہ نہر کی ضرورت پڑتی ہے یہ لوگ ہر وقت پہن سکتے ہیں ان کے سوا دوسرے اشخاص کا نہ پہنا بہتر ہے اور لوہے کی انگوٹھی پر چاندی کا طبع کر کے پہن سکتے ہیں۔

درمختار مطبوعہ برجاشیہ رد مختار جلد (۵) کتاب الحظر والایات
میں ہے ولا یتخذہ الا بالفضۃ لحصول الاستغناء بها
فیجرم لعنیرھا۔

رد المختار میں ہے فقال یا رسول اللہ ای شیئ اتخذہ
قال اتخذہ من ورق ولا تمہ مثقالا۔
دوسرے صفحہ میں ہے وترك التخذ لغیر السلطان والقاض
وذی حاجۃ الیہ یمتول افضل۔

اس کے قبل درمختار میں ہے ویجملہ لبطن کفہ فی
یدہ الیسر وقیل الیمنی والا انہ من شعائر الروافض فیجب التحرز
عنہ قسستانی۔

رد المختار میں ہے (قوله فی یدہ الیسر) وینبغی ان یکون
فی خضرھا ودون سائر اصابعہ ودون الیمنی ذخیرۃ۔

کا لرجل من الرجل) وقيل كالرجل المحرمه والاوّل اصح
(وكنّا) تنظر المرأة (من الرجل) كنظر الرجل للرجل ان
امنّت شهواتها فلولا تأمن او خافت او شكت حرم استحقاق
كالرجل هو الصحيح في الفصلين شارحاً خاتمه مغزياً للمضمرات
(والذميمة كالرجل الاجنبى في الاصح فلا تنظر الى بدن
المسلمة)

(مجتبى) والتمارين ہے لا يحل للمسلمة ان تتكشف
بين يدي يهودية او نصرانية او مشركة الا ان تكون
امة لها كما في السراج و نصاب الاحتساب الا ينبغي للمرأة
الصالحه ان تنظر اليها المرأة الفاجرة لا تفصفا عند
الرجال ولا تضع جلبابها ولا خمارها كما في السراج
اس کے کچھ قبل درمختار میں ہے ينظر الطيب الى موضع
رضها بقدر الضرورة اذ الضروريات تنقد بقدرها
وكذا انظر قابله

اس کے بعد کے صفحہ میں ہے (والخصى والجبوب والمخنت
في النظر الى الاجنبية كالغفل
والتمارين ہے والمخنت فحل فاسق قهستانى والله
اعلم بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اولیاءِ ائمتہ کے مزار پر جو غلات اور عمامے اور کپڑے پر دے وغیرہ بغرض اٹلہا تجلید شان ڈالے جاتے ہیں کیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

اگرچہ بعض فقہار نے اس کو مکروہ لکھا ہے مگر متأخرین نے صاحب مزار کی عروت و توقیر کے لئے ڈالنا جائز رکھا ہے تاکہ عام لوگ صاحب مزار کی تعظیم کریں اور ناواقف زائرین خشوع و ادب کے ساتھ زیارت کریں۔

رد المحتار جلد ۵ کتاب المحضر والا باحة ص ۲۵۳ میں ہے کہ بعض الفقہاء وضع المستور والعمائم والثياب علی قبور الصالحین والا ولیاء قال فی فتاویٰ الحجۃ و تکوہ المستور علی القبور اھ ولكن نحن نقول الان اذا قصد به التعظیم فی عیون العامة حتی لا یحتقر واصحاب القبر و جلد الجلب الخشوع والادب للخالین الزائرین فهو جائز لان الاعمال بالنیات وان کان بدعة فهو کقولہم بعد طواف الوداع یرجع الفحیم حتی یمخرج من المسجد اجلالاً للبت حتی قال فی منهاج السائین لکن انہ لیس فیہ سنة مرویة ولا اثر محکی وقد فعلہ اصحابنا اھ کذا

رد المحتار میں ہے لیکن فی الشرعة اذا سلم علی اهل الذمۃ
فلیقل السلام علی من اتبع الهدی وكذلك ینکتب فی الکتاب
الیہم وفی التارخانیۃ قال محمدؑ اذا کتبت الی یهودی او نصرانی
فی حاجۃ فالکتاب السلام علی من اتبع الهدی واللہ واعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص کسی عورت
سے عقد کرنا چاہتا ہے اگر قبل از عقد اس کو دیکھنا چاہے تو کیا شرعاً جائز ہے
الجواب

سنت سمجھ کر دیکھنا جائز ہے۔ درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد المحتار
جلد ۵ (۵) کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر والیس میں ہے وکذا
مرید نکاحھا ولو عن شہودۃ بنیۃ السنۃ لا قضاء الشہودۃ
رد مختار میں ہے ولو اراد ان یتزوج امرأۃ فلا بأس
ان ینظر الیہا وان خاف ان لیشتمہیھا بقولہ علیہ السلام
للمغایرة بن شعبة حین خطب امرأۃ انظر الیہا فانہ احرى
ان یؤد مبینکما رواۃ الترمذی والنسائی وغیرہما
ولان المقصود اقامة السنۃ لا قضاء الشہودۃ اھ والادام
والابد ادم الا صلاحہم والتوفیق اتقانی واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورتیں عموماً آپس میں

پر وہ نہیں کرتیں اور ایک دوسرے کے سامنے بے ستر ہونے کو عیب نہیں جانتیں اسی طرح مخنثوں اور ہجڑوں کے سامنے نکلنا بھی معیوب نہیں خیال کرتیں اور جنبی مردوں کے طرف نظر کرنا بھی ان کے پاس کوئی عیب نہیں ہے کیا یہ افعال عورتوں کے لئے شرعاً جائز ہیں یا نہیں

الجواب

ایک مسلمان مرد دوسرے مرد کے جن اعضا کو نہیں دیکھ سکتا۔ ایک مسلمان عورت بھی دوسری عورت کے اذن اعضا کو نہیں دیکھ سکتی مثلاً ایک مرد دوسرے مرد کے ناف سے زانو تک کے حصہ کو نہیں دیکھ سکتا اسی طرح عورت بھی دوسری عورت کے ناف سے زانو تک کے حصہ کو نہیں دیکھ سکتی۔ شریف و نیک عورت کیلئے یہ حکم ہے کہ وہ بدکار عورتوں کے روبرو نہ آئے اور ان کے سامنے اپنی چادر وغیرہ نہ نکالے کیونکہ یہ غیر مردوں کے سامنے اس کا ذکر کرنا ہے اور غیر مسلم عورتیں تو مسلمان عورتوں کے حق میں مثل اجنبی مرد کے ہیں کہ مسلمان عورت جیسا غیر مرد سے پردہ کرتی ہے دیا ہی کا فرہ عورت سے کرنا چاہئے۔ البتہ دایہ اور طبیب کو صرف اسی مقام کے دیکھنے کی اجازت ہے جہاں علاج کی ضرورت ہے۔ عورتوں کے لئے مخنثوں اور ہجڑوں وغیرہ کے سامنے ہونا ناجائز ہے۔ البتہ عورت اجنبی مرد کو ناف سے زانو تک کے سوا باقی حصہ کو دیکھ سکتی ہے بشرطیکہ اس کو شہوت کا خوف نہ ہو ورنہ حرام ہے۔

درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد المحتار جلد (۵) کتاب الحفظ والاباحہ
فصل فی النظر میں ہے (وتنظر المرأة المسلمة من المرأة

یا اپنا حق حاصل کرنے کے لئے تحفہ و تحائف سے کسی حاکم کی مدارات کرے
یا شاعروں کو تعریف و توصیف کے صلہ میں یا ان کی زبان بندی کیلئے
کچھ دے تو کیا شرعاً جائز ہے۔

الجواب

جائز ہے درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۵) کتاب المحظ
والا باجہ کے فروغ میں ہے لا یأثم بالرشوة اذا اخاف علم دینہ
واللہ علیہ الصلاۃ والسلام کان یعطی الشعر اء ولم یضئ
لسانہ وکفی لبسہم المؤلفۃ من الصدقات دلیلاً علی
امثالہ۔

رد مختار میں ہے (قوله اذا اخاف علی دینہ) عبارة المحقق
لمن يخاف وفيه ايضاً دفع المال للسلطان الجائر لدفع
الظلم عن نفسه وماله ولا يستخرج حق له ليس برشوة یعنی
فی حق الدافع (قوله کان یعطى الشعر اء) فقد روی الخطابی
فی الغریب عن عکرمۃ مرسل قال اتی شاعر النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال یا بلال اقطع لسانہ عنی فاعطاه اربعین درهماً
اور ص ۲۹ رد المختار میں ہے لانه انما يدفع له عادة قطعاً
للسانہ کما مر فلو کان ممن يؤمن شره فالظاهر ان ما يدفع
له حلال بدلیل دفعہ علیہ السلام بر دتہ لکعب لما امتدحه
بقصیدتہ المشہورۃ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سائل جو سلام کرتا ہے اور اس کی غرض سلام سے محض اٹھنا ہوتا ہے کیا اس سلام کا جواب دینا ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب

ضروری نہیں ہے۔ درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۵) کتاب الخطر والاباحہ میں ہے ولا یجب رد سلامہا لئلا یکن لکلامہ لیس للتحیۃ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی مسلمان کو کسی مشرک یا کافر کو سلام کرنے کی ضرورت پڑے تو کیا کرنا جائز ہے۔ اور اگر کرے تو کن الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا جائے۔

الجواب

مسلمان ضرورت کے وقت مشرک و کافر پر سلام کر سکتا ہے چاہے کہ السلام علی من اتبع الهدی کے لفظ سے سلام کرے اور تحریر میں بھی یہی لکھے۔

درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۵) کتاب الخطر والاباحہ میں ہے (و یسلم) المسلم علی اهل الذمۃ لولہ حاجۃ الیہ والا کرہ ہوا الصحیح۔

وانما یکرہ من حیث انه فحجم الشیاطین لا من حیث انه
لیس له حق الدخول واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورتیں اگر گھوڑے کی
سواری کریں یا مردوں کی طرح ہتھیار و لباس وغیرہ پہنیں تو درست ہے
یا نہیں۔

الجواب

عورتیں اگر کھلے تماشہ یا تفریح طبع کے لئے سواری وغیرہ مردانہ
کام کرتی ہیں یا ہتھیار و مردانہ لباس پہنتی ہیں تو ناجائز ہے ورنہ ضرورتاً
سفر یا جہاد یا کسی اور دینی و دنیوی ضرورت کے لئے ایسا کرتی ہیں تو درست ہے
در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد المحتار جلد (۵) کتاب المحرمات والاباحہ کے
فروع میں ہے لا یرکب مسلمة علی سرج للحديث هذا واللهی و
لوحاجة غزو و حج او مقصد دینی او دنیوی لا بد لها منه فلا
بأس به۔

رد المحتار میں ہے (قوله للحديث) وهو لعن الله الفروج علی
السرج ذخیره لکن نقل المدنی عن ابی الطیب انه لا اصل
له اه ای یحی اللفظ والا فحنا لا ثابت فی البخاری وغیرہ لعن
رسول الله صلی الله علیه وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء
والمتشبهات من النساء بالرجال والطبرانی ان امرأه تهرق

علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم متقلدۃ قوساً فقال اللہ
المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهین من الرجال
بالنساء واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلے میں کہ رمضان شریف میں
محلہ کے لوگ چندہ کر کے مسجد کے امام و حافظ وغیرہ کو کچھ لباس بنوادیتے اور
نقد بھی بطور تحفہ کے دیتے ہیں کیا شرعاً درست ہے۔

الجواب

درست ہے۔ درختا مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۵) کتاب الحظر
والایاتہ کے فروع میں ہے جمع اہل المحلۃ للامام فحسن۔
رد مختار میں ہے (قوله جمع اہل المحلۃ) ای اشیاء من القوت
اوالد ارہم (قوله فحسن) ای ان فعلوا فہو حسن ولا یسمی اجرة۔
کما فی الخلاصۃ والظاهر ان ہذا من تعریفات المتقدمین
الماتعین اخذ الامحۃ علی الامامۃ وغیرہا من الطاعات لتظهر
ثمرۃ التنصیص علیہ والا فہی انراۃ الاحسان بالاحسان
مطلوبۃ لكل احد واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلے میں کہ اگر کوئی اپنے جان و
مال و دین و اہل و عیال کی حفاظت کے لئے ظالم و جابر عہدہ داروں کو کچھ

روایت میں ہے قولہ ویکوہ ان یدعو الخ (بل لا بد من
لفظ یفید التعظیم) سیدی و سخوہ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سئلہ میں کہ عربی زبان کا سیکھنا
کیا باعث فضیلت ہے اور دنیا کی تمام زبانوں میں اس کا کیا رتبہ ہے۔

الجواب

عربی زبان کو دنیا کی تمام زبانوں پر فضیلت ہے اور اس کا سیکھنا
سکھانا باعث ثواب ہے۔

درمختار مطبوعہ بر حاشیہ روح مختار جلد (۵) کتاب المحظورات باب
فروع میں ہے (للحریۃ فضل علی سائر الالسن وهو لسان اهل الجنة
من تعلمها او علمها غیرها فهو ماجور) وفي الحدیث
اجبر الکریم لثلاث کانی عربی والقرآن عربی ولسان اهل الجنة فی الجنة
عربی واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سئلہ میں کہ جب بیوی باری باز
کا نرخ گراں کر دیں اور اپنے مقررہ نفع سے زیادہ حاصل کرنے کی طمع
میں اشیاء کی قیمت بڑھا دیں جس سے رعایا پر تنگی واقع ہو تو ایسی حالت
میں حاکم وقت اشیاء کا نرخ مقرر کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

جبکہ ہیو پارٹی طمع و حرص سے اپنے مقررہ نفع سے زائد حاصل کرنے کے لئے اشیاء کا نرخ بڑھا دیں جس سے عامۃ الناس کی تکلیف و تنگی متصور ہو ایسے وقت میں حاکم اہل رائے کے مشورہ سے اشیاء کا نرخ مقرر کر سکتا ہے۔

در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد ۵ (کتاب المحظور والاباحہ کے فرع میں ہے) ولا یسحر حاکم لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا تسحر وافان اللہ ہو المسحر القابض الباسط الرزاق (الا اذا تعدی الامر باب عن القیمة تعدیا فاحشاً فیسعوا وھشورۃ اھل الراۃ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مشرکین و کفار مسجد میں آسکتے ہیں یا نہیں اسی طرح مسلمان دیول اور گر جا میں جا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب

مشرکین و کفار مسجد میں آسکتے ہیں مگر مسلمانوں کا دیول و گر جا میں جانا مکروہ ہے کیونکہ یہ شیاطین کے مجمع کی جگہ ہے۔

در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد ۵ (کتاب المحظور والاباحہ فصل فی ابعیع میں ہے) (و) جاز (دخول الذمی مسجداً) مطلقاً رد المختار میں ہے فیکرۃ للمسلم الذی دخل فی البیعۃ والکنیۃ

بنیاد شریعت پر ایسے کے کمزوریات میں ہے لیکن الجالوس والنوم
 علیہ لا بائس بہ کان فینہ استہانۃ لہا لا تعظیم مہتا پس
 صورت مسئلہ میں جن اشخاص نے پیر کی تصویر فیضیت و عبادت کیلئے
 رکھی ہے قطعاً ناجائز ہے واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مردوں کو کس رنگ کا
 خضاب کرنا جائز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے
 کون سے رنگ کا خضاب فرمایا تھا۔

الجواب

غازی و مجاہد کے لئے سیاہ رنگ کا خضاب کرنا جائز ہے دوسرے
 اشخاص کے لئے خا و کمتر کا خضاب مستحب ہے۔
 درمختار مطبوعہ برکات شیعہ رد المحتار جلد ۵ کتاب المحظر والایات
 میں ہے یتحب للرجل خضاب مشعرہ ولحیتہ ولو فی غیر حر
 فی الاصح والاصح انہ علیہ السلام یفعلہ ویکرہ بالسود
 قیل لا۔

رد المحتار میں ہے قولہ خضاب مشعرہ لایدیہ ورجلیہ
 فانہ مکروہ للتشبیہ بالنساء وقولہ یکوہ بالسواد ای بغیر
 الحرب قال فی الذخیرۃ اما الخضاب بالسواد للخر ولیمکن
 اہتیب فی عین العد وھو محمود بالاتفاق آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے خضاب نہیں کیا کیونکہ بوقت وصال آپ کی ریش مبارک میں سترہ سفید بال تھے اس لئے آپ کو حین حیات خضاب کی ضرورت نہیں تھی البتہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خاں اور کتم (ایک قسم کی گھاس) کا خضاب کیا ہے۔

در مختار کی عبارت سابقہ میں ہے والا صحہ اند علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یفعلہ

روالمختار میں ہے قوله والا صحہ اند الخ لانه لم یحتاج الیه لانه توفي ولم یبلغ شیبہ عشرين شعرة فی رأسه ولحيته بل كان سبع عشرة كما فی البخاری وغیره وورد ان ابا بکر ^{رضی اللہ عنہ} خضب بالحناء والحكمة والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زوجہ اپنے خاوند کا اور لڑکا اپنے باپ کا نام لے کر پکار سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

زوجہ کو اپنے شوہر کا نام لینا اور لڑکے کو اپنے باپ کا نام لے کر پکار کر وہ ہے بلکہ چاہیے کہ میرے سردار وغیرہ تعظیم کے الفاظ سے پکاریں۔ درمختار مطبوعہ برعاشیہ رد مختار جلد ۵) کتاب الخطر والاباحۃ کے فروع میں ہے۔ (ویکھ ان یدعو الرجل اباه وان تدعو امرأۃ نرجسها باسمه) امر بلفظہ۔

بسوط (جلد ۲) ص ۱۱۱ باب نواذ الصلوٰۃ میں ہے والنہی
متی کان لمعنی فی غیر المنہی عنہ لا یكون معسداً کالمنہی عن
الصلوٰۃ فی الارض المنصوبۃ

رد المحتار جلد ۱۱ باب شروط الصلوٰۃ میں ہے قوله والرابع
تستعیر عورتہ ای ولو بما لا یجمل لبسہ کثوب حیوان ان الثمر
بلا عذر واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض اشخاص کا
خیال ہے کہ اپنے پیر کے بالائی نصف حصہ کی تصویر مکان میں رکھنا اور
روزانہ اس کی زیارت کرنا باعث فضیلت و عبادت ہے چنانچہ بعض مرشد
نے اپنے جسم کے بالائی حصہ کا فوٹو مریدوں میں تقسیم کیا ہے اور یہ کہتے
ہیں کہ نصف حصہ کی تصویر رکھنا جائز ہے۔ پس کیا یہ شرعاً جائز ہے
اور ان کا قول درست ہے۔

الجواب

جاندار کی تصویر مکان میں عزت و توقیر کی جگہ رکھنا اور اس کی
تعظیم و تکریم کرنا شرعاً حرام ہے البتہ وہ تصویر جس کا سر کٹا ہوا ہے یا بچونے
اور تکیہ وغیرہ روندنے اور چلنے پھرنے کے مقام میں ہے اس کو مضائقہ
نہیں ہے۔

عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۱۰ کتاب اللباس میں ہے

وفی التوضیح قال اصحابنا وغیرہم تصویر صورتہ الحیوان حرام
اشی الخمریہ وهو من الکبائر وسواء صنعہ لما یمتھن اولغیرہ
فحرام کل حال لان فیہ مضاہاة لخلق اللہ وسواء کان فی ثوب
اوبساط اودینار اودرہم اوفلس اواناء اوحائط واما ما لیس
فیہ صورتہ حیوان کالشجر ونحوہ فلیس بجرام وسواء کان فی هذا
کلمہ مالہ ظل وما لا ظل له وبمضاہاة قال جماعۃ العلما مالک
والثوری وابونحیفہ وغیرہم۔

رد المحتار کے جلد (۱) کتاب الصلوٰۃ باب المکروہات میں ہے
وظاہر کلام النوی فی شرح المسلم الاجماع علی تحریم تصویر الحیوان
وقال سواء صنعہ لما یمتھن اولغیرہ فضعتہ حرام لکل حال
لان فیہ مضاہاة لخلق اللہ وسواء فی ثوب اوبساط اودرہم
اواناء اوحائط وغیرہا چاہیہ کے مکروہات صلوٰۃ میں ہے واذا کان
التمثال مقطوع الرأس او محو الرأس فلیس بتمثال لانه لا یصل
بدن الرأس۔

شرح سیر کبیر جلد (۲) ص ۲۰۹ میں ہے وانما یرخص فی التمثال
فی البساط والرسادۃ ونحو ذلک مما ینام ویجلس علیہ لحدیث
جبرئیل علیہ السلام حیث قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واما ان یقطع رؤسہا ویحذف وساند فتوع طاء وھذا لانه لیس
فی ذلک تعظیم الصورۃ والشبہ لمن یعبدھا۔

بیزید یہ کہ لا ینکفر ولكن یا ثم لا یرکبہ الکبایرة هو المختار ۳۶۹
 میں ہے الا نخناء للسلطان اولغیرہ مکروہ لانه لیثبہ فعل
 المجوس کذا فی جواهر الاخلاط ویکوہ الا نخناء عند التحیة وبہ
 وسر والنهی کذا فی التمراتشی

اسی صفحہ میں ہے وان قبل ید عالم ارسلطان عادل لعلہ
 وعد لہ کاباس بہ ہکذا اذکرہ فی فتاویٰ اہل سمرقند۔ ان
 قبل ید غیر العالم او غیر السلطان العادل ان اراد بہ تعظیم
 المسلم واکرامہ فلا یاس بہ۔

اسی جگہ ہے طلب من عالم اور اہدان ید فخر الیہ
 قد مہ لیقبلہ لا یرخص فیہ ولا یحبیبہ الی ذلک عند البعض
 و ذکر بعضہم یحبیبہ الی ذلک وکذا اذا استأذنه ان یقبل
 رأسہ ارید یہ کذا فی الغرائب واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چنیا سلک جو شر سے
 بنتا ہے اس کا پہننا مردوں کے لئے درست ہے یا نہیں اور کیا اس کو
 پہنکر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ شر اور ریشم میں فرق یہ ہے کہ ریشم
 کے کیرٹے پرورش کئے جاتے ہیں۔ جب وہ ریشم بنا چکے ہیں تو اس کو
 پانی میں جوش دیا جاتا ہے پھر اس کے تار نکالے جاتے ہیں۔ شر کے
 کیرٹوں کی پرورش نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ قدرۃ بعض درختوں پر پیدا

ہوتے ہیں اور اپنے لئے ایک گھر بناتے ہیں جو ریشہ دار ہوتا ہے جب اس کو پورا کر کے مر جاتے ہیں تو اس کا ریشہ نکال کر کام میں لیا جاتا ہے وہی ٹسر ہے اس کو پکا یا نہیں جاتا اور اس میں ریشم کی طرح چمکتا ملائمت نہیں ہوتی۔

الجواب

ریشم کو عربی میں حریر کہتے ہیں اور یہ بغیر پکائے نہیں بنتا مغرب میں ہے والحریر الابرسم المطبوخ لٹسر چونکہ ریشم کی تعریف صادق نہیں آتی اس لئے اس کا استعمال مردوں کے لئے درست ہے بشرطیکہ فخر و مباحات کی نیت سے استعمال نہ ہو۔

عالمگیری جلد ۵، کتاب المحظور والاباحۃ باب اللبس میں ہے وکان ابوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ لایری بأسألیس الخزل للرجال وان کان سدا لا حریراً (قال العبد) الخزفہ نر ما نھم کان من اوبار ذلک الحيوان المائى الذی یسمى بالعربیۃ خزاً وقصاً بالتوکیۃ قد نر والیوم یتخذ من الحریر العفن فیجب ان یکرہ کالقرکذا فی الملتقط قال محمد لا بأس بالخز اذا لم یکن فیہ شھوۃ والا فلا خیر فیہ کذا فی الغیاثیۃ ہر قسم کے کپڑے میں جبکہ وہ بدن ڈھانکنے والا ہو نماز ہو جاتی ہے مگر ریشمی کپڑا بغیر عذر کے پہنکر نماز پڑھنا باعث محصیت ہے۔ ٹسر چونکہ ریشم نہیں ہے اس لئے اس کو پہنکر نماز پڑھنا درست ہے۔

والرجالہ میں ہے و ذکر عن مالک بن عبد اللہ الخثعمی (رقا
 كنت بالمدينة فقام عثمان بن عفان رضى الله تعالى عنه
 فقال هل ههنا من اهل الشام احد فقلت نعم يا امير المؤمنين
 قال فاذا اتيت معاوية (رضي الله عنه) فامرته ان فتح الله عليه
 ان يأخذ خمسة اسهم ثم يكتب في احدها الله ثم يقرع فحيث
 ما وقع فليأخذها) وفي هذا بيان انه لا ينبغي للامير ان يتخير
 اذا ميز الخمس من الاربعه الاخماس ولكنه يميز بالقرعة وقد
 دل عليه حديث ابن عمر رضى الله عنهما قال كانت القناظر
 يجزأ خمسة اجزاء ثم ليسهم عليها فما كان للنبى صلى الله عليه
 وسلم فهو له ولا يتخير فكان المعنى فيه ان كل امير مندوب
 الى مراعاة قلوب الرعية والى نفى تهمة الميل والاشارة عن نفسه
 وذلك انما يجعل باستعمال القرعة في القسمة بين من تحت رايته
 فذلك لا يستعمل القرعة في تميز الخمس من الاربعه الاخماس -
 (۳) مال مشترک کی تقسیم کے وقت بھی قرعہ اندازی کی جاتی ہے تاکہ ہر
 شریک کو دوسرے پر الزام کا موقع نہ ملے کہ اس نے اچھا مال لے لیا اور
 ہر ایک کے دل کو اطمینان ہو۔

در مختار مطبوعہ برطانیہ رد مختار جلد ۵ کتاب القسمة میں ہے
 ویصور القاسم ما یقسمه علی قرطاس لیرفعه للقاضی ولیدلہ
 علی سہام القسمة ویزرعه ویقوم البناء ویفرز کل نصیب بطریقہ

وشر بہ ویقب الانضبا بالاول والثانی والثالث وہلم جراً وکتبت
اسامیہم ویقرع لتطیب القلوب واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پادشاہ یا استاد
یا پیر یا والدین کی قدموں پر پیشانی رکھنا اور انکی
تعظیم کے لئے گھڑے ہونا اور دست بوسی کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔

الجواب

عادل پادشاہ یا پیر اور والدین اور استاد کا ہاتھ چومنا اور ان کی
تعظیم کے لئے گھڑے ہونا درست ہے۔ قدموں پر پیشانی رکھنا یا ان کے
قدم چومنا یا ان کے روبرو سجدہ کرنا درست نہیں ہے۔

در مختار مطبوعہ برعاشیہ رد مختار جلد ۵، کتاب المحظور والاباحۃ
ص ۲۵۳ میں ہے لا بائس بتقبیل ید الرجل العالم والمتوسر مع
علی سبیل التبرک درہ ونقل المصنف عن الجامع انہ لا بائس
بتقبیل ید الحاكم ملتدین والسلطان العادل وقیل سنۃ
مجتبیٰ

ص ۲۵۴ میں ہے فی الوہبانیۃ یجوز بل ینذ ب القیامہ تعظیماً
للقادریہ کما یجوز ولوالقاری بن یدی العالم
عالمگیری جلد ۵، کتاب المحظور والاباحۃ باب ملاقات الملوک والتواضع
لہم ص ۲۶۸ میں ہے من سجد للسلطان علی وجہ التحیۃ او قبل الاخر

واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سئلہ میں کہ سیدھی شراب وغیرہ
حرام چیزوں کی آمدنی سے مسجد یا مدرسہ وغیرہ بنانا یا خیرات کرنا یا کسی
نیک کام میں اس کو خرچ کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔

الجواب

جو کام کہ حبشۃ اللہ بغرض تقرب الہی ثواب کی نیت سے کئے
جاتے ہیں ایسے کام حرام مال سے کرنا شرعاً حرام ہے اور کرنے والا گنہگار
بلکہ کافر ہے بنا برین صورت مسئلہ میں حرام آمدنی سے مسجد وغیرہ کی تعمیر
خیرات وغیرہ ناجائز ہے۔

در مختار مطبوعہ برعاشیہ روم مختار جلد (۲) ص ۲ کتاب الزکوٰۃ
میں ہے وفي شرح الوهبانية عن البزازية انما يكفر اذا تصدق
بالحرام القطعي۔

در مختار میں ہے رجل دفع الى فقير من المال المحرام
شيئاً يري جوابه الثواب يكفر۔

اس کے بعد ہے قلت الدفع الى الفقير غير قيد بل مثله
فيما يظهر لوني من الحرام لعينه مسجداً ونحوه مما يوجب
التقرب لان العلة رجاء الثواب فيما فيه العقاب ولا يكون
ذلك الا باعقاد حله واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ قرعہ اندازی شریعت سے ثابت ہے یا نہیں اگر ہے تو کن امور میں قرعہ ڈالنا درست ہے۔

الجواب

مساوات و عدم امتیاز کے موقع میں دفع ہمت و اطمینان قلب کے لئے مندرجہ ذیل امور میں شرعہ اندازی شریعت سے ثابت ہے (۱) امامت کے وقت جبکہ سب استحقاق میں مساوی ہوں۔
در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۱) باب الامامة میں ہے

فان استووا یقرع بنی المستویین۔

(۲) کسی کی اگر متعدد بیبیاں ہیں اور وہ سفر کا قصد کرے تو ان میں سے کس کو لے جائے اس کے لئے بھی قرعہ ڈالنا چاہیے۔

در مختار کے کتاب النکاح باب القسم میں ہے ولا قسم فی السفر
دفعاً للجرح فله السفر من شاء منهن والقرعة احب تطیباً
تقلوہن۔

(۳) مال غنیمت سے جو خمس خدا و رسول کا لیا جاتا ہے اس کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ جملہ مال غنیمت کے پانچ حصہ کر دئے جاتے ہیں پھر اس پر قرعہ اندازی کی جاتی ہے۔ قرعہ میں جو خمس اللہ کے نام کا نکلے اس کو امام وقت لے لیتا ہے اور باقی مجاہدین پر تقسیم کیا جاتا ہے انجیل شرح السیر الکبیر للعلامة شمس الامامة السخسی جلد (۲) باب سہان

صورت مسئولین قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ بلا متن کے شائع کرنا درست نہیں البتہ متن سے قرآن پاک کے ساتھ جیسا کہ ہندوستان میں اردو فارسی ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ برہنہ قول ہندو وانی درست ہے۔

ردالمحتار جلد (۱) ص ۲۴۲ باب صفة الصلاة میں ہے فی الفتح عن الکافی ان اعتاد القرأۃ بالفارسیۃ اذ اراد ان یکتب مصحفاً بما یمنع وان فعل فی آیۃ او آیتین لا فان کتب القران وتفسیر کل حرف وترجمتہ جاز۔

اس کے بعد ہے ویکون کتب التفسیر بالفارسیۃ فی المصحف کہا یعتادہ البعض ویرخص فیہ الہندوانی والطاہران الفارسیۃ غیر قید۔

اسی صفحہ کے حاشیہ درمختار میں ہے وچھوڑے کتابۃ آیتہ او آیتین بالفارسیۃ لا اکثر واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فراتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حجاب یعنی پردہ کرنا مسلمان عورتوں کے لئے کیلئے فرض ہے یا اگر کوئی عورت بوجہ نادارمی و مفلسی بے پردہ ہو کر اپنے ضروریات معاش کی فکر کرے تو کیا شرعاً گنہگار ہوگی۔

الجواب

آیت حجاب جواز واج مطہرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان

میں وارد ہے اس سے ازدواج مطہرات پر پردہ نہ فرض کیا گیا ہے انکے
سوا دیگر مسلمان عورتوں پر بھی پردہ لازم ہے مگر وہ عورتیں کہ جن کا کوئی
پردہ پوش کرنے والا اور سر پرست نہیں ہے اپنے ضروریات معاش کے لئے
خراب و معمولی لباس میں برقعہ پہن کر باہر جاسکتی ہیں۔

تفسیر احمدی مطبوعہ فتح کریم بہی کے ص ۱۲۱ میں ہے و هذا هو
المقصود من ذكر الآية في هذا الموضع لان مورد هادان كان حائضا
في حق انه راجع رسول الله صلى الله عليه وسلم لكن الحكم عام لكل
من المؤمنات فيفهم منه ان يحجب جميع النساء من الرجال
ولا يبدن انفسهن عليهن

عینی شرح بخاری جلد ۹، ص ۱۰۳ میں ہے قال عياض فرغ من الحج
مما اختص به ازواجه صلى الله تعالى عليه وسلم فهو فرض عليهن
بلا خلاف في الوجة والكفين فلا يجوز لهن كشف ذلك في
شهادة ولا غيرها ولا اظهار شخصهن وان كن مستترات الا
ما دعت اليه ضرورة من برائركما في حديث حفصة لما توفى
عمر رضي الله تعالى عنه ساترها النساء عن يرى شخصها ولما
توفيت زينب جعلوا الهاقبة فوق نعشها لتستر شخصها ولا
خلاف ان غيرهن يجوز لهن ان يخرجن لما يحجبن اليه من امرهن
الجائزة بشرط ان يكن بذات الهيئة خشنة الملابس ثقلة السروج
مستورة الاعضاء غير متبرجات بزينة ولا مرا فحة صرحتها

منصداً ومن الرجال من الخاض في البقل يعني اللہ کی کتاب کو
 سیکھو اور اس کا افشا و اظہار کرو کیونکہ یہ مردوں کے سینوں سے نکل
 جانے والی چیز ہے۔

صفحہ ۱۶۴ میں ہے اذ اللہ یحب ان یقرء القرآن کما انزل
 یعنی اللہ پاک اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ قرآن ویسا ہی پڑھا جائے
 جیسا کہ نازل ہوا ہے۔ پس ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ قرآن پاک
 جیسا نازل ہوا ہے ویسا ہی پڑھنا چاہیے اور اس کی اشاعت بھی اسی زبان
 میں ہو جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے اور یہ ظاہر تھا کہ غیر زبان کے لوگ اس کو
 صحیح تلفظ میں نہیں پڑھ سکیں گے اور ایسی غلطیاں ہونگی اس لئے اپنے
 یہ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی ناوانتکی سے قرآن غلط پڑھ لے یا وہ غیر زبان
 والا شخص ہو تو خدا سے پاک ایک فرشتہ کو مقرر کیا ہے کہ جیسا یہ لوگ
 قرآن پاک غلط پڑھیں تو وہ فرشتہ ان کے الفاظ کو درست کر کے
 بارگاہ خداوندی میں پیش کرتا ہے۔

چنانچہ کنز العمال کے صفحہ ۱۲ جلد (۱) میں ہے اذ قرأ القرآن
 فاعطاهن اذن اوکان اعجمیاً کتبہ الملائک کما انزل ص ۱۲۰ میں
 ان ملکاً مؤکل بالقرآن فمن قرأ من اعجمی و عربی فلم یقومہ
 قومہ الملائک ثم رفعہ قواماً۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ
 منظور تھا کہ قرآن پاک عربی زبان میں شائع ہو اس لئے آپ فرماتے
 ہیں کہ ان القرآن لم یزل بالکسۃ کسۃ ولا بالکشفۃ کشفۃ

ولکن بلسان عربی مبہین پس اس سے ظاہر ہے کہ خدا و رسول کی مرضی یہی ہے کہ قرآن شریف عربی زبان میں ہی شائع ہونے کہ کسی اور زبان میں قطع نظر اس کے عربی زبان جس قدر وسیع ہے تا حال انگریزی زبان کو ایسی وسعت نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ جو جو مطالب قرآن پاک میں ہیں وہ مجنبہ انگریزی میں ترجمہ نہیں ہو سکتے اور نہ اس خوبی و اعجاز سے جو قرآن منزل کو حاصل ہے اس کا دیا ہی ترجمہ کر سکتا ہے۔ پس جبکہ اسکا محض ترجمہ بلا متن عربی شائع ہوگا تو لوگ اسی کو قرآن سمجھینگے اسی حالت میں گویا قرآن منسل من اللہ کی اشاعت کی جگہ ایک نئی چیز کا رواج قرآن کے نام سے ہوگا جس میں تحریف و تبدیل کے احتمال کے ساتھ مسلمانوں کا سچا مذہب خطرے میں پڑ جائے گا۔ انہیں اسبابِ محدثین نے حدیث کی روایت بالمعنی یعنی ترجمہ کو اپنایا کیونکہ لوگ اپنی نادانی سے کچھ کو کچھ سمجھتے ہیں اور یہ خیال کر لیتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ ترجمہ کیا ہے وہی حق ہے حالانکہ حق اس کے خلاف ہوتا ہے۔

شرح نمونۃ الفکر کے ص ۶ میں ہے قال القاضی عیاض ینبغی سد باب الروایۃ بالمعنی لئلا یتسلط ممن لا یحسن من یظن انه یحسن۔

حاشیہ میں ہے حاصلہ انہ ینبغی سد باب الروایۃ بالمعنی ولو انفتح للعلماء لظن الذین لا یعلمون انهم یعلمون فیحیث علی الروایۃ بالمعنی فیحیث فون الکلم عن مواضعہ پس

راہ و رسم رکھنا اور ان کے مجالس میں جانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

ایسے اشخاص اہل سنت کے پاس بدعتی ہیں ان سے راہ و رسم رکھنے اور ان کی مجالس میں شریک ہونے سے احتراز کرنا چاہیے۔

عالمگیری جلد ۲ ص ۲۹ میں ہے وان كان يفضل علياً كرم الله وجهه على ابى بكر رضي الله تعالى عنه لا يكون كافراً الا انه مبتدع۔

رد مختار جلد (۳) ص ۳۰۲ باب المرتد میں ہے وان كان يفضل علياً عليه ما فهو مبتدع۔

شرح مقاصد جلد (۲) ص ۱۹ میں ہے والمبتدع هو من خالف في العقيدة طريقة اهل الحق وهو كالفاسق شرح میں ہے وحكم المبتدع البغض والعداوة والاعراض عنه والاهانة والطعن واللعن وكراهية الصلوة خلفه والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص بزرگوں کے لئے کچھ کھانا پکا کر بغرض ایصال ثواب غریبوں کو کھلائے جسے نیازِ رحمت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ وغیرہ یا اپنے کسی عزیز کے انتقال کے بعد فاتحہ سوم و دہم و چہلم وغیرہ کرے اور مولود خوانی کرائے تو کیا ایسا شخص

شرعاً بدعتی و گنہگار ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر کوئی شخص کچھ عمل خیر کرے مثلاً نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا صدقہ دے یا کھانا پکا کر کھلائے یا وعظ و نعت خوانی کی مجالس منعقد کرے اور اس عمل سے اس کی یہ غرض ہو کہ اس کا ثواب بزرگان دین یا اپنے عزیز و اقارب کی ارواح کو پہنچے تو اس کا یہ فعل شرعاً جائز ہے اور اس کی نیت کے موافق خدا سے پاک اس کا ثواب ان ارواح کو ایصال فرماتا ہے۔

رو المحتار جلد ۱ ص ۳۶۱ میں ہے لا نفسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوماً او صدقة او غيرها كذا في الهداية اسی صفحہ میں ہے وفي البحر من صام او صلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جائز و يصل ثوابه كما اليهم عند اهل السنة والجماعة كذا في البدائع

در مختار مطبوعہ برکات شیعہ رد المحتار جلد ۲ کتاب الحج باب الحج عن الغير میں ہے الاصل ان كل من اتى لعبادة ماله جعل ثوابها لغيرها وان نواها عند الفعل لنفسه كظاهر الدلالة۔

رد المحتار میں ہے قوله لعبادة ما اى سوا كافت صلاة او صوماً او صدقة او قرأة او ذكراً او طوافاً او حجاً او جمرة او غير ذلك من زيارة قبور الانبياء عليه الصلوة والسلام والشماء والصالحين وتكفين الموتى جميع انواع البر كذا في

بالاختیار بجعلہ کا فرامان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل
 ذلك علامة التکذیب والا نکادیں صورت مسئلہ میں اگر یہ عورت
 مرنے کے قبل ان کفریات سے توبہ و استغفار کر کے مرے اور مرتے دم تک
 کلمہ توحید پر قائم رہے تو اس کی تجہیز و تکفین مسلمانوں کے طریقہ پر کرنا
 اور اس پر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے۔

عقائد نسفی یوسفی کے ص ۵۱ میں ہے و یصلی علی کل برود
 فاجواز امانات علی الایمان للاجماع و لقوله علیہ السلام لا تدعوا
 الصلوة علی من مات من اهل القبلة۔

تفسیر احمدی مطبوعہ بمبئی کے ص ۱۲ میں ہے من استقر علی
 کلمۃ الاسلام الی اخر الوقت یجوز الصلوة وان کان یحتمل
 ان یسبق علیہ الکتاب ویخرج من الدنیا کافرأ و من استقر
 علی کلمۃ الکفر الی اخر الوقت لم یجز علیہ الصلوة وان کان
 یحتمل ان یسبق علیہ الکتاب فیموت مؤمناً واللہ اعلم
 بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مشرکین ہنود و مٹھائی دہو
 و ہی وغیرہ خوردنی اشیاء جو اپنے برتنوں میں تیار کر کے فروخت کرتے
 ہیں کیا مسلمانوں کے لئے ایسے اشیاء کا کھانا درست ہے یا نہیں۔
 بیوقوف توجہ روا۔

الجواب

درست ہے مگر پرہیزگار شخص کے لئے بہر بنا و تقویٰ و احتیاط
احتراز بہتر ہے۔ نصاب الاحکام باب العاشر میں ہے وما ابتلینا بہ
من شراء السمن والحل واللبن والجبن وسائر الماعزات
من الهنود علی احتمال تلوث او انہم فان نساہم لا یتوقین
عن السرقة وکذا ایاکلون لحم ما قتلوه وذلک کلمہ میتة
فعلی المحتسب ان لم یجد یداً منہم ان یستوثق علیہم ان
یجتنبوا عن السرقة والمیتة فان شق علیہم یا مہم ان یعطوا
او انہم مسلماً یغسلها او یغسلوا ایدہم بہم ائی من مسلم
وکلا فاکباحة فتویٰ والحقیر تقویٰ۔

عالمگیری جلد (۵) کتاب الکراہیۃ باب رابع عشر میں ہے ولا
یأسی بطعام الخویں کلمہ الا الذبیحة فان ذبیحہم حرام
خزانۃ الروایہ میں ہے فی متفرقات دستور القضاۃ عن
الینا بیعہ لا بأس بعیادۃ اهل الذمۃ وحضور جنازہم
واکل طعامہم والمعاملۃ معہم وفی المضمرات لا یکرہ للمسلمین
ان یعزہم ویعوز مرضاہم ویأکل من طعامہم واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو لوگ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی فضیلت کے قائل ہیں مثلاً شیعی وغیرہ کیا ان کے ساتھ

قال صلى الله عليه وسلم من حق الولد على الوالدان يحسن
ادبه ويحسن اسمه -

رد المحتار جلد ۵، کتاب المحظور والاباحۃ میں ہے وکان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یغیر الاسماء القبیحۃ الی الحسن جاء لا جمل
لیسمی اصغر و فضاہ نہر رعد و جاء لا اخر اسمہ المضطجع
فضاہ المنبعث و کان بعمر رضی اللہ عنہ بنت نسبی عاصیۃ فضاہا
جمیلۃ واللہ اعلم بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی تسبیح ناچ
گانے کی کھمے ہوئے روپیہ سے کھانا پکا کر دعوت کرے تو کیا اس کی دعوت
کا کھانا جائز ہے یا نہیں -

الجواب

اگر ناچ گانے کی اجرۃ پٹر کر اس کے معاوضہ میں روپیہ حاصل
کی ہے تو ایسے روپے کی دعوت کھانا حرام ہے اگر بلا تقرر کے کسی نے گانا
شکر ابنی خوشی سے دیا ہے یا کسی اور جائز طریقہ سے آئے ہوئے روپے سے
دعوت کی ہے تو اس کا کھانا درست ہے -

رد المحتار جلد ۵، کتاب المحظور والاباحۃ فصل فی البیع میں ہے فی
المواہب و یجوز علی المغنی والناضحۃ والقوال اخذ المال للشرط
دون غیرہ -

اسی جگہ ہے فی المجتبى ما تأخذہ المخصیة علی الخناء۔
 عالمگیری جلد ۵، کتاب الکراہۃ باب الہرایا والضیافات میں ہے آکل
 الربا وکاسب الحرام اھدی الیہ اذ اضافہ وغالب مالہ حرام
 لا یقبل ولا یأکل مالہ بخبرہ ان ذلک المال اصلہ حلال ورنہ
 او استقرضہ وان کان غالب مالہ حلالاً لا یأمن بقبول ہدیۃ
 والا کل منها کذا فی الملتقط واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت ہنود
 کی طرح ٹیکالگاتی ہے اور گلے بجانے کا پیشہ کرتی ہے باوجود اس کے
 اپنے کو مسلمان بتاتی ہے اگر یہ مرجائے تو کیا اس کی تجمیز و تکفین مسلمانوں کی
 طرح کی جائے گی اور تاحیات اس کا شمار مسلمانوں میں ہوگا۔

الجواب

اگر کوئی مسلمان کافروں مشرکوں کے مخصوص مذہبی علامات
 جیسے زنا ربا نہنا یا ٹیکہ لینے خشمہ لگانا اختیار کرے تو شرعاً وہ کافر ہے کیونکہ
 اس نے مومن ہونے کے باوجود مشرک و کفر کے علامات اپنے پر جاری کئے
 ہیں جس کی وجہ سے دیکھنے والے اس کو کافر و مشرک سمجھتے ہیں۔

شرح عقائد نسفی مطبوعہ مطبع انوار محمدی کے ص ۱۹ میں ہے کما
 فرضنا ان احداً صدق بجمیع ما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 واقربہ وعمل ومع ذلک شد الزنا ربا باختیار او سجد للضم

آپ کے فرمانے سے ہم نر کا پھول ڈالنا چھوڑ دے اس لئے بارناقص ہو گیا
تب آپ فرمائے کہ تم دنیاوی معاملات کو بہتر جانتے ہو۔ اپنی مصلحت کے
موافق کام کرو میں تمھاری طرح انسان ہوں جب کوئی دینی معاملات تم کو
بتاؤں تو تم اس پر عمل کرو اور جو بات اپنی رائے سے دنیاوی امور میں
بتاؤں اس میں تم کو اختیار ہے۔ پس علماء کا قول یہ ہے کہ آپ جو بات
شرعیہ کے متعلق فرماتے ہیں وہ واجب العمل ہے اور دنیاوی معاملات
میں جو آپ کا نیک مشورہ ہے اس پر عمل کرنے کے متعلق لوگوں کو اختیار
دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس کے قبل کی حدیث میں ہے۔ انما انا بشر اذا امرت
لبشی من دینکم فخذوا به واذا امرتکم بشئ من رائی فانما انا بشر
قال عکرمۃ او نحو هذا قال المعمری ففقت ولم یثبک اس کے
قبل کی حدیث میں ہے فقال ان کان ینفعهم ذلک فلیضعوا
فانی انما طنت ظناً فلا تؤاخذونی بالظن ولكن اذا حدثتکم
عن اللہ شیئاً فخذوا به فانی لن اکذب علی اللہ عز وجل۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں قال العلماء قوله: صلى الله عليه
وسلم من رآني اى في امر الدنيا ومعاشها لا على الشرع
فاما ما قاله باجتهاده صلى الله عليه وسلم ورواه شريفا
يجب العمل به وليس بالخطأ من هذا النوع بل من النوع المذكور
قبله مع ان لفظة الرأي انما اتى بها عکرمۃ على المعنى لقوله في
آخر الحديث قال عکرمۃ او نحو هذا فلم يخبر بلفظ النبي صلى الله

علیہ وسلم محققا قال لعلماء ولم یکن ہذا القول خیراً
وانما کان ظناً کما بینہ فی ہذا الروایات قالوا درأیہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی امور المعاش ووطنہ کغیرہ فلا یمتنع
وقوع مثل ہذا ولا تنقص فی ذلک وسببہ تعلق ہمہ بالآخر
ومعاصر فہما واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بکر شیخ ہے اس نے
ایک پٹھان کے لڑکے کو متبنی لیا ہے۔ اور اس کا نام اپنے نسبی سلسلہ کے
موافق رکھا ہے کیا بچہ کا نام اسی کے سلسلہ کا رکھا جائے جس کا کہ یہیلی
لڑکا ہے یا آغوشی میں لینے والا اس کو بدل کر اپنے سلسلہ کا نام رکھ سکتا ہے

الجواب

نام رکھنے کا حق باپ کو ہے اگر باپ کا رکھا ہوا نام اچھا نہیں
ہے تو دوسرے اشخاص اس کو بدل کر اچھا نام رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ کم غفرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ برے نام بدل کر اچھے نام رکھا کرتے
تھے۔ پس صورت مسئلہ میں اگر اس لڑکے کا نام اس کے باپ نے اچھا نہیں
رکھا ہے تو بکر اس کو بدل سکتا ہے پٹھان جو اپنے نام کے بدخاں کا لفظ
شریک کرتے ہیں یہ خطابی لفظ ہے نام کے ساتھ اس کی پابندی ضروری
نہیں ہے۔

اجاز العلوم مصری جلد (۲) ص ۱۴۷ حقوق الوالدین والولہ میں ہے

کیا ان سے سلام سنون ادا ہوتا ہے اور بزرگوں پر اگر السلام علیکم کہا جائے تو اکثر ناخوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ برابر والوں پر سلام کرنے کا طریقہ ہے۔ بزرگوں کی خدمت میں آداب عرض کرنا چاہیے۔ کیا یہ درست ہے۔

الجواب

السلام علیکم الف لام کے ساتھ کہنا بہتر ہے اور بغیر الف لام کے تنوین کے ساتھ بھی کہنا درست ہے سلام میں عورتیں نیچے بڑے سب مادی ہیں سب پر السلام علیکم کہنا چاہیے۔ آداب۔ مبندگی۔ قدوسی۔ تسلیم۔ کورنش وغیرہ کہنے سے سنون سلام ادا نہیں ہوتا۔

کنز العباد ص ۴۳۹ میں ہے فی الظہیر ید ولفظة السلام فی المواضع کلھا السلام علیکم و السلام علیکم بالتواضع و بدون هذين اللفظين كما يقول الجہالی لا کیفی سلاماً۔

عالمگیری جلد (۵) ص ۳۲۵ کتاب الکراہتہ باب السابع میں ہے ولو قال المبتدی سلام علیکم و قال السلام علیکم فلم یجیب ان یقول فی الصورتین سلام علیکم و لا ان یقول السلام علیکم و لكن الالف و الا ماولی کذا فی التتارخا

ص ۳۲۲ میں ہے ینبغی لمن نسی سلم علی احد ان ینسئ السلام باللفظ الجماعة و كذلك الجواب کذا فی السراجیة۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ حدیث شریف
انتم اعلم بامر دنیا کم کتاب میں ہے اور اس کا مطلب
کیا ہے۔

الجواب

یہ حدیث مسلم شریف جلد دوم مطبوعہ الفضل المطابع دہلی کے
کتاب الفضائل ص ۱۶ باب وجوب اقتبال ما قالہ شرعاً ووں ما ذکرہ فی
علیہ وسلم من سمائش الدنیاء علی سبیل الرأے میں ہے حد ثنا ابو بکر
بن البشیر بن عمرو والناسد کلہما عن الاسود بن عامر قال
ابو بکرنا اسود بن عامر قال نا حاد بن سلمہ عن هشام بن
عروہ عن ابيه عن عائشہ وعن ثابت عن انس ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم مر بقوم یلحقون فقال لولم یفعلوا یصلح
قال فخرج شیصافہم فہم فقال ما یلخذکم قالوا قلت کذا
و کذا قال انتم اعلم بامر دنیا کم یعنی آنحضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ایک قوم کے پاس گئے وہ اسوقت کھجور کے
نزد درخت کا پھول مادہ درخت کے پھول پر ڈال رہے تھے آپ نے فرمایا
کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو بہتر ہے لوگوں نے چھوڑ دیا اس کے ترک سے
درخت پر بار اچھا نہیں آیا جب دوبارہ آپ کا وہاں گزر ہوا تو بار کی
ناقص حالت دیکھ کر آپ نے سبب دریافت کیا لوگوں نے جواب دیا کہ

رد مختار میں ہے وحاصلہ ان مالیس لہا سبب لا تکرہ
 ما لم یؤد فعلہا الی اعتقاد الجہلۃ سنیتہا کالقی یفعلہا
 بعض الناس بعد الصلوٰۃ وراثت من یواظب علیہا بعد
 صلاۃ التزوید کمران لہا اصلا وسندا فذکرت لہ ما هنا
 فذکرہا واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فراتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چہلم و برسی وغیرہ کا کھانا
 جو اہل قریبت میں تقسیم ہوتا ہے جن میں بعض محتاج اور خوشحال ہوتے
 ہیں کیا بشرعاً درست ہے اور کیا طعام ایصالِ ثواب فقراء و مساکین کے
 سوا اہل قریبت کو کھلایا جاسکتا ہے جیسا کہ ہمارے ملک کا رواج و
 دستور ہے۔

الجواب

میت کو ثواب پہنچانے کی نیت سے جو کھانا کھلایا جاتا ہے وہ
 فی الحقیقت میت کی جانب سے صدقہ ہے۔ صدقہ کے مستحق فقراء و مساکین
 ہیں اس لئے اہل قریبت میں جو ما جتمہ ہیں پہلے ان کو کھلانا چاہیے انکے
 بعد بیرونی فقراء و مساکین کو دیا جائے۔ اگر اہل قریبت میں کوئی ایسا
 غنی یعنی مالکِ نصاب ہے کہ اس کے اہل و عیال بہت ہیں تو اس کو
 بھی دیکتے ہیں ان کے سوا دوسرے اشخاص کو بھی اگر ثواب کی نیت سے
 کھلائیں تو کھلا سکتے ہیں۔

فتاویٰ قاضی خاں مطبوعہ برہمپور ماشیہ عالمگیری جلد (۶) تمام الہیہ
فصل فی الصدق میں ہے رجل تصدق عن المیت ودعا له
قالوا یجوز ذلک ویصل الی المیت لما جاء فی الاخبار ان الی
اذا تصدق عن المیت بعث الله تعالیٰ تلک الصدقة الیه
على طبق من النور۔

ہرید اولین مصطفائی کے ص ۲۷ کتاب الہیہ فی الصدقہ میں
ہے ولا رجوع فی الصدقة لان المقصود هو الثواب وقد حصل
وکذا لک اذا تصدق علی غنی استحسننا لانه قد یفقد بالصدقة
على الغنی الثواب وقد حصل وکن اذا اذهب لفقیه لان المقصود
هو الثواب وقد حصل۔

کفایہ مطبوعہ برہمپور ماشیہ فتح القدیر مصری جلد (۷) ص ۱۱۱ کتاب
الہیہ فی الصدقہ میں ہے ثم المتصدق علی الغنی یكون قربة
یسأ تجبها الثواب فقد یكون غنیا یملاک نصا با ولہ عیال کثیر
والفاسر یتصدق علی مثل هذا النیل الثواب والله اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ احاف العلام علیکم کہتے
ہیں اور شیخہ سلام علیکم کہا کرتے ہیں ان دونوں میں بہتر کیا ہے اور بچہ
بزرگوں عورتوں پر سلام کا کیا ایک ہی طریقہ ہے یا اس میں کوئی فرق
ہے آداب قدیمہ سی تسلیم کونش وغیرہ الفاظ جو استعمال کئے جاتے ہیں

جانکرتے ہیں ان کے لئے مباح ہے۔

فتاویٰ خیریت کے اسی صفحہ میں ہے وقد صنف الفقهاء فی
ذات مصنفات کثیرة وکذا لث اهل التصوف واجمع عبارتیہ
ما قالہ بعضهم وقد سئل عن السطع بالبراع وغیرہ من الآلات
المطربة هل ذلک حلال وحرام قد حرمہ من لا یحترض علیہ لصدق
مقالہ واباحہ من لم ینکر علیہ لقوة حالہ فمن وجد فی قلبہ شیئاً من
نور المعرفة فلیتقدم واکا فرجوعہ الی ما نھاہ عنہ الشرع اسلم
واحکم۔ روحنا جلد ۲ (کتاب الخط والایاتہ میں ہے اقول وهذا
یعنی ان الآلات للهولیت محومة لیبھا بل یقصد اللہومنا
اما من سامعھا او من المشتغل بها وبہ تشعراضا فایضا
ان ضرب تلك الآلات بھيھا حل تارة وحرام اخرى باختلاف
النية والا مور بمقاصدھا وفیہ دلیل لسادتنا الصوفیة
الذین یقصدون لباعھا اموراً هم اعلم بها فلا یبادر المعاصرون
بالانکار کی لا یحرم ربکتھم فاعلم السادات الاخیار مدنا
اللہ بامداد اتمم واحاد علینا من صالح دعواتھم وبرکاتھم
پس صورت مسئلہ میں مزید اگر ان صوفیہ کرام کی ایسی باطنی حالت رکھتا
ہے تو شرط مند رجہ بالا کی پابندی کے ساتھ اس کے لئے فرامیر و
سماع مباح ہیں گمزدید کا مسجد میں ان حرکات کے ساتھ وعظ کہنا آزاد
مسجد کے خلاف اور نادرست ہے کیونکہ مساجد نماز واذکار وادراو کیلئے

بنائی گئی ہیں۔ نہ غنا و طرب کے لئے۔
 عالمگیری جلد (۵) کتاب الکراہۃ باب خامس میں ہے واللہ
 ان لا یرفع فیہ الصوت۔ من غیر ذکر اللہ تعالیٰ۔ واللہ
 اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض اشخاص
 نماز وتر کے بعد ایک سجدہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مرشد کا بتایا ہوا
 ہے اور اس کا نام سجدہ طاق ہے کیا یہ شرعاً درست ہے۔

الجواب

اس سجدہ کا شریعت میں ثبوت نہیں ہے البتہ سجدہ شکر کا مستحب
 ہونا ثابت ہے مگر اس کو بھی نماز کے بعد ادا کرنا مکروہ تحریمی بتایا گیا
 ہے کیونکہ اس سجدہ کو نماز کے متصل ادا کرنے سے جاہل لوگ یقین
 کر لیتے ہیں کہ یہ واجب ہے یا سنت اور جو مباح فعل ایسا ہے کہ
 اس کی ادائیگی سے عام لوگوں کو اس کے واجب یا سنت ہونے کا
 شبہ گزرتا ہے۔ شرعاً مکروہ تحریمی ہے۔

در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۱) کتاب الصلاۃ
 باب سجدہ تلاوت میں ہے وسجدۃ الشکر مستحبۃ وبہ یفتی لکھنا
 تکرار بعد الصلاۃ کان الجملۃ یعتقد وھما سنۃ او واجبۃ
 وکل صاحب یؤدی الیہ فمکروہ۔

سماعہ صوفیہ کرام میں جو بزرگوار کہ پابند شرع و پرہیزگار ہیں اور دنیا و ہوا و لعب کے طرف ان کا میلان نہیں ہے ایسے حضرات کو محبت الہی اور شوق وصال محبوب حقیقی میں گانا سننے کی اگر ایسی حاجت ہو جیسے مریض کو دوا کی تو ایسی حالت میں ان بزرگواروں کو مندرجہ ذیل چھ شروط کے ساتھ گانا سننا مباح ہے۔

(۱) ان بزرگواروں کی جماعت میں گاتے وقت کوئی بے ریش مرد نہ ہو

(۲) تمام ایک ہی جنس اور ایک ہی مشرب کے اصحاب ہوں اور ان کی محفل میں اہل دنیا سے کوئی نہ ہو اور نہ کوئی فاسق یعنی بدکار ہو اور نہ عورت ہو۔

(۳) گانے والا خالصاً اللہ گائے اور اس کو اجرة یا کھانے کی امید و طلب نہ ہو۔

(۴) یہ بزرگوار گانے کے مقام میں کھانا کھانے کے لئے یا کوئی فتوحات حاصل کرنے کیلئے جمع نہ ہوں۔

(۵) گانے کی محفل میں جب وجد کی حالت میں کھڑے ہو جائیں تو مغلوبہ الحال یعنی بے خود ہو کر کھڑے ہوں۔

(۶) اسی وجد کو ظاہر کریں جو سچا ہو۔

بعض کا قول ہے کہ جھوٹا وجد غیبت سے بھی زیادہ سخت حضرت سر اسقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سچے وجد کی کیفیت فرماتے ہیں کہ

وجہ کرنے والا اس طرح بیخود ہو جائے کہ اگر اس کے چہرہ پر تلوار ماری جا
تو اس کو کوئی تکلیف محسوس نہ ہو۔

فتاویٰ خیرہ جلد (۲)، صفحہ ۱۷۹ میں ہے ان کان السماع
سماع القرآن او الموعظة فيجوز وليست بحرام وان كان سماع
غناء فهو حرام لان التبغنى واستماع الغناء حرام اجماع عليه
العلماء وبالفخا فيه ومن اباحه من المشائخ الصوفية
فلن تخلى عن الهوى وتخلى بالقول واحتاج الى ذلك احتياج
المريض الى الدواء وله شرائط احدها ان لا يكون فيهم
امرء الثانى ان لا يكون جميعهم الا من جنسهم ليس
فيهم فاسق ولا اهل الدنيا ولا امرأة والثالث ان تكون نية
القول الاخلاص لا اخذ الاجر والطعام والرابع ان لا يجمعوا
لاجل الطعام وفتوح والخامس لا يقومون الا مغلوبين والسابع
لا يظهرون وجدا الا صادقين وقال بعضهم الكذب في الوجد
اشد من الغيبة كذا وكذا اسنة

روحنا جلد ۵، کتاب المحظورات اباحتہ میں ہے وقال السي
فخر ط الواحد في غلبة ان يبلغ الى حد لوضرب وجهه بالسيف
لا يشعر فيه بوجع اه۔ مزامير وآلات سماع کا بھی یہی حال ہے کہ
جو لوگ عیش و عشرت و لہو لعب کے طریقہ پر سنتے اور استعمال کرتے ہیں ان کے
لئے درست نہیں ہے اور جو بزرگوار ازاد و محبت الہی و توجہ الی اللہ کا ذریعہ

کتاب الخطر والاکاثر

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس سلسلہ میں کہ کفار و مشرکین کو قرآن کی تعلیم دینا درست ہے یا نہیں بنیوا و توجروا۔

الجواب

بغرض ہذا زبانی تعلیم دینا درست ہے اور بغیر غسل کے ہاتھ لگانا درست نہیں عالمگیری جلد ۵، کتاب الکلائیہ باب خاص میں ہے۔

قال ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ اعلم
انصرانی الفقہ والقران لعلہ یمتدی ولا
یمس المصحف وان اغتسل ثم مس لا یاس
کذا فی الملتقۃ قاضی خاں کی کتاب اسیر و الجہاد میں
والا یاس بتعلیم القران الکفرۃ کبیری شرح غیۃ الصل
مطبوعہ مجیدی صفحہ ۴۶۵ تہمت میں ہے۔ ولا یاس بتعلیم
القران الکافر والفقہ رجاء ان یمتدی لکن
لا یمس المصحف مالم یغتسل وھذا قول محمد و

عن ابی یوسف انه لا یمسہ من غیر فصل۔

قاضی خاں کے کتاب الخطر والا بابۃ فصل التبیح والسلام میں
کافر من اهل الذمة او من اهل الحرب طلب من مسلم ان
یعلمہ القرآن والفقہ قالوا لا بأس ان یعلمہ القرآن و
الفقہ فی الدین لانه عسی ان یمتدی الی الاسلام فیسلم
الا ان الکافر لا یمس المصحف واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مزامیر و راگ کو
اس وجہ سے حلال کہتا ہے کہ حیثیتہ طریقہ کے مشائخین اس کو جائز رکھتے
ہیں اور مساجد وغیرہ مقامات متبرکہ میں مزامیر یعنی ستار و سازنگ وغیرہ
ساز کے ساتھ وعظ کہتا ہے کیا زید کا یہ قول و فعل شرعاً درست ہے
یا نہیں

الجواب

گانا اور ساز سننا شرعاً حرام ہے۔ درمختار مطبوعہ برصغیر

رومخار جلد ۵) کتاب الخطر والا بابۃ میں ہے فی الزانیۃ استماع
صوت المکاحی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ السلام
استماع المکاحی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بها
کفر ای بالنعمة فصرف الجوارح الی غیر ما خلق لاجلہ کفر
بالنعمة لا شکو فالواجب کل الواجب ان یمتنب کی لا یسمع
لما روی انه علیہ السلام ادخل اصبعہ فی اذنه عند

قربانی میں جانور ذبح کرنا لازم ہے قیمت دینے سے قربانی ادا نہیں ہوتی عالمگیری جلد ۵)

کتاب الاضحیہ میں ہے ومنہا انہ لا یقوم مقامہا فی الوقت حتی لو تصدق بعین الشاة او قیمتہا فی الوقت لا یجزئہ عن الاضحیۃ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر گائے کی قربانی کی جاتی اور بیل کی نہیں کی جاتی کیا قربانی میں بیل ذبح کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔

الجواب

قربانی میں نر و مادہ مساوی ہیں ہر ایک کی قربانی شرعاً درست ہے مگر گائے کا گوشت بیل کے گوشت سے بہتر ہوتا ہے اس لئے جب دونوں قیمت میں برابر ہوں تو گائے کو قربانی میں ذبح کرنا بہتر ہے عالمگیری جلد ۵ کتاب الاضحیہ باب خامس میں ہے

اما جسدہ فھو ان یکون من الاجناس الثلاثۃ الغنم او الابل او البقر ویدخل فی کل جنس نوعہ والذکر والانثی منہ والخصی والفحل لا یتلاق اسم الجنس علی ذالک صفحہ ۲۹۹ میں ہر والانثی من البقر افضل من الذکر اذا استویا لا

لحم الانثی الطیب رد المحتار جلد ۳۴ صفحہ ۲۱۲۲ کتاب الاضحیہ میں ہے
ان الانثی من الابل والبقر افضل اذا استويا قال فی التار
خانیۃ لان لحمها الطیب رد مختار میں ہے والانثی من الابل
والبقر افضل حاوی و فی الوہابیۃ ان الانثی افضل
من الذکر اذا استويا قیمۃ واللہ اعلم بالصواب

اِسْتِفْتَاءُ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قربانی کے جانوروں
کے چمڑوں کو قربانی کرنے کے دس پانچ روز پہلے بیع کر دینا جائز ہے
یا نہیں۔

الجواب

زندہ جانوروں کا چمڑا بیع کے قبل فروخت کرنا جائز نہیں ہے
عالمگیری جلد ۳۱ کتاب البیوع فصل تاح میں ہے ولو باء الجلد
والکرش قبل الذبح لا یجوز فان ذبح بعد ذلک
ونزع الجلد والکرش وسلوا ینقلب العقد جائزاً
کذا فی الذخیرۃ واللہ اعلم بالصواب

صفحہ ۲۲۵ باب الرجل یشتري اللحم فلا یدری میں ہے۔ فان اتی
بذلك بحوسی و ذکر ان مسلماً ذبحه او رجلاً من
اهل الكتاب لم یصدق ولم یؤکل بقوله حاشیہ میں ہے
وكذا الوثني وغيره من الكفار غیر اهل الكتاب والله
اعلم بالصواب

استفتا

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس سئلہ میں کہ اگر مسلمان قصاب
جو گوشت کی تجارت کرتا ہے اگر خود ذبح کر لے تو درست ہے یا نہیں۔

الجواب

جو مسلمان کہ خدا کا نام لے کر ذبح کرے اس کا ذبیحہ درست ہے عام آیر کہ
وہ قصاب ہو یا کوئی اور پیشہ ور ہو۔ درمختار مطبوعہ بر حاشیہ و مختار
جلد ۳ کتاب الذبائح میں ہے وشرط کون الذابح۔ مسلماً حلالاً
خارج الحرم ان کان صیداً

عالمگیری جلد ۲ کتاب الذبائح میں ہے ومنها ان یکون مسلماً
کتابیاً۔ اسی صفحہ میں ہے ومنها التسمیة حائلاً الذکوة
عندنا انشی اسم کان والله اعلم بالصواب۔

استفتا

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس سئلہ میں کہ اگر کوئی شخص

مرغی اس طرح ذبح کرے کہ اس کا سر علیحدہ ہو جائے تو کیا وہ مرغی مردار ہو گئی اور اس کا گوشت کھانا حرام ہے یا نہیں۔

الجواب

مرغی کو ایسا ذبح کرنا چاہئے کہ صرف اس کے گلے کی رگیں کٹ جائیں اس قدر قوت سے ذبح کرنا کہ اس کا سر بھی علیحدہ ہو جائے مگر وہ ہے مگر اس طرح ذبح کرنے سے مرغی مردار نہیں ہوتی اور اس کا کھانا حرام نہیں بلکہ حلال ہے عالمگیری جلد ۲ کتاب الذبائح کے صفحہ ۳۱۹ میں ہے۔
و یستحب الاکتفاء بقطع الاوداج ولایبائن الرأس
ولو فعل نیکرہ واللہ اعلم بالصواب

کتاب الاضیاع

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ اگر کوئی مالدار شخص قربانی نہ کر کے اس کی قیمت فقراء و مساکین پر تقسیم کرنا چاہے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

مسلمان قصاب کو فروخت کے لئے دیا تو کیا دھنکے کا قول قابل اعتبار ہوگا اور مسلمانوں کے لئے یہ گوشت کھانا جائز ہوگا یا نہیں۔

الجواب

ایسا گوشت کھانا مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے موطاء امام محمد رحمہ اللہ صفحہ ۲۲۵ باب الرجل یشتري اللحم فلا یدری میں ہے فان اتى بئذ لک جھوسی و ذکر ان مسلماً ذبحہ اور جلا من اهل الکتاب لم یصدق ولم یؤکل بقوله حاشیہ میں ہے و کذا اب لوشنی وغیرہ من الکفار غیر اهل الکتاب واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس سلسلہ میں کہ یہود و نصاریٰ کے بیچ کئے ہوئے جانور کا گوشت کھانا حلال ہے یا نہیں۔

الجواب

یہود و نصاریٰ اگر ہمارے سامنے ذبح کریں یا ہمارے غائبانہ ذبح کریں مگر ہم کو گمان ہو کہ وہ خدا کے نام کے سوا کسی اور کے نام سے ذبح نہیں کرتے تو ایسی حالت میں ان کے ذبیحہ کا گوشت کھانا حلال ہے اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہودی یا نصرانی نے اس کو غیر خدا کے نام سے ذبح کیا ہے یا بغیر ذبح کئے ہوئے گردن ہو کر یا کسی اور طریقہ سے جانور کو مردار کیا ہے تو ایسے ذبیحہ کا گوشت کھانا حرام ہے عالمگیری جلد ۵ کتاب الذبائح باب اول میں ہے

انما توکل ذبیحۃ الذکاتانی اذ الجری شہد ذبیحہ ولم
 یسمع منہ شیء او شہد وسمع منہ لتسمیۃ اللہ
 وحملہ لانه اذ الجری لیسع منہ شیئا یحیل علی انہ قد
 سمی اللہ تعالیٰ تحسیناً للظن بہ کما بالمسلم ولو سمع
 منہ ذکر اسم اللہ تعالیٰ لکنہ عنی باللہ عز وجل المسیم
 علیہ السلام قالوا توکل الا اذ الض فقال بسم اللہ الذی
 ہوتا ثلثۃ فلا یحیل فاما اذا سمع منہ انہ سمع المسلم
 علیہ السلام وحملہ او سمی اللہ سبحانہ وسمی
 المسلم لا توکل ذبیحۃ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دیہات میں جہاں
 سرکار سے ملا مقرر نہیں ہے ہندو قصاب بطور خود کسی مسلمان سے
 جانور ذبح کر کے گوشت فروخت کرتے ہیں کیا ان قصابوں کا
 اعتبار کر کے مسلمانوں کو ان کے پاس سے گوشت لیکر کھانا جائز
 ہے یا نہیں۔

الجواب

مشرک قصاب کے قول کا اعتبار کر کے اس کے پاس کا گوشت
 کھانا مسلمانوں کے لئے درست نہیں ہے موطاء امام محمد رحمہم اللہ کے

كانت ممن تخرج اخرجها واحضرها وينظر فيها فان صلحت
للرجال امرد فعها الى الزوج وان لم تصلح لم يأمره وان
كانت ممن لا تخرج امر من يثق بهن من النساء ان ينظرن
اليها فان قلن انها تطيق الجماع وتحتمل الرجال امر الاب
بدفعها الى الزوج وان قلن لا تحتمل الرجال لا يومر بتسليمها
الى الزوج كذا في المحيط والله اعلم بالصواب

کتاب الصيد والذبح

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے بسم اللہ
اللہ اکبر کہہ کر خرگوش پر گولی چلائی۔ خرگوش گولی کی زد سے مردہ ہو گیا
اور ذبح نہ ہو سکا کیا اس کا کھانا حلال ہے۔

الجواب

بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر شکار پر گولی چلانے سے شکار حلال نہیں ہوتا
گولی کا مار کھانے کے بعد پھر اس کو ذبح کرنا ضروری ہے۔

رد مختار جلد (۵) کتاب الصيد میں ہے قال قاضی خان

لا یجوز صید البندقۃ والجمح والمعارض والعصا وما أشبه
 ذلک وان جرح لانه لا یخرق اسی صفحہ میں ہے ولا یخفف
 ان الجمح بالرصاص انما هو بالاحراق والثقل بواسطۃ
 اند فاعلہ العنیف اذ لیس لہ جد فلا یجوز وبہ افقی
 ابن یحیم۔ واللہ اعلم بالصواب۔
استفتا

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سجالت ناپاکی ذبح کرنا
 درست ہے یا نہیں۔

الجواب

درست ہے جامع الرموز کے کتاب الذبائح میں ہے وشروط
 لحل الذبیح کون الذابح مسلماً او کتابیاً حربیاً او غیبیاً
 او ذمیاً ولو کان الکتابی حربیاً فحل ذبیح الذمی کذبیہ
 الابصر بلا کراہۃ کخبیرہ وطحنہ وان کان غیرہ
 اولیٰ کما فی المذنبۃ او کان الشاخص الکتابی امرأۃ
 حالضۃ او تنساء او جنباً کما فی النقیۃ واللہ
 اعلم بالصواب

استفتا

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک دھنگر مشرک
 یہ بیان کیا کہ میں نے مسلمان کے ہاتھ سے بکرا بیچ کر الیہ اور گوشت

المغلوب اصلاً ولو اجازة الولی وان كان بمنزلة
ولیفیق اخری فهو فی حال افاقتہ کالعاقل۔ واللہ اعلم
بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد و عورت کے
بالغ ہونے کی شریعت میں کیا مقدار ہے لڑکا جب پندرہ سال کی عمر
کا ہو جائے تو کیا وہ شرعاً بالغ سمجھا جائیگا اور اس کو بالغ مرد کی
طرح تمام تصرفات کا حق حاصل ہوگا۔

الجواب

لڑکا احتلام و نزول منی سے بالغ ہو جاتا ہے اور لڑکی احتلام
و حیض و حل سے بالغ ہو جاتی ہے اگر یہ چیزیں لڑکے اور لڑکی میں
نہیں ہیں تو پندرہ سال پورے ہونے کے بعد یہ دونوں شریعت میں
حکماً بالغ سمجھے جاتے ہیں۔

مختار کتاب الحج کے اخیر میں ہے بلوغ الغلام بالاحتلام
والحيض والاحبال والانزال والاصل هو الانزال والحجارية
بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما شيء
محقق يتبين خمس عشرة سنة وبه يفتى لقصر اعماد زماننا پندرہ
سال کی عمر کے بعد چونکہ چسکھا بالغ سمجھے جاتے ہیں اس لئے ان کے
تصرفات بھی شرعاً نافذ سمجھے جائیں گے۔

در مختار میں اسی جگہ ہے وہاں حینئذ کے بالغ حکما
فلا یقبل جمودہ البلوغ بعد اقرارہ فلا تنقض قسمته
ولا بیعہ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کی ساڑھے
سال کی عمر ہے زید سے اس کا نکاح ہو گیا ہے۔ کیا زید کو یہ حق ہے
کہ ہندہ بوجہ تعلق زوجیت اپنی حفاظت میں رکھے۔ ہندہ کے ولی
کا بیان ہے کہ یہ نابالغ ہے اس لئے شوہر کے پاس نہیں بھیجی جاتی کیا ولی
کا بیان شرعاً قابل لحاظ ہے۔

الجواب

ہندہ کو اس عمر میں اگر حیض آتا ہے یا احتلام ہوتا ہے تو یہ شرعاً
بالغہ ہے شوہر کو حق ہے کہ اس کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اگر ایسا
نہیں ہے تو معتبر عورتوں کے ذریعہ سے اس کا معائنہ کرایا جائے کہ وہ
مرد کے صحبت کرنے کے قابل ہے یا نہیں اگر قابل ہے تو شوہر کو اس کی
حفاظت کا حق حاصل ہے۔

عالمگیری جلد ۱ کتاب النکاح باب الاولیاء میں ہے و
اذا نقد الزوج المهر وطلب من القاضي ان یامر اب المرأة
بتسليم المرأة فقال ابوها انها صغیرة لا تصلح للرجال و
تطبق الجماع وقال الزوج بل هی تصلح وتطبق ینظر ان

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر قرضدار اپنے قرضخواہ سے جبراً اپنا قرض معاف کرائے تو کیا قرض معاف ہو جائیگا۔

الجواب

جبر سے قرض معاف نہیں ہوتا۔ درمختار کے کتاب الاکراہ میں ہے لا یصح مع الاکراہ ابراء مديونہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب الحج والعمرة

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکا نابینا ہو یا سمجھدار اگر بیع و شراء وہبہ وغیرہ معاملات کرے تو کیا جائز ہے اسی طرح دیوانہ یا فاجر العقل شخص اگر کوئی معاملہ کرے تو شرعاً جائز ہو گا یا نہیں۔

الجواب

بیعہ فاجر العقل یہ دونوں اگر بیع و شراء کے معاملہ کو سمجھتے ہیں

توان کا وہ معاملہ جس میں کوئی نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہے مثلاً اسلام لانا یا کسی کی دی ہوئی چیز لینا ولی کی اجازت کے بغیر صحیح ہے اور جو چیزیں نقصان پہنچاتی ہیں مثلاً طلاق دینا۔ غلام آزاد کرنا یا کسی کو کچھ ہبہ و صدقہ کے طور پر دینا یا قرض دینا یہ تمام ولی کی اجازت کے بعد بھی ناجائز و ناقابل عمل ہیں اور جو امور کہ نفع و ضرر میں مساوی ہیں یعنی کبھی النفع نقصان ہوتا ہے اور کبھی نفع جیسے بیچنا اور خریدنا اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ ان کا نفاذ بیچ کے بالغ ہونے تک اور فاتر العقل کے صحیح و تندرست ہونے تک موقوف رہے گا۔ دیوانہ شخص اگر کبھی بالکل تندرست ہو جاتا ہے اور کبھی دیوانہ رہتا ہے تو بحالت صحت اس کے تمام تصرفات ناجائز ہونگے۔ اور دیوانگی کے تصرفات ناجائز رہیں گے۔

در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۵) کتاب المأذون

میں ہے تصرفاً لصبی والمعتوه الذی یعقل البیع والشراء
ان کا زنا فاحشاً کا لا سلام والا محاب صح بلا اذن دان ضاً
کا الطلاق والعقاق والصدقة والقرض لا دان اذن به
ولیهما وما تردد من العقود بغير ضرر ونفع كالبیع والشراء
توقف علی الاذن حتی لو بلغه فاجازة نفذ

رد المختار میں ہے قوله كا الطلاق وكذا الهبة
والصدقة وغیرهما۔

عالمگیری جلد (۵) کتاب الحج میں ہے ولا یجوز تصرف المجنون

مکان کے ایک حصہ کو رہن رکھ کر قرض حاصل کی اور بلا ادائیگی زر قرض
اس کو اپنے نواسہ کو ہبہ کرنا چاہتی ہے۔ کیا یہ ہبہ شرعاً درست ہے یا نہیں

الجواب

اگر مرہن کی رضامندی کے بغیر ہندہ اس کو ہبہ کر رہی ہے تو
یہ ہبہ تا ادائیگی زر رہن نافذ نہیں ہے مرہن لینے قرض خواہ کو یہ حق حاصل
ہے کہ اسی مکان کو اپنے قبضہ میں روک کر اپنی رستم وصول کر لے
عالمگیری جلد ۲ ص ۶۲ کتاب الرهن باب الثامن میں ہے
وتصرف الراهن قبل سقوط الدين في المرهون اما تصرف
يلحقه الفسخ كالبيع والكتابة والاجارة والهبة والصدقة
والاقرار ونحوها او تصرف لا يمتثل الفسخ كالعتق والتدبير
والاستيلاء اما الذي يلحقه الفسخ لا ينفذ بغیر رضاء
المرتهن ولا يبطل حقه في الحبس واذا قضى الدين وبطل
حقه في الحبس نفذت التصرفات كلها - والله اعلم
بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید وہندہ دوز
ایک مکان کے حصہ دار ہیں۔ زید ہندہ کے حصہ کو اس کی اجازت
کے بغیر رہن کیا پھر ہبہ کر دیا کیا زید کا یہ تصرف شرعاً صحیح ہے
یا نہیں۔

الجواب

ہر ایک حصہ دار دوسرے کے حصہ میں اس کی اجازت کی بغیر کوئی تصرف نہیں کر سکتا۔ لہذا صورتِ مسئلہ میں زید کا یہ صرف شرعاً ناجائز ہے۔ درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد ۳ کتاب الشریکۃ کے اوائل میں ہے وکل من شریکاء المملک اجنبی فی الا متناع عن تصرف مضر فی مال صاحبه لعدم تضمنها الوکالۃ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا قرض کو غیر وصول طلب ہے زید کے انتقال کے بعد اس کے بھتیجے بکر کا بیان ہے کہ زید اس کو تمام رقم قرض ہیہ کہ دیا ہے کیا قرض قبل از وصول ہیہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

اجنبی شخص جس پر کہ قرض نہیں اگر اس کو قرض کی رقم قبل از قبض ہیہ کی جائے تو یہ ہیہ درست نہیں ہے۔ درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد ۴ کتاب الہیہ میں ہے وشرائط صححتها فی الموهوب ان یكون مقبوضاً۔

ص ۵۴ میں ہے و تمليك الدين من ليس عليه الدين باطل واللہ اعلم بالصواب۔

اولاد لڑکیاں محروم ہونگی یا نہیں۔

الجواب

نسل کا لفظ لڑکے اور لڑکی دونوں کو شامل ہے اس لئے معطلہ کے انتقال کے بعد اس انعام میں لڑکے لڑکیاں دونوں حصہ پائیں گی۔
رد مختار جلد (۲) ص ۴۵ میں ہے والنسل اسم للولد وولدہ ابدًا اولوانثی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اولاد کے نام سے جو انعام بحال ہوتا ہے کیا اولاد سے صرف اولاد ذکر مراد ہونگے یا اناث بھی اس میں شریک ہونگے۔

الجواب

ولد کا لفظ لڑکے اور لڑکی دونوں کو شامل ہے اس لئے اولاد میں لڑکوں کے ساتھ لڑکیاں بھی شریک اور انعام کے حقدار ہیں۔
رد مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۵) ص ۴۵ باب وصیۃ الاقارب وغیرہم میں ہے ولولد فلان فی الذکر والانثیٰ سواہ لان اسم الولد لیمال لکل واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو زمینات بطور انعام کے سرکار سے عطا ہوئی ہیں کیا سرکار ان کو بلا وجہ چھین لے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب

بغیر کسی حق شرعی کے سزا کاران کو چھین نہیں سکتی۔ رد مختار جلد ۲ ص ۲۹ کتاب الجہاد باب العشر والخراج میں ہے و لیس الا ما ران یخرج شیئاً من ید احد الاہل حق ثابت معروف واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

کتاب القرض والاقرن

استفتاء

خواہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دائن یعنی قرض اگر میعاد مقرر کے قبل مدیون سے اپنا قرض طلب کرے تو کر سکتا ہے یا نہیں

الجواب

کر سکتا ہے۔ رد المختار جلد (۴) باب المراجعت والتولیہ میں ہے قوله فلا یلزم تأجیلہ ای اندہ یصح تأجیلہ مع کونہ غیر لازم فلمقرض الرجوع عنہ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ اپنے ذاتی

واناث مساوی تقسیم ہوگی۔

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے وان كان الا نعام لبشر ط
الخدمة فهو اجرة فلا يورث ولا يقسم ولا يستحق
الاجرة الا من قام بالخدمة۔

فتاویٰ ابی الیث میں ہے الوظيفة لبشر ط الخدمة
من قام بجار ساله صدریه میں شریعۃ الاسلام سے منقول ہے الاقام
ان يعطى الوظيفة لزيد وادلادہ واحفادہ فيقسم بينهم
بالسوية ولا يفضل ذكور على الاناث ويدخل فيهم ادلاد
البنات والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلے میں کہ دید صاحب معاش
کے انتقال کے بعد اس کے ورثاء نے باہم مصالحت کر کے ایک صلحنامہ
تقسیم معاش کا مرتب کیا اور سرکار میں پیش کر کے حسب معاش کی بجائی چاہی
سرکار نے ان کی خواہش کے موافق منظوری دی اور معاش بجالا کر دیا
اب بعض ورثاء یہ چاہتے ہیں کہ تقسیم بلحاظ حقوق فراغ ہو صلحنامہ میں
جو تقسیم ہوئی ہے وہ ان کو منظور نہیں ہے کیا سرکار کی منظوری کے بعد
ان کو ایسی استدعا کا حق ہے خصوصاً جبکہ انہوں نے خود ایک صلحنامہ
مرتب کر کے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا ہے۔

الجواب

عطا یا چونکہ متروکہ نہیں ہیں۔ اس لئے معطی لہ کے انتقال کے بعد سرکار سے اس کی بجائی و منظوری ضروری ہے سرکار سے معطی لہ کے ورثہ کے نام جو معاش کی بجائی ہوئی ہے یہ متجانب سرکار عطا اجدید ہے جسکے متعلق سرکار کو یہ حق ہے کہ جس کسی کے نام چاہے بحال کرے۔ خصوصاً جبکہ سرکار نے از روئے صلحنامہ و رثا کی خواہش کے موافق منظوری دیکر تو اب صدر و منظوری کے بعد اس کے خلاف کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے پس زیر کے ورثہ کو وہی ملے گا جو دفتر سرکاری میں لکھا گیا ہے۔ مشیت رسالہ صدر یہ کے ص ۲۹ میں ہے فالعبرة فی الامراض المعاشیة لحکم الامیر و نائبہ کالصدر و رفلاہی شخص جو نزوہا فی لہ۔

عالمگیری جلد (۴) کتاب الصلح فی العطاء میں ہے فتاویٰ فالعطاء لصاحب الاسماء المثبت فی الدیوان

اشباہ و النظائر کے صفحہ ۵ میں ہے والعطاء للذی جعل الامام عطاء لہ لان استحقاق العطاء باثبات الامام لا دخل فیہ لرضاء الغیر واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ جو انعام سنہ بعد سنہ کے الفاظ سے شاہان سلف نے عطا کیا ہے معطی لہ کے انتقال کے بعد اسکی اولاد میں لڑکے لڑکیاں دونوں ہوں تو وہ انعام کیا صرف لڑکوں پر جاری ہوگا

حکم الاقطاع من اراضي بيت المال اذ حاصلها ان
الرقبة لبيت المال والخراج له وحينئذ فلا يصح بيعه
ولا هبته ولا وقفه -

الطایا میں رسالہ صدریہ کے ص ۲۹۵ سے منقول ہے قال
الارض المعاشية المعهودة في الهند ليست من التركة
ولهذا لا تورث تلك الاراضى بعد ما اعطيت له ولا تباع
ولا تجبر ولا ترهن ولا تملك ولا وصية فيها فالعبرة في
الارض المعاشية لحكم الامير ونائبه كالصدوق ولا ي
شخص جوزوها فحی له - والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو انعامات کہ سرکار
سے برہنہ تیلیک عطا نہیں ہوئے ہیں مثلاً جاگیرات و مدد معاش تو
و وظائف و غیرہ معطیٰ لہ کے انتقال کے بعد جبکہ ان کی اجرانی معطیٰ لہ
کی اولاد کے نام کی جائے تو اس کی اولاد کیا اس میں مساوی حصہ
پائے گی یا حسب فرض لڑکے کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ دیا جائیگا

الجواب

ایسے عطیات کی تقسیم لڑکے لڑکیوں میں مساوی ہے۔ رد المحتار
جلد ۳، کتاب الہبہ میں قاضی خاں سے منقول ہے يعطى البنت
کالاہن وعلیہ الفتویٰ -

رسالۃ العطا یا میں رسالہ صدر یہ کے ص ۳۹ سے منقول ہے للہما
ان یعطی الوظیفۃ لزیل واولادہ واحفادہ فیقسم ربہم
بالسویۃ ولا یفضل ذکور علی الاناث ویدخل فیہم اولاد
البنات سراجی مططفائی کے مسئلہ میں ہے ولیشهد لہ ایضاً
انہ لیستوی بین الذکور والانثی من المسلمین فی العطیۃ من ذلک
المال والله اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سرکار سے جو مساع
خدمت کے معاوضہ میں دی گئی ہے اور اس کی بجائی کے لئے خدمت
کی ادائی شرط ہے اس کا مستحق محض صاحب خدمت ہوگا یا دیگر حصہ دا
بھی اس میں حصہ پائیں گے خصوصاً اگر کیاں جو بیاہ دی گئی ہیں
اگر یہ معاش ان پر تقسیم کر دی جائے گی تو پھر صاحب خدمت کس طرح
خدمت ادا کر سکتا ہے۔

الجواب

خدمت کے معاوضہ میں جو معاش دی جاتی ہے وہ خدمت
کی اجرت ہے اس کا مستحق وہی شخص ہے جو خدمت ادا کرتا ہے اگر
سرکار صاحب خدمت سے خدمت علیحدہ کر کے محض بغرض پرورش
خاندان اس معاش کو بحال کرے تو اب یہ مشروط الخدمت نہیں رہی
بلکہ اس کی حیثیت مدد معاش کی ہے جو تمام حصہ داروں پر بلا لحاظ ذکر

بَابُ الْعَطَايَا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ پادشاہ کی عطائی معنی
معاشرۂ مہوار وغیرہ میں معطی لہ کے انتقال کے بعد میراث کے احکام
نافذ ہوتے ہیں یا نہیں۔

الجواب

جو عطایائے سلطانی کے بر بنار تملیک عطا نہیں ہوئے ہیں
وہ معطی لہ کا ترکہ نہیں ہیں اس میں میراث کے احکام نافذ نہیں ہوتے معطی
لہ کے انتقال کے بعد ان کی اجرائی کے متعلق سلطان وقت کو اختیار ہے
اشباہ والنظائر میں ہے العطاء للذی جعل الامام العطاء
لہ لان استحقاق العطاء باشیات الامام۔

رسالۃ العظایا میں ہے کہ رسالہ صدریہ کے ص ۳۹۶ میں فرمایا ہے
منقول ہے العطاء والوظیفۃ لا یدخل فی ترکۃ المیت
ولا یترب علیہ احکام المیراث واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ عطایائے سلطانی کی
بیع۔ رہن۔ وقف۔ ہبہ وغیرہ درست ہے یا نہیں اور کیا اس میں معطی لہ

مالکانہ تصرف کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

سلطان وقت اگر کسی کو زمین کا مالک بنا دے تو وہ اس کی ملک ہے جس میں وہ مالکانہ تصرف بیع و رہن و ہبہ وغیرہ کر سکتا ہے اور جو زمینات کہ بطور انعام کے دئے جاتے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ زمین سرکار کی ملک ہے صرف معطیٰ لہ کو جین حیاتہ اس سے فائدہ حاصل کرنے اور محیثت چلانے کا حق ہے تو ایسی زمین معطیٰ لہ کی ملک نہیں ہے معطیٰ لہ کو اس کے بیع و وقف وغیرہ مالکانہ تصرفات کا حق نہیں ہے۔

رد المحتار جلد (۳) کتاب الجہاد باب العشر والخارج مطلب فی احکام الاقطاع من بیت المال میں ہے فھذا ایدل ان الامام ان یعطى الارض من بیت المال علی وجه التملیک لوقبھا کما یعطى المال حیث رآی المصلحۃ اذ لا فرق بین الارض والمال فی الدافع للمستحق۔

رد مختار میں اسی جگہ ہے ولواقطعہ السلطان ارضاً مواتاً او ملکھا السلطان ثم اقطعھا لہ جاز وقفہ لھا رد المحتار میں ہے (قولہ جاز وقفہ لھا) وکذا بیعہ ونحوہ لانہ ملکھا حقیقۃ

اس عبارت کے کچھ پہلے ہے وفي النہر یعلم من قول الشافعی

الجواب

جس شخص کو ہبہ کیا جاتا ہے جب وہ عاقل و بالغ ہو تو تکمیل ہبہ کیلئے اس شخص کو چاہیے کہ موہوبہ چیز کو اپنے قبضہ میں لے لے۔

عالمگیری جلد (۲) ص ۳۹۲ کتاب الہبہ باب سادس میں ہے
الموہوب له ان كان من اهل القبض فحق القبض اليه وان
كان الموہوب له صغيراً او مجنوناً فحق القبض الى وليه بخير
قبضه کے ہبہ تمام نہیں ہوتا

ورغمذا کے کتاب الہبہ میں ہے وتتم الہبۃ بالقبض الکامل
پس صورت مسئلہ میں زید جو بکر کے نام سے زمین خرید کر مکان بنا یا ہے
یہ شرعی ہبہ نہیں ہے اور قبضہ نہ دینے کی وجہ سے یہی یہ معاملہ نامتمام
ہے۔ لہذا یہ زید کا مترکہ ہے جو حسب فرائض اس کے ورثاء میں تقسیم
ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بکر کا انتقال ہوا
اس کی زوجہ حمیدہ اپنے حصہ کو اپنی دختر جمیلہ کو ہبہ کر دیا کیا کوئی وارث
قبل از تقسیم ترکہ اپنے حصہ کو دوسرے کے وارث کو ہبہ کر سکتا ہے یا نہیں
حالانکہ زید کے ورثہ میں اس کا ایک بھتیجا حسن بھی وارث ہے جس کا حصہ

الجواب

ترکہ میں شریک ہے
ہبہ کے شروط سے یہ بھی شرط ہے کہ شے موہوبہ فارغ یعنی

شرکت سے خالی ممیز یعنی غیر مشاع ہوئیں صورتِ مسئلہ میں چونکہ ہندہ کا حصہ تا حال متنازع و ممیز نہیں ہوا ہے اس لئے یہ ہبہ درست نہیں ہے رد المحتار کے جلد (۴) کتاب الہبہ میں ہے و شرائط صحیحہا فی المروہوب ان یکون مفرغاً عن مشاع ممیزا غیر مشغول واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مرض موت میں بکر کے فرزندوں کو مکانات وغیرہ ہبہ کر دیا اور قبضہ بھی دے دیا کیا یہ ہبہ شرعاً جائز ہوگا یا نہیں۔

الجواب

یہ وصیت ہے ثلث مال میں نافذ ہوگی۔ رد مختار مطبوعہ برصغیر جلد (۵) باب البتق فی المرض میں ہے۔ (اعتاقہ و محاباتہ و ہبتہ و وقفہ و ضمانہ) کل ذلک حکمہ کحکم وصیۃ فیعتبر من الثلث۔

رد مختار میں ہے (قوله و ہبتہ) ای اذا اتصل بها القبض قبل موته اما اذا مات ولم یقبض فبطل الوصیۃ لان ہبۃ المریض ہبۃ حقیقۃ وان کانت وصیۃ حکمًا کما صرح بہ قاضی خان وغیرہ۔ واللہ اعلم بالصواب

الجواب

مریض کا مرض موت میں ہیہ کرنا قبضہ کر دینے کے بعد وصیت ہے اور بدو ن قبضہ کے باطل ہے۔ پس زید اگر اپنی تمام جائیداد ہیہ کر کے ولید کے قبضہ میں نہیں دیا ہے تو یہ ہیہ باطل ہے اور اگر قبضہ نہیں دیا ہے تو یہ وصیت ہے جس کا نفاذ اجنبی کے لئے تو مال کے تیسرے حصہ سے کیا جاتا ہے مگر وارث کے لئے وصیت ناجائز ہے۔ پس صورت مسئلہ میں زید کا ہیہ ناجائز ہے۔ اور اس کی جملہ جائیداد متروکہ ہے جو حسب فرائض اس کے دونوں لڑکے اور لڑکیوں میں تقسیم ہوگی۔

عالمگیری جلد ۴ (کتاب الہیہ باب العاشر فی ہیۃ المریض میں ہے قال فی الاصل ولا تجوز ہیۃ المریض ولا صدقۃ الا مقبوضۃ فاذا قبضت جائزت من الثلث واذ امانت الواهب قبل التسليم بطلت۔ در مختار کے کتاب الوصایا میں ہے لا لو ارثہ وقاتلہ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو ایک عطاء سلطانیہ مقطوعہ سے چوتھائی حصہ ملتا ہے اور زید اس کو اپنی زوجہ کے نفقہ میں دیا کرتا ہے زوجہ ایک اجنبی لڑکے کو اپنا متبنی بنا کر اس آمدنی کو ہیہ کرنا چاہتی ہے کیا شرعیاً ہیہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب

ہبہ کے لئے یہ شرط ہے کہ غنّے موہوبہ ہبہ کرنے والے کی ملک اور قبضہ میں رہے بنا برین ہندہ اس آمدنی کو اپنے قبضہ میں آنے کے بعد ہبہ کر سکتی ہے قبل قبضہ درست نہیں ہے۔

عالمگیری جلد (۴) کتاب الہبہ میں ہے ومنہا ان الموهوب مقبوضاً حتى لا يثبت الملك للموهوب له قبل القبض اسی صفحہ میں ہے اولاً لیكون مالکاً للموهوب لا یصح والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زندگی میں منجھلہ فرزند بکر کے نام سے جس کی عمر پچیس سال کی ہے ایک زمین خریدیا اور اپنی ذاتی رقم سے اس پر مکان بنا کر بکر ہی کے طرف سے کرایہ پر دیا اور ٹیکس وغیرہ اپنی ذاتی رقم سے ادا کرتا رہا اور اس کا کرایہ بکر کے فرزند کے نام سے ساہو کے پاس جمع کرتا رہا اور ضرورت کے وقت اس رقم مجتمعہ سے خود خرچ بھی کرتا تھا۔ زید اپنی حیات میں اس مکان وزمین کو نہ تو بکر کے قبضہ میں دیا اور نہ اس بارہ میں وثیقہ کوئی تحریر لکھا۔ پس ایسی حالت میں زید کے انتقال کے بعد کیا یہ مکان بکر کی ملک سمجھا جائیگا یا زید کا مترکہ۔ ہنیوا تو جروا۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو سرکار سے
چند مکان عنایت ہوئے اور قبضہ میں بھی دیدے گئے۔ کیا عنایت کے
لفظ سے جو چیز دی جاتی ہے وہ بھی ہبہ سمجھی جائے گی یا نہیں۔

الجواب

ہبہ شریعت میں وہبت اعطیت تحلت ملک و غیرہ الفاظ
تملیک بلا عوض سے ثابت ہوتا ہے۔

حائکیری جلد (۴) صفحہ ۳ کتاب الہبہ باب اول میں ہر وہبت
هذا الشيء لك او ملكته منك او جعلته لك او هذا لك
او اعطيتك او خلعتك هذا اخذ اكله هبة ریاست حیدرآباد
میں چونکہ شاہی ہبہ کو عنایت و سرسرازی کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے
اس لئے صورت مسئلہ میں زید کو جو مکان عنایت ہوئے ہیں یہ شریعتی
ہبہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ ہندہ
کے نام کچھ جائیداد ہبہ کر کے ہبہ نامہ لکھ دیا مگر ہندہ کی زندگی تک اپنے
ہی قبضہ میں رکھا اب ہندہ کا انتقال ہو گیا ہے کیا یہ موہوبہ جائیداد
ہندہ کا متروکہ ہے یا نہیں۔

الجواب

ہیہ بغیر قبضہ کے تمام نہیں ہوتا اور بالغہ کو چاہیے کہ یا تو خود اپنی ذات سے جائیداد پر قابض ہو یا کسی کو اپنے طرف سے قبضہ کے لئے وکیل بنائے۔ پس صورت مسئلہ میں ہندو لڑکے شوہر زید کو ہیہ کے بعد اس جائیداد کے قبضہ کے لئے اپنا وکیل مقرر کی تھی اور وہ زوجہ کے حین حیات و کالۃ اس پر قابض تھا تو جائیداد موہوبہ ہندو کی ملک ہو جو اس کی وفات کے بعد اس کا مترکہ ہے ورنہ نہیں۔

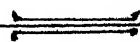
در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۴) ص ۵۲۳ کتاب الہیہ

میں ہے و تتم الہیۃ بالقبض الکامل ص ۵۳ کتاب الہیہ میں ہے اما البالغة فالقبض لها۔

ص ۵۲۳ میں ہے و کلی الموهوب لہ رجلین یقبض الدار فقبضا ما جاز خانۃ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے چھوٹے لڑکے ولید کو اپنی تمام جائیداد بحالت مرض موت ہیہ کے انتقال کیا حالانکہ زید کو ایک اور فرزند ہے جو ولید سے بڑا ہے اور دو لڑکیاں ہیں کیا یہ ہیہ شرعاً صحیح ہے اور کیا زید کی جائیداد سے ولید کے سوا باقی تمام اولاد محروم ہوگی۔



ونحوہ وهو طلب المراثیة واللہ اعلم بالصواب

کتاب الہبۃ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے چچا
اپنے فرزند بکر کو کچھ روپیہ دیا کہ تجارتی کاروبار کرے بکر اس میں عاملہ
کیا اور مال تجارت میں اضافہ بھی ہوا اب زید کا انتقال ہوا ہے
کیا یہ مال تجارت زید کا مترکہ ہوگا یا بکر کی ملک ہے۔

الجواب

اگر زید بکر کو بطور ہبہ کے روپیہ دیا تھا تو یہ مال تجارت مع اضافہ
بکر کی ملک ہے ورنہ زید کا مترکہ ہے جو ورثہ میں حسب فرائض تقسیم ہوگا
درمختار مطبوعہ برعاشیہ رد مختار جلد (۴) ص ۵۴ کتاب الہبۃ
فصل مسائل متفرقہ میں ہے۔

دفعہ لابنہ ما لا یتصرف فیہ ففعل وکثر ذلک فمات
الاب ان اعطاها ہبۃ فالکل لہ والا فامیراث۔
رد مختار میں ہے قوله والا فامیراث بان دفع الیہ لعل

للاب والله اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو ایک زوجہ کے بطن سے دو فرزند ہیں اور دوسری کے بطن سے تین فرزند تین دختر ہیں زید جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا مالک ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی اولاد میں کسی کو کم اور کسی کو زیادہ عطا کرے اور بعض کو محروم کرے کیا زید کو شرعاً ایسا حق حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب

بعض اولاد کو زیادہ دینے سے اگر زید کی غرض دوسروں کو نقصان پہنچانا ہے تو ایسی عطا درست نہیں ہے اور اگر بلا ارادہ ضرر کسی کو کم اور کسی کو زیادہ دیتا ہے تو دیکھتا ہے سب جائیداد ایک ہی کو دیکر دوسروں کو محروم کر دینا گناہ ہے۔

درمختار مطبوعہ برعاشیہ رد مختار جلد (۴) کتاب الہب میں ہے
وفي الخانية الاباس بتفضيل بعض الاولاد في المحبة لا نھا
على القلب وكذا في العطايا ان لم يقصد به الاضرار
وان قصد به يسوي بينهم يعطى البنت كالابن عند الثانی
وعليه الفتوى ولو هب في صحته كل مال للولد جاز
وانتم والله اعلم بالصواب

کتاب الشفعة

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مکان میں ساہائے سال سے کرایہ یا عاریت سے رہتا ہے اگر اس کے بازو کا منگنا فروخت ہو تو کیا اس کو شفیعہ کا حق حاصل ہے۔

الجواب

شفیعہ کے دعوے کے لئے یہ شرط ہے کہ شفیع جس مکان کی وجہ سے دعوے کر رہا ہے اس کا مالک ہو۔ کرایہ دار چونکہ مالک مکان نہیں ہے اس لئے اس کو شفیعہ کے دعوے کا حق نہیں ہے۔

عالمگیری جلد (۵) کتاب الشفیعہ میں ہے ومنہا ملک الشفیع وقت الشراء فی الدار التي یأخذها بها الشفیع فلا شفیعہ له بد ارہیکنہا بالاجارۃ والا عارۃ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے مکان کا صحن بیکر کے مکان سے ملا ہوا ہے اور دونوں مکانوں کے دروازے ایک ہی کوچہ نافذہ میں ہیں اگر زید اپنا مکان فروخت کرنا چاہے تو کیا

حق شفعہ بکر کو ہوگا یا نہیں۔

الجواب

چونکہ بکر کا مکان زید کے مکان سے ملا ہوا ہے اس لئے حق شفعہ بکر کا ہوگا۔

عالمگیری جلد (۵) کتاب الشفعہ میں ہے وان كانت الشکة نافذة فبیعت دار فیہا فلا مشفعة الا للجار الملاحق والله اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے مکان سے متصل ایک جانب خالد کا مکان ہے اور باقی تین طرف کوچہ ہائے نافذہ ہیں کیا ایسی حالت میں خالد حق شفعہ ہوگا یا نہیں۔ اور طلب مواثبتہ کے کیا معنی ہیں۔

الجواب

خالد کو حق شفعہ ہوگا کیونکہ اس کا مکان زید کے مکان سے متصل ہے درمختار کے کتاب الشفعہ میں ہے ثم لجار ملاحق طلب مواثبتہ کے یہ معنی ہیں کہ شفعہ دار اس خبر کو سنتے ہی کہ اس کے بازو کا مکان فروخت ہوتا ہے۔ فوراً یہ کہہ دے کہ میں اس مکان کو برہنہ، حق شفعہ خریدتا ہوں۔ درمختار کے باب طلب الشفعہ میں ہے ویطلبها الشفیع فی مجلس علیہ یا البیع یلفظ یفہم طلبہا کطلب الشفعة

انہ ملکھا کما تفہمہ النساء العوام واللہ اعلم بالصواب

کتاب الاجارۃ

شریف

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ موجودہ زمانہ میں قرآن و علوم دینیہ کی تعلیم اور امامت و موزنی وغیرہ خدمات کے معاوضہ میں ماہوار واجرت لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

جائز ہے درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۵) ص ۳۱

کتاب الاجارۃ میں ہے ولیفتی الیوم لصحتہما التعلیم القرآن والفقہ والامامۃ والاذان واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود کا لین دین کر نیکے لئے مکان کرایہ سے دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

جن دیہات میں کہ کافر زیادہ آباد ہیں اگر لین دین کرنے والا بھی

کافر ہے تو مکان کراہیہ پر دیکھتے ہیں۔ اسلامی شہروں میں نہیں دیکھتے۔
 درمختار مطبوعہ برعاشیہ رومختار جلد ۵ (کتاب المحظورات)
 میں ہے۔ (وجائز اجارۃ بیت بسواد الکوفۃ) ای قراھا
 لا بغيرها علی الاصح واما الا مصار وقری غیر الکوفۃ
 فلا یملکون لظہور شعار الاسلام فیہا وحق بسواد الکوفۃ
 لان غالب اهلها اهل الذمۃ (لیتحد بیت نارا وکنیۃ
 اوبیعۃ او بیاع فیہ الخمر۔

عالمگیری جلد ۴ (صفحہ ۴) کتاب الاجارات فصل رابع میں
 ہے ذی استاجرداً من منسب لم فاتخذها مصلی لنفسه لم
 یمنع لانه لیس فی اتخاذہ مصلی لنفسه احدث بیعۃ ولا
 اظہار شئ من منہا یؤدیٰ ینہم فی امصار المسلمین وان اتحد
 مصلی للجماعۃ وضرپ فیہا الناقوس من صاحبہ منہ وکن
 لو اراد بیع الخمر فیہا لان ہذا امشیاء یمنع عن اظہارہا فی
 بلاد المسلمین واللہ اعلم بالصواب۔

عالمگیری جلد ۴، کتاب الودیعة میں ہے رجل دفع الی رجل الفدرهم وقال له ادفعه الی فلان بالری ثم مات الدافع فدفع المودع المال الی رجل لیدفعه الی فلان بالری فاخذ فی الطريق فلا ضمان علی المودع۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بکر کے پاس ان امانت رکھوایا بکر کسی ضرورت کی وجہ سے اس سامان کو بغرض حفاظت اپنے بھائی خالد کی حفاظت میں دیدیا اور خالد اس کو تلف کر دیا اسکا ضمان بکر کے ذمہ ہے یا خالد کے۔

الجواب

اس کا ضمان خالد کے ذمہ ہے کیونکہ اس نے عمدتاً تلف کیا ہے بکر چونکہ ضرورتاً اپنے پاس سے منتقل کیا ہے اس لئے بکر پر اس کی ذمہ داری نہیں ہے۔

عالمگیری جلد ۴ کتاب الودیعة باب ثانی میں ہے وان اخرجها عن یدک عند الضرورة بان وقع الحريق في داره فخاف عليه الحق او كانت الودیعة في سفينة فالحقها غرق او خرج للصو وخاف عليها او ما اشبه ذلك فدفعها الى غيره لا يكون ضاماً لکن فی فتاویٰ قاضی خان۔

اسی صفحہ میں ہے ولو استہلك الثانی الودیعة ضمن
بالاجماع واللہ اعلم بالصواب

کتاب العاریۃ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ
کو ذاتی روپیہ سے زیور اور قیمتی لباس بنا کر پہنایا اس کے بعد اس کا
انتقال ہو گیا یہ زیور کیا زوجہ کی ملک ہے یا زید کا مترکہ ہے اسی طرح
قیمتی لباس کا کیا حکم ہے۔

الجواب

قیمتی لباس و زیور کا زوجہ کو دیدینا بنیۃ شرعیہ سے اگر ثابت
ہو جائے تو یہ زوجہ کی ملک ہے ورنہ زید کا مترکہ ہے جو حسب فرائض ورثہ
میں تقسیم ہوگا۔ شوہر کا زوجہ کو پہنانا زوجہ کے مالک ہونے کی دلیل نہیں ہے
فتاویٰ مہدیہ جلد (۴) ص ۱۸ کتاب العاریۃ میں ہے اذا
اعترفت الزوجة باصل المالك في المصاوغ المذكور لزوجها
ولم تثبت انتقالها بناقل شرعی یكون تركه عن الزوج
ولا يكون استمتاعا به حال حياته ورضا له بذلك ولیہ علیہ

ابن نجیم من باب التعزیر ان جاءت به لستة اشهر
فاكتوتثبت نسبہ منه ولا فلا الا ان يدعيه ولم يقر انه
من زنا۔

عالمگیری جلد (۱) کتاب الاقرار باب سابع عشرہ میں ہے
يصح اقرار الرجل بالولد بشرط ان يكون المقر له بحال ولد
مثله لمثله وان لا يكون المقر ثابت النسب من غيره واذ يصح
المقر له المقر في اقراره اذا كانت له عبارة صحيحة والله
اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک دفعہ ہندہ
کو اپنی منکوحہ بیان کیا اس کے بعد اس کے نکاح سے انکار کر دیا زید کا
کوئی بیان قابل اعتبار ہوگا۔

الجواب

اس بارہ میں ہندہ کا حلفی بیان لیا جائے ہندہ زید کے جس بیان
کی تصدیق کرے اس پر عمل کیا جائے۔

رد المحتار جلد (۴) ص ۴۴ کتاب الاقرار میں ہے وظاہرہ
ان المقر اذا ادعى الاقرار كاذباً يحلف المقر له او وارثه على
المفتي به ملاً مسكين

مطبوعہ بر حاشیہ فتح المعین جلد (۳) ص ۵۵ مسائل شتی میں ہے

اقربدین او غایرہ ثم قال کنت کاذباً فیما اقررت حلفاً لمقر له
ما کان کاذباً فیما اقر ولست بمبطل فیما تدعیہ علیہ ہذا
عند ابی یوسف وعلیہ الفتویٰ واللہ اعلم بالصواب

کتاب الحجۃ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید عمرو کو کچھ سال پہلے
کہ فلاں شہر میں بکر کو پہنچا دے۔ عمرو اس کو ریل پر اپنے ساتھ رکھا۔ مگر
اتفاق سے کسی نے اس کو چرایا کیا عمرو کو اس کا ڈنڈ دینا پڑ گیا۔

الجواب

امانت دار جبکہ امانت کی کافی حفاظت کرے پھر وہ چوری جائے
تو اس پر ضمان یعنی ڈنڈ دینا لازم نہیں ہے۔

در مختار کے کتاب الایذاء میں ہے فلا تضمن بالہلاک
مطلقاً سواء امکن التحرر ام لا ہلاک معہا شیء امر لا

لحدیث الدارقطنی لیس علی المستودع الغیر
المخل ضمان واشتراط الضمان علی اکامین باطل بہ یفتی

الجواب

ہندہ اگر بلا وجہ شرعی اتنی مدت گزرنے تک سکونت اختیار کی ہے
 تو اب بلا اجازت سرکار دعویٰ پیش کرنے کا حق نہیں ہے۔ تفتیح حادیہ
 جلد دوم ص ۷۷ کتاب الدعویٰ میں ہے۔ مسئلہ فیما اذا کان الجماعۃ
 ارساکنین فیہا ومتصرفین بہا بطریق الملک
 مدۃ تزيد علی عشرين سنة بلا معارض لہم
 والآن قام رجل يدعی الیہم بحصۃ فی الدار
 وہم ینکرون ومضت ہذہ المدۃ ولویدع
 ذالک بلا مانع شرعی والکل ببلدۃ واحده
 تكون دعواه غیر مستموعۃ للمنع السلطانی
 (الجواب) لا تسمع الا بامر السلطان حیث
 خصص السلطان نصرة اللہ تعالیٰ القضاء
 بذالک وامر بعدم سماعہا واللہ اعلم بالصواب

کتاب الاقلاق

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ محمود ہندہ سے بطور خانگی عقد کر لیا اور ایک سال کے بعد باضافہ مہر اس خانگی عقد کا باقاعدہ سیاہہ مرتب کر لیا ترتیب سیاہہ سے تین ماہ بعد ہندہ کو لڑکا نکلا ہوا محمود کو اس لڑکے کے نسب کا اقرار ہے اور ہندہ بھی اس کو محمود کا بی بی ہونا بیان کرتی ہے کیا یہ لڑکا محمود کا سمجھا جائیگا اور کیا اس خانگی عقد کی وجہ سے لڑکے کے نسب پر کوئی اثر پڑے گا۔

الجواب

خانگی نکاح اگر گواہوں کے روبرو احکام شرعیہ کے موافق ہوتا ہے تو وہ شرعی نکاح ہے جس کی وجہ سے نسب ثابت ہے قطع نظر اس کے جبکہ محمود کو اس لڑکے کے نسب کا اقرار اور اس کو اپنا فرزند بیان کرتا ہے تو یہ خود نکاح کا اقرار ہے

اشباہ والنظائر مصری کے ص ۷ کتاب النکاح میں ہے
الاقرار بالولد من حدة اقراره بنکاحها لا الاقرار بمهرها
تفتیح حامدہ کی جلد ۱، باب ثبوت النسب میں ہے وفي فتاویٰ

کتاب الدعویٰ

استفتاء

کیا امر مانتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حاکم عدالت نے ایک مقدمہ میں پیشی مقدر کر کے مدعی کو گواہ پیش کرنے کا حکم دیا۔ مدعی مقررہ تاریخ پر گواہ نہیں پیش کر سکا اور حاکم سے ہمت چاہی۔ حاکم اس کو ہمت دینے سے انکار کیا اور مدعی کا حق تفتیم شہود ساقط کر کے مدعی علیہ کو یہ حکم دیا کہ آئندہ پیشی پر تردیدی گواہ پیش کرے دوسری تاریخ پر مدعی نے اپنے گواہ حاصل نہ کئے اور گواہی لینے کے لئے حاکم کے پاس درخواست پیش کی۔ مگر حاکم نے اس کی درخواست رد کر دی کیا حاکم عدالت کا فیصلہ شرعاً درست ہے یا نہیں۔

الجواب

حاکم عدالت کو تردیدی گواہ مدعی علیہ سے لینے کا یا حلف کرانے کا اس وقت حق حاصل ہے جب کہ مدعی گواہ پیش کرنے سے عاجز ہو گیا یا گواہ نہ ہونے کی وجہ سے مدعی علیہ کی حلف پر منحصر کر دے اور جب ایسا نہیں ہے تو حاکم کو یہ حق نہیں ہے کہ مدعی کے پیش کردہ گواہ کو رد کر کے مدعی علیہ کی تردیدی شہادت

بلکہ حکم شرعی یہ ہے کہ مدعی اگر گواہ پیش کرنے سے عاجز آکر صفت و رخصت منہج پر
 گروے اور حلف بھی لے لی جائے اس کے بعد مدعی گواہ پیش کرنے پر
 قادر ہو اور گواہوں کو حاصر عدالت کرے تو حاکم کو لازم ہے کہ گواہی لیکر
 حسب شہادت فیصلہ صادر کرے۔ اور حلف کو رد کر دے کیونکہ بینہ شرعیہ
 یعنی گواہی اصل ہے اور حلف اس کی فرع ہے۔ اس کے پیش ہونے کے
 بعد نسخ کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔ ہدایہ کے کتاب الدعویٰ میں ہے وان
 حضرها قضیٰ بہا لا یتقاء التهمة عنھا وان عجز عن ذلك
 طلب بيمين خصمه استخلفه علیہا۔ مجمع الانهر جلد ۳ صفحہ ۲۵۴
 کتاب الدعویٰ میں ہے۔ فان اقامها بعد الحلف تقبل قال علیہ
 السلام اليمين الفاجرة احق ان ترد بالینة لاحتمال انها
 غائبة او حاضرة فی البلد ولم تحضر ولا اليمين
 بدل الینة فاذا قدر الاصل بطل حکما الحلف
 واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں گزیدہ اپنی زوجہ ہندہ کے
 زرعہ میں دو غنیمتیں منقولہ جائیداد لکھ دیا تھا مگر میں حیات ان جائیدادوں
 ہندہ کے قبضہ میں نہیں دیا۔ زید کے انتقال کے بعد ۲۲ سال تک ہندہ
 سکونت اختیار کی اور اب دستاویز کی بناء پر حصول قبضہ کا دعویٰ کر رہی ہے
 کیا اتنی مدت کے بعد ہندہ کو دعویٰ کرنے کا حق ہے یا نہیں۔

کتاب الوکالۃ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ وکیل کو کیا یہ حق ہے کہ بلا اجازت
مؤکل کے کسی کو وکیل مقرر کرے۔

الجواب

بلا اجازت مؤکل کے وکیل کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا درختار کے کتاب الوکالۃ میں ہے
الوکیل لا یؤکل الا باذن امرک واللہ اعلم بالصواب
والیہ المرجع والمآب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے حیات بکر کو اپنا نائب
مقرر کیا تھا زید کے انتقال کے بعد اس کا سنہ زید خالد بھی بکر کو اسی خدمت
پر بحال رکھا مگر بکر معاملات میں خالد کی خلاف ورزی کر رہا ہے اور بطور خود جو کچھ
چاہتا ہے کر لیتا ہے کیا ایسی حالت میں خالد کو یہ حق ہے کہ بکر کو اس خدمت سے
علیحدہ کر دے یا نہیں۔

الجواب

نیابت فی الحقیقت وکالت ہے۔ کیونکہ شریعت میں وکالت کے

معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی کو جائز و معلوم تصرف کی اجرائی کے لئے
 اپنا قائم مقام بنائے۔ درمختار بر حاشیہ رد مختار جلد ۲، ص ۱۴۱ کتاب الوکالت
 میں ہے و هو اقامة الغير مقام نفسه توفها او تشيها
 في تصرف جائز معلوم. مؤکل یا وکیل دونوں میں سے اگر
 ایک مر جائے تو وکالت باقی نہیں رہتی۔ ص ۲۳۵ میں ہے۔ وینھزل
 بموت احدهما وجنونه مطبقاً. مؤکل کو ہر وقت یہ حق ہے
 ہے کہ اپنے وکیل کو مسزول کر دے۔ ہا یہ کے کتاب الوکالت
 باب عزل الوکیل میں ہے۔ قال وللموکل ان يعزل
 الوکیل عن الوکالت لان الوکالت حقه فله
 ان يبطله پس صورت مسئلہ میں زید کے انتقال کی وجہ سے
 بکر نیابت سے علیحدہ ہو گیا۔ اس کے بعد خالد بھی جو اس کو اپنا نائب
 مقرر کیا ہے۔ بر بنابر خلاف ورزی خدمت سے علیحدہ کر سکتا ہے
 واللہ اعلم بالصواب۔

حال دریافت فرمانے لگے اثناء بیان میں قاصد نے یہ بھی کہا کہ ان پر حکمران عورت ہے۔ یہ سنتے ہی آپ فرمانے لگے کہ جب مرد عورتوں کی اطاعت کرنے لگے تو اب ان کی تباہی و بربادی ہے۔ لائحہ واجبۃ الستر والحجاب وورد من ولاۃ اللہ شیئاً من امر المسلمین فاحتجب عن حاجتهم وفقر هو احتجب اللہ دون حاجتہ اخرجہ ابو داود و الترمذی والحاکم عن مریم و احمد عن معاذ و الطبرانی فی کبیرہ عن ابن عباس کلہم مرفوعاً یعنی عورت اس وجہ سے بھی خدمت پر مامور ہونے کی اہل نہیں ہے کہ مشرعا اس پر پردہ لازم ہے اور حدیث شریف میں یہ وارد ہے کہ خداوند عالم جس کو مسلمانوں پر حاکم بنائے۔ اور وہ پردہ میں رہ کر ان کی حاجتوں سے ناواقف رہے تو خدا سے پاک بھی ان کی حاجتوں سے پردہ کرتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرمانے میں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قاضی اپنے نائبین کو خدمت سے علیحدہ کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر نائبین کی بحالی و برطرفی کا اختیار قاضی کو سرکار سے دیا گیا ہے تو قاضی اس کو منسوخ کر سکتا ہے اور ملازم بھی رکھ سکتا ہے ورنہ نہیں

ہدایہ کے کتاب ادب القاضی میں ہے۔ واذا فوض الیہ الاستخلا
یملکہ فیصدیر الشانی فائبا عن الاصل یعنی السلطان حتی لا یملک
والاول عزله الا اذا فوض الیہ الغزل ہوا الصیح و
اللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا سرماتے ہیں علما و دین اس مسئلہ میں کہ زوجہ مطلقہ ہونے کے بعد
بہرہ مؤصل کی ادائیگیلئے زوج کو عدالت دارالقضاء میں درخواست
پیش کر کے قید کر اسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب

زوج اگر ناداری کا دعوے کرے اور اس پر قسم بھی کھائے مگر زوجہ
اس کا مالدار ہونا مبینہ شرعیہ سے ثابت کرے تو ایسی حالت
میں طلاق کے بعد بہرہ مؤصل کی ادائیگی کے لئے قید کر سکتی
ہے ورنہ نہیں۔ درمختار بر حاشیہ رد مختار جلد ۴، ص ۲۵ کتاب
القضاء فصل حبس میں ہے۔ لا یحبس فی غیرہ ای غیر
ما ذکر و ہو تسع صور بدل خلع و مفضوب و متلف و
عمد و عتق خط شریک و ارش جنایہ و تفقہ قریب و زوجہ و
مؤجل مہر قلت بظاہر و لو بعد طلاق ص ۳ میں ہے ان ادعی المدین
الفقر اذا اصل العسر الا ان یلہن غریہ علی غناہ واللہ اعلم بالصواب

نحو وظیفہ الا ما عرف فلا شک فی عدم صحۃ لعدم
اہلیتھا خلافاً لما زعمہ بعض الجہلۃ انہ یصح وتستنب
لان صحۃ التقریر یعمد وجود الاہلیۃ وجواز الاستنباط
فروع صحۃ التقریر۔ بعض روایات فقہ میں جو عورت کو خدمت
قضا کا اہل بتایا گیا ہے اور حدود و قصاص کے سوا باقی تمام معاملات
میں عورت کے فیصلے قابل نفاذ سمجھے گئے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ
باوجود مانعیت کے اگر عورت خدمت قضا پر مامور کر دی جائے تو
حدود و قصاص کے سوا اس کے باقی تمام فیصلے نافذ کئے جائیں گے۔
ف اگر کوئی شخص خدمت کا اہل ہو تو اس کو خدمت پر مامور کر دینا
شرعاً ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ فاسق خدمت قضا کا اہل تو ہے
مگر اس کو قضا کی خدمت دینا گناہ ہے۔

چنانچہ رد المحتار جلد ۴ (کتاب القضاء میں ہے والفاسق
اہلہا لکنہ لا یقلد وجوباً ویأثم مقلدہ اسی طرح عورت
کو بھی باوجود اہلیت کے قضا کی خدمت پر مامور کرنا جائز و معصیت ہے
کیونکہ جواز وقوع کو نہیں چاہتا یعنی اس کے فیصلہ کا جائز و نافذ ہونا
اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ اس کو خدمت پر بھی مامور کر دیا جائے۔
رد المحتار جلد ۴ (کتاب القضاء مطلب لا یمع تقریر المرأة
فی وظیفۃ الامام میں ہے والجواز لا یقتضی الوقوع ص ۳ میں
رد مختار میں ہے والمرأة تقضی فی غیر حد وقود وان اثم

المولیٰ لها الخبر البخاری لن یفلم قوم لوا امرهم امر
علنی شرح بخاری جلد ۱۱ ص ۳۵۵ باب الفتن میں ہے حدیث لن
یفلم قوم ولوا امرهم امرأة کے تحت میں ہے واجتمع به من
قضاء المرأة وهو قول الجمهور اور جلد ۱۰ کے ص ۲۲ کتاب
النازی میں ہے قال الخطابی فی الحدیث ان المرأة لا تلی
الامارة ولا القضاء شرح عقائد نسفی مطبوعہ انوار محمدی لاہور کے
ص ۲۳۵ ماشیہ میں ہے واخرجه احمد من وجه آخر عنه
لن یفلم قوم اسندوا امرهم امرأة یعنی ہرگز کثادگی
نہیں پائیگی وہ قوم جس نے اپنے معاملات میں عورت کے طرف ٹیکا کیا
اسی جگہ ہے۔ ومن وجه آخر عنه مرفوعاً انا للبشیر بشیر
بنظرف جندله علی عدوہم وراسہ فی حجر عائشة
فقام فخر ساجدا ثم انشاء یسئل البشیر اخبرہ و
ما اخبرہ انه ولیہم امرأة فقال الاکن هلکت الرجال اذا
اطاعت النساء قالہ ثلاثاً واخرجه الحاکم بنحوہ وصحہ
یعنی ایک قاصد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
مسلمانوں کے ایک لشکر کی فتح کی خبر پہنچائی آپ اس وقت حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گونہ میں مبارک رکھ کر لیٹے
ہوئے تھے اس خبر کے سنتے ہی آپ کھڑے ہو کر بارگاہ
ایزدی میں سجدہ شکر سجلا لایا۔ اور وہاں کے لوگوں کا

در مختار کے باب العتق فی المرض میں ہے (اعتاقہ و محاباتہ و
ہبتہ و وقفہ و ضمانہ) کل ذلک حکمہ (ک) حکم وصیۃ
فیعتبر من الثلث۔

رد المحتار میں اسی جگہ ہے (قوله و محاباتہ) ای فی الاجازۃ
والاستیجار والمہر والشرایع والبیع بان باع مریض
مثلاً من اجنبی ما یساوی مالاً خمسین کما فی الفتاویٰ
ای اولی شری ما یساوی خمسین بمائۃ فالزائد علی قیمة المثل
فی الشراء والناقص فی البیع محاباة واللہ اعلم بالصواب

کتاب القضاء

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورتیں خدمت
قضارت و امامت و خطابت و احتساب و سجادگی و موزنی و ملاگیری
وغیرہ خدمات شرعیہ پر مامور ہو سکتی ہیں یا نہیں اور اس بارے میں مرجع
قول کیا ہے۔ اگر عورت ان خدمات پر مامور نہیں ہو سکتی تو پھر روایا
فقہ میں جو یہ صراحت ہے کہ جو شہادت کا اہل ہو وہ قضارت کا بھی اہل ہے

اور عورت حدود و قصاص کے لئے باقی تمام معاملات میں فیصلہ کر سکتی ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے و اہلہ اهل الشہادۃ ای اداۃا علی المسلمین۔

ہدایہ میں ہے وکل منک از اہل الشہادۃ یکون اہلاً للقضاء وما یشترط لاہلیۃ الشہادۃ لیشترط لاہلیۃ القضاء قدوری میں ہے۔ ویجوز قضاء المرأة فی کل شیء الا فی الحدود والقصاص۔

ہدایہ میں ہے ویجوز قضاء المرأة فی کل شیء الا فی الحدود والقصاص اعتباراً لالشہادۃ تھا بی تھا۔

اگر عورت کو ان خدمات پر مامور کر کے نائب کے ذریعہ سے کام لیا جائے تو جائز ہو گا یا نہیں۔

الجواب

جو خدمات کہ پادشاہ وقت یا اس کے نائب کے کرنے کے ہیں مثلاً قضاۃ و امامت و احتساب و موذنی و ملاگیری ان خدمات پر عورت کو مامور کرنا شرعاً صحیح نہیں ہے اور مامور کرنا بیگناہ گار ہے اور جب مامور کرنا صحیح نہیں ہے تو مامور کر کے نائب کے ذریعہ سے کام لینا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ جب اصل تقرر نا درست ہے تو نائب لینا جو فتر کا فرع ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے۔

رد مختار جلد ۴ کتاب القضاء میں ہے واما تقریر ہذا فی

البائع المبيع قبل قبض الثمن فليس له ردّه بعدة اليه
والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ کے ہر کی
رقم کو اس شرط پر تجارت میں لگایا کہ اس کا جس قدر نفع آئیگا وہ زوجہ
کو دیا جائیگا۔ چنانچہ تجارت میں معقول نفع ہوا اور زید کا انتقال ہو گیا کیا
نفع کی رقم زوجہ کو دی جائے گی یا زید کے مترکہ میں شریک ہوگی۔

الجواب

دید اس معاملہ میں چونکہ کمیل تھا اس لئے زید کے نفع کی حصہ
رقم ہے وہ زوجہ کی ملک ہے زید کے مترکہ میں شریک نہیں ہوگی۔
در مختار کے کتاب المفاریتہ میں ہے (و دفع الما مال الی اخر
مع شرط الرجوع) کلام (للمالك بضاعة) فیکون وکیلاً متبرعاً
والله اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بکر کو سو روپے اس
شرط پر قرض دیا کہ بکر اس کو ایک سال کے بعد سوا سو روپے کا غلہ دے اور
خالہ بکر کو ایک روپیہ اس شرط پر قرض دیا کہ ایک مہینہ کے بعد بھینس گند
خروہ دے کیا یہ نفع شرعاً درست ہے۔

الجواب

جس قرض میں منفعت شرط ہے ایسا قرض دینا اور نفع لینا شرعاً حرام ہے۔ درمختار کے کتاب البیوع فصل القرض میں ہے وفي الخلاصة القرض بالشروط حرام والشرط لغو في الاشباه كل قرض جوفعاً حرام۔ محیط مرضی میں ہے ولا يجوز قرض جو منفعة الخ لان النبي صلى الله عليه وسلم عفى عن قرض جو منفعة ولا نه يحصل له زيادة منفعة مالية فيشبه الربا والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ مرض موت میں مرنے کے ایک دن قبل اپنی ملکیت کو شوہر کی اجازت کے بغیر اپنی لڑکی کا حق تلف کرنے کے خیال سے ایک اجنبی شخص کو کم قیمت میں فروخت کی کیا یہ بیع مشروعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

مرض موت میں کم قیمت میں کسی چیز کے فروخت کرنے کو شریعت میں بیع محابات کہا جاتا ہے۔ ایسی بیع شرع میں وصیت کے حکم میں داخل ہے فروخت شدہ شئی کی مالیت مثلاً سو روپیہ کی تھی اور ہندہ نے اسکو پچاس روپیہ میں فروخت کیا ہے تو مشتری سے پچاس روپیہ قیمت لے لینے کے علاوہ پچاس کے دو شدہ یعنی بیس بائیس چار پائی اور لئے جائیں باقی ایک تہمت سو روپیہ آنہ آٹھ پائی معاف کر دئے جائیں

وصفۃ معلوم کفر لانا جید وردی و مقدار معلوم کفر لانا کذا
کیلا بمکیال معروف او کن اذن نا واجل معلوم و معرفۃ مقلد
راس المال اذا کان بتعلق العقد علی مقداره کا ملکیت الموزن
والمعدود و تسمیۃ المكان الذی یوفیه فیہ اذا کان له حمل
و مؤنۃ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند حصہ دار اپنی رقم
کو جو لوگوں پر قرض ہے جس کی تعداد بیس ہزار ہے ایک حصہ دار کو چار ہزار
کے معاوضہ میں فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ حصہ دار چار ہزار دے کر بیس ہزار
قرضداروں سے وصول کر لے گا کیا یہ بیع شرعاً درست ہے۔

الجواب

چاندی کو چاندی کے معاوضہ میں فروخت کرنا اس کو بیع صرف
کہتے ہیں اس میں شرط یہ ہے کہ ثمن و بیع دونوں ہم مثل یعنی ہم مقدار ہوں
اور ایسی مجلس میں بائع مشتری کو بیع دہرے اور شری بائع کو ثمن یعنی قیمت
حوالہ کر دے۔ صورت مسئلہ میں چونکہ تماثل و تقابض دونوں مفقود ہیں
اس لئے یہ بیع شرعاً درست نہیں ہے۔

کنز الدقائق کے کتاب الصرف میں ہے فلو تبا نسا شرط التماثل
والتقابض وان اختلفا جودۃ و صیاغۃ

مہر ایہ کے کتاب الصرف میں ہے فان باع فضۃ بفضۃ او ذہبا

بذہب لا یجوز الا مثلاً بمثل وان اختلف فی الجودۃ والصیاغۃ
قال ولا بد من قبض العوضین قبل الافتاق - واللہ اعلم
بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید عمرو سے ایک مکان
پان سو روپے میں خریدا اور تین سو روپے بھی دیدے۔ عمرو پورا مکان زید
کے قبضہ میں دیدیا مگر ایک ملکی دو سو روپے کے معاوضہ میں روک رکھا
اس کے بعد عمرو کا انتقال ہو گیا۔ عمرو کے ورثہ چاہتے ہیں کہ تین سو روپے
واپس دیکر زید سے مکان واپس لے لیں۔ اور معاملہ کو کالعدم قرار دیں۔
اور زید چاہتا ہے کہ باقی دو سو روپے دیکر ملکی بھی قبضہ میں لے لے۔
اس بارہ میں حکم شرعی کیا ہے۔

الجواب

چونکہ ایجاب و قبول کے ذریعہ بائع و مشتری کے درمیان بیع کا
انعقاد ہو گیا ہے اس لئے مکان زید کی ملک ہے عمرو کے ورثہ کو اس کے
کالعدم قرار دینے کا حق نہیں ہے۔ ورثہ کو چاہیے کہ زید سے باقی دو سو
روپے لے کر ملکی بھی اسی کے قبضہ میں دیدیں۔

ہدایہ کے کتاب البیوع میں ہے البیع ینعقد بالایجاب
والقبول اذا کان بلفظ الماضي۔

رد مختار جلد دوم، کتاب البیوع میں ہے ویسقط بنسلیم

یزول عندہما یزول بالقول عند ابی یوسف رحمہ اللہ علیہ
 وهو قول اکثر اہل العلم وعلى هذا مشائخ بلخ وفي المسنية و
 عليه الفتوى - كذا في فتح القدير وعليه الفتوى كذا في
 سراج الوہاج

اسی صفحہ میں ہے وكن اجل الولاية لنفسه يصح عند ابی
 یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ وهو ظاهر المذهب وقف کے لئے دوام
 شرط تو ہے مگر ابو یوسف رحمہ اللہ کے پاس دوام کا لفظ زبان سے کہنا
 ضروری نہیں ہے اور یہی قول صحیح ہے ص ۳۶ میں ہے ومنها التامید
 وهو شرط علی قول الكل ولكن ذكره ليس بشرط عند ابی یوسف ^{الصحیح} وهو
 كذا في الكافي ص ۳۸ میں ہے ولولم يذكر الصدقة ولكن ذكر الوقف
 وقال ارضى هذه وقف او جعلت ارضى هذه وقفا او موقونة فانه
 يكون وقفاً علی الفقراء عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ
 وقال الصدر الشهيد ومشائخ بلخ يفتون بقول ابی یوسف
 رحمہ اللہ تعالیٰ ونحن نفق بقوله ايضا لما ذكر العرف هذا اذ المراد كذا لفقراء
 اما اذا ذكر فقال ارضى هذه موقونة علی الفقراء
 وكن في الالفاظ الثلاثة يكون وقفاً عند ابی یوسف رحمہ اللہ
 تعالیٰ وكن عند هلال لانه زال الاحتمال بالتنصيص
 علی الفقراء كذا في الخلاصة - والله اعلم
 بالصواب -

کتاب البیوع

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خالد مالک زراعت
نے زید سے یہ کہا کہ اس وقت بازار کا نرخ چالیس روپے کھنڈی کا ہے
آئندہ جو نرخ بازار کا ہو اس سے پانچ یا دس روپے کمی میں تمکو
غلہ دوں گا۔ زید اس اقرار پر خالد کو روپیہ دیا کیا یہ بیع شرعاً درست یا نہیں

الجواب

یہ بیع سلم ہے اس کی شرط یہ ہے کہ معاملہ کے وقت غلہ کی مقدار
یعنی اتنے کھنڈی اتنے روپے میں دے جائیں گے اس کی صراحت
کر دی جائے۔ صورتِ مسئلہ میں ادا کے وقت کمی نرخ کا لحاظ کیا گیا ہے
اور اس وقت یہ نہیں معلوم ہے کہ ادا کے وقت کیا نرخ ہو گا اور
کتنے روپے کے معاوضہ میں دینا ہو گا۔ فریقین چونکہ اس سے لاعلم ہیں
بس بوجہ لاعلمی یہ بیع شرعاً ناجائز ہے۔

براہِ مصطفائی ص ۶۹ کتاب البیوع باب السلم میں ہے ولا

یصم السلم عند ابی حنیفۃ الا بسبع شراط جنس معلوم
کقولنا حطۃ او شعیرۃ ونوع معلوم کقولنا سقینۃ او نجیۃ

فی الطہیریۃ لان القیاس قد یتروک بالتعامل - واللہ اعلم
بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں کہ علمائے دین اس سلسلہ میں کہ اوقات کی آمد
سے جو مدارس قائم ہیں ان کے مدرسین کو اور اہل خدمات شرعیہ مثلاً
قاضیوں وغیرہ کو تعطیل کے ایام کی ماہوار لینا درست ہے یا نہیں - اور اگر
مدرسین تدریس کے لئے آمادہ ہیں مگر طلبہ حاضر ہو کر درس نہ لیں تو کیا ایسے
ایام کی ماہوار بھی مدرسین کو دینا پڑیگا -

الجواب

مدرسین اور قاضیوں وغیرہ کو ایام تعطیل مثلاً عیدین ورمضان
شریف وغیرہ کی ماہوار لینا جائز ہے - اسی طرح جن ایام میں کہ مدرس آمادہ
رہیں اور طلبہ غیر حاضر ہوں ان ایام کی ماہوار بھی لینا درست ہے -
درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۳) ص ۱۲۱ میں ہے
وهل يأخذ أياماً البطلالة كعيد ورمضان لمرأه وینبغي
الحاقه ببطلالة القاضي واختلفوا فيها والاصح انه يأخذ
لأغلا للاستراحة -

اسی صفحہ میں رد مختار میں ہے فحیث كانت البطلالة معروفة
فی يوم الثلاثاء والجمعة وفي رمضان والینیدین محل الاخذ و
کذا لو بطل فی يوم غیر معتاد لتحرر بدرس اسی صفحہ میں عبارت بالا کے

ما فوق ہے مسئلہ المصنف عن المرید رس لحد من وجود الطلبة
فهل يستحق المعلوم اجاب ان فرغ للتدريس بان حضرة المصنف
المعينة لتدريس استحق المعلوم - والله اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید حسین حیاتہ اپنی جائیداد
کا کچھ حصہ طالبان علم اور اپنی قرابت کے محتاجوں اور ان کے بعد فقراء
و مساکین کے لئے وقف کیا۔ قبل اس کے کہ اس کی نگرانی و حفاظت کیلئے
کسی متولی کو مقرر کرے انتقال کیا۔ ورنہ اس کا بیان ہے کہ یہ شرعی وقف
نہیں ہے کیونکہ واقف نے اس کو وقف کے بعد کسی متولی کے سپرد نہیں
کیا بلکہ خود اس کا متولی رہا حالانکہ وقف کے لئے متولی کے سپرد کرنا لازم
ہے اور اس وقف میں دوام و تابد کا بھی لفظ نہیں ہے کیا یہ وقف
شرعی وقف سمجھا جائیگا یا نہیں۔

الجواب

لزوم وقف کے لئے جائیداد و متوفہ کا متولی کے سپرد کرنا یہ امام محمد
رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ مگر امام یوسف رحمہ کے پاس محض زبان سے کہنے سے
وقف لازم ہو جاتا ہے۔ جائیداد کو متولی کے سپرد کرنا ضروری نہیں ہے
جس پر ائمہ ثلاثہ اور کثیر علماء و مشائخین بیخ کا اتفاق ہے اور
طاہر مذہب بھی یہی ہے۔

الملك

عالمگیری جلد ۲۰ کتاب الوقف باب اول میں ہے واذا كان

روالمختارین اسی جگہ ہے والذی ینبغی متابعة المشائخ
المذکورین فی جواز النقل بالافرق بین مسجد وحوض
کما افتی به الامام ابو شجاع والامام الحلوانی وکفی
بما قدوة ولا سيما فی زماننا فان المسجد وغیره من رباط
او حوض اذا لم یقتل یاخذ لقاضیه البصروں والمتغلبون
کما هو مشاهد وکذلک اوقافه یا کسکها النظار
او غیرهم ویلزم من عدم النقل خراب المسجد الآخر
المحتاج الی النقل الیه وقد وقعت حادثة سئلت عنها
فی امیر اماراد ان یقتل بعضا حججنا مسجد خراب فی سفح قاسیو
بدستوی سبط بها صحن الجامع الاموی فافتیت بعد الجواز
متابعة للشرع لعلی ثم بلغنی ان بعض المتغلبین اخذ تلك
الاحجار لنفسه فندمت علی ما افتیت به ثم سرأیت
الآن فی الذخيرة قال وفی فتاوی النفس فی سئل شیخ الاسلام
عن اهل قرية رحلوا وتدعى مسجدها الی الخراب وبعض
المتغلبة یستولون علی خشیه وینقلونه الی دورهم هل لواء
لاهل المحلة ان یشیع الخشب بامر القاضی میسک الثمن
لیصرفه الی بعض المساجد اوالی هذا المسجد قال نعم و
وحکمى انه وقع مثله فی زمن سیدنا الامام الاجل فی رباط
فی بعض الطرق خرب ولا ینتفع المارة به وله اوقاف عامرة

فَسئل هل يجوز نقلها الى رباط اخر ينتفع الناس
به قال نعم لان الواقف غرضه انتفاع المارة يحصل ذلك
بالثانی۔ صورت مسئلہ میں دیران مسجد کے پتھر کو چوروں اور فاجیلوں
کے ہاتھ سے بچانے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ قریب کی مسجد میں
باجازت سرکار اس کو لگایا جائے جس سے دیران مسجد کے بانی کی غرض
پوری ہوگی اور پتھر بھی تلف سے محفوظ ہو جائے گا واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سامان منقولہ مثلاً
میز کرسی ہتیار و گھوڑے وغیرہ وقف کذا شرعاً درست ہے یا نہیں

الجواب

الوقف

درست ہے در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۳) کتاب
مطلب فی وقف المنقول قصد میں ہے و کما صح ایضاً وقف
کل منقول فصد فیہ تعامل للناس کفأسر وقد و مل
و در اہم و دنانیر۔

رد مختار میں ہے کما لا خلاف فی صحۃ وقف السلاح والکراع
ای الخیل لا کتاب المشہورۃ والخلاف فیما سوی ذلک فخذ
الیوسف لا یجوز وعند محل یجوز ما فیہ تعامل من المنقولات
واختارہ اکثر فقہاء الامصار کما فی الہدایۃ وهو
الصحیح کما فی الاسعاف وهو قول اکثر المشائخ۔ کما

من قبل انار ائیناها فی ایدی اصحاب البناء تواریثوها
 ولتقسم بینهم لای تعرض لهم السلطان فیها ولا یزعمهم
 وانما له غلة یاخذها منهم وقد اولها خلف عزسلف
 ومضى علیها الدهور وهی فی ایدیهم یتبايعونها ویجرونها
 وتجنون فیها وصایا هم ویهدمون بناها ویعیدونہ ویبنون
 غیرہ فکذا الوقف فیها جائز والله اعلم بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو مسجد شکستہ
 ومنہدم ہو گئی ہے اور وہاں کوئی آبادی بھی نہیں رہی ہے۔ ایسے
 دیران مقام کی افتادہ ومنہدم مسجد کا پتھر اگر آبادی کی جدید مسجد میں
 جو اس کے قریب تیار ہو رہی ہے لگایا جائے تو شرعاً درست ہے یا نہیں

الجواب

قدیم مسجد کے آس پاس جب کہ آبادی نہیں ہے اور مسجد
 منہدم و دیران ہو گئی ہے تو اس کا پتھر سرکار کی اجازت سے
 آبادی کی مسجد میں لگا سکتے ہیں۔

درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۳) کتاب الوقف
 مطلب فی نقل القاض المسجد ونحوہ میں ہے وعن الثانی ینقل
 الی مسجد اخر یا ذن القاضی (ومثله) فی الخلاف والمذکور
 (حشیش المسجد وحصرہ مع الاستغناء عنہا و)

کذا (الرابط واللبث اذا لم ينتفع بها في صرف وقف
المسجد والرابط واللبث) والمحوض (التي اقرب مسجد
اور رابط او لبث) او محوض (اليد) اگرچہ اس بارہ میں متقدمین
نے عدم جواز کا حکم دیا ہے اور اس زمانہ میں بھی قول مفتی بہ رہا مگر
متاخرین نے اس کو اس وجہ سے جائز قرار دیا ہے کہ اگر یہ کسی دوسری
مسجد میں نہ لگائے جائیں گے تو ضرور چور یا جابر اشخاص اٹھالے
جائیں گے یا ناظر اوقات اپنے تصرف میں لائیں گے۔ ایسی حالت
میں دو خرابیاں پیدا ہوں گی ایک تو یہ کہ جدید مسجد جو اس کی محتاج
تھی بے تعبیر رہ جائے گی۔ دوسری یہ کہ بانی مسجد کی اصلی غرض کہ
اس کی بنا کردہ عمارت راہ خدا میں کام آئے ہمیشہ کے لئے مفقود
ہو جائے گی۔

مصنف رد مختار علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تھا کہ
و مشق کی جامع اموی میں فرش کرنے کے لئے ایک دیران مسجد کا پتھر لینا
درست ہے۔ یا نہیں۔ علامہ نے متقدمین فقہاء کے عدم جواز کے قول پر
اس کو ناجائز بتایا اس کے بعد جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ بعض جابر اشخاص
نے اس دیران مسجد کے پتھر کو اپنے تصرف میں لایا اور اس طرح ایک
مال موقوفہ تباہ ہو گیا تو علامہ کو اپنے سابق فتوے پر بڑی اندامت ہوئی
پھر انہوں نے ذخیرہ میں دیکھا کہ متاخرین نے اس کے جواز کا فتوے
دیا ہے تو علامہ کی رائے بعد میں اس پر قائم ہوئی۔

ص ۳۹ میں ہے ولی شرط للصحة بلوغه وعقله

لاخریۃ واسلامہ۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتنے آدمی کی گواہی سے وقف ثابت ہوتا ہے۔

الجواب

دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے وقف ثابت ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ زمین موقوفہ کے حدود وغیرہ واضح طور پر بیان کریں۔

بدائع صنائع جلد ۶ ص ۲ کتاب الشہادۃ میں ہے بشرط عدد المثقین فی عموم الشہادات القائمة علی ما یطلع علیہ الرجال الا فی الشہادۃ بالزنا

عالمگیری جلد ۳ کتاب الشہادۃ میں ہے منها الشہادۃ بغير الحدود والقصاص وما یطلع علیہ الرجال بشرط فیہا شہادۃ رجلین اور رجل وامرأتین سواء الحق ما لا او غیر مال کا لنکاح والطلاق والعقاق والوکالۃ والوصایۃ ونحو ذلک مما لیس بمال کذا فی التبعین

بزاز یہ مطبوعہ برہانسیہ عالمگیری جلد ۶ کتاب الوقف میں ہے

شہد ابانہ وقف ارضہ ولم یجد کمالنا ولا کذا نعرف ارضہ

لا تقبل شهادتهما لجواز ان يكون له ارض اخرى وان بيننا
وعرفاهه تقبل - والله اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اوقاف میں شہادۃ
سماعی یعنی گواہوں سے نکر گواہی دینا معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب

معتبر ہے درمختار مطبوعہ برعاشیہ رد مختار جلد (۳) ص ۴۱۵
کتاب الوقف میں ہے وتقبل فيه الشهادة على الشهادة و
شهادة النساء مع الرجال والشهادة بالشهرة والله اعلم
بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سرکاری زمین
پر مکان بنا کر وقف کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر زمین سرکار سے اجارہ دائمی پر لی گئی ہے تو درست ہے
رد المختار جلد (۳) کتاب الوقف ص ۴۰ مطلب وقف البنا و
الارض کے تحت لکھا ہے قال في الاسعاف وذكر في اوقاف
الخصاف ان وقف خوانيت الاسواق يجوز ان كانت الارض
باجارة في ايدي الذين بنوها لا يخرجهم السلطان عنها

اس کے ورثہ سے کوئی شخص موقوفہ جائیداد کسی کو ہبہ کر دے تو درست ہے یا نہیں۔

الجواب

جائیداد موقوفہ وقف کی تکمیل کے بعد کسی کی ملک نہیں ہے اس لئے اس کا ہبہ وغیرہ شرعاً درست نہیں ہے۔
درمختار منطوبہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۳) ص ۳۷۸ کتاب الوقف میں ہے فاذا اتم ولزم ولا يملك ولا يملك۔

رد المختار میں ہے ای لا یكون مملوكا لصاحبه ولا یقبل التملیک لخيرة بالسبيح ونحوہ۔ واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ متولی وقف کی کیا تعریف ہے اور اس کے شروط کیا ہیں۔

الجواب

اوقاف پر نگران جو کہ اس کی آمدنی کو مستحقین پر صرف کرتا ہے اور اس کے ضروریات کی تکمیل کرتا ہے اور اس کو تلف سے بچاتا اور نگہداشت کرتا ہے اور مزدوروں و کارکنوں سے کام لیتا ہے اور ان پر اپنا حکم نافذ کرتا ہے۔ ایسے شخص کو قیم۔ ناظر متولی کہتے ہیں اور اس کے شروط یہ ہیں کہ یہ مستدین یعنی امانت دار عاقل و بالغ اور کام کی قابلیت رکھنے والا ہو فاسق۔ فاجر کیمیا میں اپنا مال صرف کرنے والا نہ ہو

درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۲۶) ص ۲۰۲ باب الی
 میں ہے۔ والولایۃ تنفیذ القول علی العیر۔
 رد المختار میں تحت قول والولایۃ مذکور ہے وافاد المذکور
 فی الملتن غیر خاص بهذا الباب بل منه ولایۃ الوصی وقیم
 الوقف ولایۃ وجوب صدقة الفطر بناءً علی ان
 المراد بتنفيذ القول ما يكون فی النفس او فی المال او فیهما
 معاً۔

فتح القدیر جلد (۵) ص ۲۴۷ میں ہے وليس علی الناظر ان
 يفعل الا ما يفعله امثاله من الامر والنهي بالمصالح و
 يصرف الاجر من مال الوقف للحملة بايديهم۔

درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۳) ص ۳۹۶
 کتاب الوقف میں ہے وینزع وجوباً ولوا لواقف غیر مامون
 او عاجزاً وظهر به فسق کثرب خمر و سخوة فتح او کان
 یصرف ماله فی الکیمیاء۔

رد المختار میں ہے قال فی الاستعاف ولا یولی الامین
 قادر بنفسه او بنائیه لان الولاية مقیدة بشرط النظر
 وليس من النظر تولیة الخائن لانه یحل بالمقصود وکن تولیة
 العاجز لان المقصود لا یحصل به ویستوی فیہ الذکر
 والاُنثی وکن الاعمی والبصیر وکن المحدث وکن قذف اذا تآ

مدرسہ کے لئے وقف تھا اس کو منہدم کر کے صحن بنانا چاہتا ہے۔ واقف نے عربی خوان طلبہ کے لئے لنگہ جاری کرنے کی وصیت کی ہے۔ مگر وارث انگریزی خوان طلبہ کے لئے بورڈنگ بنانا چاہتا ہے۔ اس بار میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

الجواب

وقف کے تصریحات نصوص شارع کی طرح واجب التعمیل ہیں پس واقف نے جن امور کی وصیت کی ہے وراثت کو اس کے خلاف کرنے کا حق نہیں ہے۔

رد المحتار جلد (۳) ص ۲۶ کتاب الوقف میں ہے وما خالف شرط الواقف فهو مخالف للنص سواء كان نصه نصاً او ظاهراً اھ وهذا هو اوفق لقول مشائخنا كغيرهم شرط الواقف كض الشارع فيجب اتباعه كما صرح به في شرح المجمع المصنف والله علم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ واقف زید کو متولی بنایا اس کے بعد زید کا وصی متولی ہوا پھر وصی نے اپنے جانشین کے لئے تولیت کی وصیت کی کیا ایسے شخص کو چونکہ متولی کے وصی کا وصی ہے۔ خدمت تولیت سے علیحدہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

واقف کو یہ حق ہے کہ حین حیات جس کو چاہے متولی مقرر کر دے۔ پھر متولی کو یہ حق ہے کہ اپنی وفات کے وقت جس کو اہل سمجھے متولی بنا دے اسی طرح وصی کے وصی کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی وفات کے وقت کسی کو اپنا جانشین و وصی بنا دے مگر شرط یہ ہے کہ وصی متبدل ہو اور متولی ہونے کی قابلیت رکھتا ہو۔

در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۲) ص ۲۲ کتاب الوقف
میں ہے ولایۃ نصب القیم الی الواقف ثم الوصیۃ ثم الاذا
مات المشر وط له بعد موت الواقف ولم یوص لاحد فولاۃ
النصب (للقاضی)۔

رد المختار میں ہے ووصی الوصی کا الوصی اسی صفحہ میں ہے
فان اوصی زید لعمر و فلعمرو مثل ما کان لزيد قال فی
انفع الوسائل فقد جعل وصی الوصی بمنزلة الواقف
ص ۳۹۶ میں ہے وینزع وجوباً لو الواقف غیر مامون
او عاجزاً او ظہر بہ فسق کثرب خمر و نحوہ پس صورت مسئلہ
میں وصی کا وصی اگر متدین ہے اور تولیت کی اہلیت رکھتا ہے تو
خدمت تولیت سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ واقف کی وفات کے بعد

یزد فی الاصح یعنی انما تجب الغارۃ علیہ بقدر الصفة
التي وقفها الواقف واقف اگر جائد و موقوفہ کی آمدنی اپنی
ذات کے لئے وقف کرے تو کر سکتا ہے۔

در مختار میں اسی جگہ ص ۳۹ میں ہے و جاز جعل غلة
الوقف او الولاية لنفسه عند الثاني وعليه الفتوى۔

رو المختار میں ہے لو وقف على نفسه قيل لا يجوز وعن
ابی یوسف جوازه وهو المعتمد والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو اگر سلطان
مکان یا زمین بر بنا ر تملیک عطا کرے تو کیا زید اس کو وقف کر سکتا ہے

الجواب

جو زمین کہ سلطان سے بر بنائے تملیک عطا ہوئی ہے اگر یہ
سلطان کی ملک تھی یا اس کا کوئی مالک نہیں تھا تو معطی لہ کا اس کو
وقف کرنا شرعاً درست ہے۔ در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد المختار جلد ۳ ص ۲۰۲

کتب الوقف میں ہے۔ و اما وقف الاقطاعات ففي النهر لا يجوز الا اذا
كانت الارض مواتاً او ملكاً للسلطان فاقطعها من جلائر
رو المختار میں ہے فان كانت مواتاً او ملكاً للسلطان

صح وقفها والله اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بکر ایک بزرگ کی درگاہ پر قدیم زمانہ سے معاوضہ معاش جابروپ کشی و چسپراغ افروزی کر رہا ہے۔ اگر سرکار ایک جدید اجنبی شخص کو بغرض صیانت درگاہ و انتظام بمقرر معاش جدید متولی مقرر کرے تو کیا بکر کو سرکار کے مقابل خصوصیت کا حق حاصل ہے۔ حالانکہ اس جدید تولیت سے بکر کی معاش و خدمت قدیمہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

الجواب

اگر اس درگاہ کا قدیم زمانہ سے کوئی متولی یا اس کا وصی نہیں ہے تو سرکار کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کی نگہداشت کے لئے جدید متولی مقرر کرے بکر کو جو کہ متولی نہیں ہے۔ اس بارہ میں سرکار سے خصوصیت کرنے کا حق نہیں ہے۔

در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد ۳ (ص ۲۳۲) کتاب الوقف

میں ہے لشراذامات المشروط لہ بعد موت الواقف ولم یوص لاحد فوکایة النصب للقاضی واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی جائیداد کو مدرسہ کے لئے وقف کیا اور اس کے نافذ کرنے کی وصیت کی زید کے انتقال کے بعد اس کا وارث اس وصیت کو نافذ نہیں کرتا اور جو مکان

ایک مسجد کی زائد از ضرورت استیوار کا دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر دونوں مسجدیں ایک ہی شخص کی بنائی ہوئی اور وقف کی ہوئی ہیں تو پھر ایک کا سامان پر وقت ضرورتاً صرف کر سکتے ہیں درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد ۳ ص ۲۸ کتاب

الوقف میں ہے اتحاد الواقف والجهة وقل مرسوم لبعض الموقوف عليه بسبب خراب وقف احدهما جاز للحاكم ان يصرف من فاضل الوقف الاخر عليه لانهما كشع واحد وان اختلف احدهما بان بنی رجلان مسجدین اور جل مسجداً مدرسة ووقف علیہما اوقافاً لا یجوز له ذلك والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ جو متولی منشی کی جائیداد کو فروخت کر کے اپنے تصرف میں لائے کیا وہ تولیت کی خدمت پر قائم رہ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

یہ شخص خائن ہے تولیت کی خدمت سے علیحدہ کر دیا جائے اسحاق کے ص ۱۲ باب الولاية میں ہے لا یولی الا من قادراً بنفسه او بنائیه لان الولاية مقيدة بشرط النظر وليس من النظر تولية الخائن لانه یخل بالمقصود والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اگر اپنی جائیداد کو بایں شرط وقف کرے کہ اس میں برصغیر کے وعظ ہوں اور متولی وقف سکونت کرے تو کیا ایسے مکان میں متولی سکونت رکھ سکتا ہے اور اس کی تعمیر و ترمیم بھی اسی کے ذمہ رہے گی یا نہیں اور اس مکان کے تحت میں جو گلیاں ہیں وقف اگر ان کی آمدنی اپنی ذات پر وقف کیے تو کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

واقف جو شرط بیان کرتا ہے ان کی پابندی لازمی ہے۔ بنا بریں متولی حسب صراحت واقف مکان موقوفہ میں سکونت کر سکتا ہے۔ رد المحتار جلد (۳) کتاب الوقف میں ہے ویراعی فیہا شرطہ سواء کان سلطاناً و امیراً و غیرہ سب موقوفہ مکان میں جو شخص سکونت کر گیا اس کی تعمیر و ترمیم اسی کو ذمہ ہوگی اور شرط یہ ہے کہ وہ اپنے مال سے اس کی تعمیر کرے اور اسی حالت پر قائم رکھے جس حالت پر کہ واقف نے وقف کیا ہے واقف کی موقوفہ عمارت سے زائد اپنی ذاتی رقم سے تعمیر کرنا درست نہیں ہے۔

وقف

در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد المحتار جلد (۳) ص ۳۹ کتاب الوقف

میں ہے ولو کان الموقوف داراً فخاراً علی من لہ السکنی ولو متعیناً من مالہ لا من الغلۃ اذا الغر بالغلۃ و غیرہ۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی ذاتی زمین مسجد کے لئے وقف کیا اور اس پر مسجد تعمیر ہوئی جس کا خود متولی تھا اب وہ مقام ویران ہو گیا اور مسجد باقی نہیں رہی ایسی حالت میں کیا زید یا اس کے ورثہ یا کوئی اجنبی شخص اس زمین پر مکان بنا کر اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

مسجد ویران و منہدم ہو جانے کے بعد اس کی زمین بربنا قول مفتی بہ قیامت تک مسجد ہی سمجھی جاتی ہے اس لئے اس زمین کو مسجد کے سوا کسی اور کام میں لینا شرعاً درست نہیں۔ پس چاہئے کہ اس زمین کو غلاطت وغیرہ سے محفوظ رکھنے کے لئے اس پر حصار کھینچ دی جائے اور جب کوئی وہاں مسجد بنانا چاہے تو اجازت دی جائے۔

در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد ۳ کتاب الوقف میں ہے و لو خرب ما حوله واستغنی عنه یبقی مسجداً عند الکما والثانی ابداً الی قیام الساعة و بہ یفتی۔

رد المختار میں ہے و کذا لو خرب و لیس له ما یجوز له وقد استغنی الفلاس عنه لبنا مسجد آخر و الله اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ متولی مسجد یا کوئی

اور شخص اگر مسجد کی زمین میں آم وغیرہ کے درخت لگائے تو کیا اسکا
ثمرہ مسجد کی ضروریات میں صرف ہوگا۔ یا درخت لگانے والا اس کا ستم
سمجھا جائیگا۔ اسی طرح مسجد کے حوض میں اگر کوئی مچھلیاں چھوڑا یا کہیں
خود بخود آگئیں ان کا مالک کون ہوگا۔

الجواب

مسجد کی زمین میں جو درخت نصب کئے جاتے ہیں وہ مسجد کی
ملک ہیں اس لئے ان کا ثمرہ مسجد کی ضرورتوں میں صرف کیا جائے۔
پھمیلیوں کو بھی اس پر قیاس کیا جائے۔

اسما فی احکام الاوقاف ص ۱۹ فصل فی غرس الوقف
وغیرہ الخ میں ہے ولو غرس فی المسجد فکون للمسجد لاند
لا یغرس فیہ لیکون ملکاً ثم ان کان لہا ثمرۃ کا لتمام مثلاً
اباح بعضهم للقوم الاکل منها الصحیح وانہ لا یباح لا یخاصات
للمسجد فتصرف فی عمارتہ۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی مسجد کے زائد
از ضرورت سامان کو فروخت کر کے اس کی رقم دوسری مسجد کی ضرورتوں
میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر دونوں مسجدوں کے یابی و واقف علیحدہ علیحدہ ہیں تو

رد المحتار میں ہے وما دام احد کی شرح میں ہے ولا یجحد
القیم فیہ من الا جانب ما وجد فی ولد الواقف واهلیتہ
من یصلح لذلک فان لم یجد فیہم من یصلح لذلک فجعلہ
الی اجنبی ثم صار فیہم من یصلح له صرف الیہ -

رد المحتار کے ص ۲۹ میں ہے ویشترط للصحة بلوغه و
عقله لحریتہ و اسلامہ لما فی الاسعاف لو ادعی الی صبی تبطل
فی القیاس مطلقاً و فی الاستحسان ہی باطلہ ما دام صغیراً
فاذا اکبر تكون الولاية له والله اعلم بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید متولی مسجد نے
پانچ قطعہ ملکی اور ایک قطعہ مکان اپنی ذاتی رقم سے بنا کر معافی ٹکیں
کے لئے سرکار میں درخواست پیش کی اور یہ ظاہر کیا کہ یہ مسجد کے لئے وقف
ہیں کیا اس بیان سے یہ وقف سمجھے جائیں گے۔ بدینہ اتوجروا

الجواب

مالک جائداد اگر اپنی جائداد کے متعلق یہ کہہ دے کہ یہ وقف ہے تو
برہنا عرف اس بیان سے وقف ثابت ہو جاتا ہے۔ حسب صراحت اسکی
آمدنی مسجد کے ضروریات میں صرف کی جائے۔

عالمگیری جلد ۲ کتاب الوقف فصل فی الالفاظ الی تیمم الوقف
بہا میں ہے وذكر الوقف وحده او الحبس معه یثبت به الوقف

علیٰ ما هو المختار وهو قول ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کذا فی
الغیاثیۃ۔

در مختار مطبعہ برماشیہ رد مختار جلد (۳) کتاب الوقف
میں ہے واکتفی ابو یوسف بلفظ موقوفہ فقط قال الشہید
ونحن نفقئ بہ للعرف

رد المختار میں ہے قولہ واکتفی الخ ای بدو ن ذکر تا بد
او ما یدل علیہ کلفظ صدقۃ او لفظ المساکین ونحو
کالمسجد۔

بحر الرائق جلد (۵) ص ۲۰۵ کتاب الوقف میں ہے الخ
موقوفہ فقط لا یصح الا عند ابی یوسف فانہ یجعلہا بحر
ہذا اللفظ موقوفۃ علی الفقراء واذ کان مفید الخصوص
المصرف اعنی الفقراء لزم کونہ مؤیداً لرجحۃ الفقراء
لا تنقطع قال الصدر الشہید ومشاخ بلخ یفتون لقول
ابی یوسف ونحن نفقئ بقولہ ایضاً مکان العرف۔

اسان فی احکام الاوقاف کے ص ۱۴ میں ہے ولو قال
وقف ارضی ہذہ علی عمارة المسجد الفلانی یجوز عندنا
لانہ لو لم یزد علی قولہ وقف یجوز عندہ فیما لا ولی اخر
عین جہتہ واللہ اعلم بالصواب۔

ان کان الا بن فی عیالہ لکونہ معینا لہ الا تری لو غرس شجرۃ
تکون للاب - واللہ احکم بالصواب -

کتاب الوقف

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مشائخین کرام کے
پاس یہ عملدرآمد ہے کہ باپ کسی مورث کی قائم مقامی و جانشینی یعنی
تولیت اوقاف کے لئے جبکہ ورثاء مساوی درجہ کے ہوں تو ان میں جو کھانا
ہو وہی جانشین و متولی ہونے کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ اس عملدرآمد و رواج
کے متعلق شرع شریف میں کیا حکم ہے۔

الجواب

ورثاء میں جب سب مساوی درجہ کے ہوں تو جو بڑا ہو وہی
تولیت کا مستحق ہے۔ بنا برین مشائخین عظام کے پاس اولاد اکبر کو جانشین
و متولی بنانے کا جو طریقہ مروج ہے وہ شریعت کے مطابق ہے۔

رد المحتار جلد ۳ کتاب الوقف مطلب فی شرط التولیت
الارشاد فالارشاد میں ہے فیقد مریحدا الاستواء فیہ الا سن ولو

اسقاط فی احکام الاوقات باب الولاية علی الواقف میں ہے
ولو جعل الولاية لا فضل او لا دہ وکانوا فی الفصل سواء
لیکن لا کبرہم سنا ذکر آکان او اننی واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے اجداد کی بنا
ہوئی مسجد کا متولی تھا جس کے بارے میں محکمہ سرکار میں تولیت کی کارروائی
جاری تھی دوران کارروائی میں زید کا انتقال ہو گیا۔ ورثہ میں دو
فرزند کن چھوڑا کیا ان میں زید کے دو بیٹے تو ریت تولیت کی سند
ملکتی ہے یا نہیں۔

الجواب

واقف کے اقارب جب موجود ہوں تو اجنبی کو ان کے مقابل
متولی بنانا درست نہیں ہے۔ بنا برہین زید کے فرزند ہی متولی ہونے کے
مستحق ہیں۔ مگر درست چونکہ یکس ہیں اس لئے ان کے بانٹ ہونے تک
زید کے قرابت داروں سے کسی متدین شخص کو نگرانی و متولی مقرر کیا جائے
اور بعد بلوغ ان کو متولی بنا کر سند عطا کی جائے۔

درمناار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۳) کتاب الوقف میں ہے
وما دام احد یصلح للتولية من اقارب الواقف لا یجعل
المتولی من الا جانب لانه اشفق ومن قصد له نسبة الوقف
الیہم۔

ما بین ایک مشترکہ سیری ہے جو فریقین کے ضروریات تعمیر وغیرہ کے کارآمد ہے۔ عمر اس کو بند کر کے دروازہ نصب کر دیا ہے اور اس میں درخت نصب کئے ہیں جس سے زید کے اغراض فوت ہو گئے کیلئے زید کو یہ حق حاصل ہے کہ سیری کی مشترکہ زمین کو عمر کے ان تصرفات سے خالی کرے۔

الجواب

مشترکہ زمین پر دونوں شریک سے کسی کو بلا اجازت دوسرے کے کسی قسم کے تصرف کا حق نہیں ہے۔ اگر کوئی شریک دوسرے کی اجازت کے بغیر تعمیر کرے یا درخت لگائے تو دوسرے شریک کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کی تعمیر کو منہدم کر دے اور درخت اکٹھا کرے۔

فتاویٰ القرویہ جلد (۲) ص ۳۸ کتاب الشریکۃ میں ہے احد الشریکین اذا بنی فی ارض مشترکۃ بغیر اذن شریکہ کان لشریکہ ان ینقص البناء کان له ولا یتعین فی نصیبہ والتمیز غیر ممکن والغرض ہذا کسی ہمسایہ کو یہ حق نہیں ہے کہ دوسرے ہمسایہ کی مکانیت یا اس کے منافع کو ضرر پہنچائے۔ اگر اس سے ایسے افعال سرزد ہوں تو اس کو روکنا چاہیے۔ اور ان مضر توں کا دفع کرنا ضروری ہے۔

رد المحتار جلد (۲) کتاب القضاء مسائل شتی میں ہے والحاصل ان القیاس فی جنس ہذا المتساثل ان یفعل المالاث ما بدلاہ مطلقا لانہ متصرف فی خالص ملکہ لکن ترک القیاس

فی موضع یتعدی ضررہ الی غیرہ ضرراً فاحشاً و
 هو المراد بالبین وهو یشاہد سبباً للہدماء وینجیہ عن
 الانتفاع بالکلیۃ وما ینم عن الحوائج الاصلیۃ کسدر الضو
 بالکلیۃ واختاروا الفتوی علیہ

اسی جگہ درغما نہیں ہے ولا ینم الشخص من تصرفہ فی
 ملکہ الا اذا کان الضرر بجارہ ضرراً بدیناً فیمنع من ذلک
 وعلیہ الفتوی۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے تین فرزند
 مستیان و لید بکر، عمر و کے ساتھ تجارت کرتا رہا اور سب کی کھائی شریک
 تھی اور ایک جگہ بسر کرتے تھے۔ کیا نام جائداد زید کی سمجھی جائے گی یا
 اس کے فرزند و نکاح بھی اس میں حصہ رہے گا۔

الجواب

نیدے جو کچھ کہ اس تجارت سے حاصل کیا ہے وہ سب زید ہی
 کی ملک ہے اس کے فرزند اس کے معین و مددگار تھے نان کا اس میں
 کوئی خاص حصہ نہیں ہے زید کی وفات کے بعد یہ مال اس کے فرزند
 میں حسب فرائض تقسیم ہوگا۔

رد المحتار جلد ۳، ص ۳۸۳ میں ہے الاب و ابنہ لیکسبا
 فی صنعة واحدة ولم یکن لہما شیء فاکسب کلہ لہ

عالمگیری جلد (۲) کتاب الشریکۃ میں ہے لو تصوف احد الورثة
 في التركة المشتركة ورجع فالرجع للمتصرف وحده
 كذا في الفتاوى الغياثية والله اعلم بالصواب
 استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے انتقال کے
 بعد اس کے فرزند مشترکہ طور پر میر و کہ میں تجارت کرتے رہے بڑا لڑکا
 چھ سال تک تنہا کام کرتا رہا اس کے بعد چھوٹے لڑکے بھی بھائی کے
 ساتھ کاروبار میں شریک ہو گئے۔ کیا میر و کہ زید مع نفع تجارت سب
 مساوی ملیگا یا کم و زیادہ

الجواب

بڑا لڑکا جو چھ سال تنہا کام کرتا رہا ہے ان ایام کا نفع وہی
 پائیگا جو چھوٹے اس میں شریک نہ ہونگے۔ اس کے بعد جس وقت سے
 چھوٹے بھی شریک کار ہوئے ہیں یہ نفع سب میں مساوی تقسیم ہوگا۔
 عالمگیری جلد (۲) کتاب الشریکۃ باب السادس میں ہے لو
 تصرف احد الورثة في التركة المشتركة ورجع فالرجع
 للمتصرف وحده كذا في الفتاوى الغياثية۔

در مختار کے کتاب الشریکۃ فصل بالشریکۃ الفاسدہ میں ہے
 وما حصله احدهما فله ما حصله معافله كما نصفي
 ان لم يعلم ما لكل۔

روحتمار میں اسی جگہ ہے۔ قولہ وما حصلہ احدہما
ای بدون عمل من الاکثر۔

صفحہ ۳۸۴ میں ہے فاذا کان سعيہم واحد اولم
یتمیز ما حصل کل واحد منہم بعملہ یکون ما جمعا
مشتراکاً بینہم بالسویۃ وان اختلفوا فی العمل والرأی
کثرة وصواباً کما اختلفت بہ فی الخیریۃ۔ واللہ اعلم
بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلے میں کہ دو بجائی مشترکہ
طور پر تجارت کئے اور نفع حاصل کئے کیا یہ دونوں نفع میں بھی مساوی
شریک رہیں گے۔

الجواب

مساوی شریک رہیں گے۔ فتاویٰ مہدویہ جلد ۲ (ص ۳۱۵)
میں ہے۔ اذا کان کل من الاخوان المذکورین
مستقلاً بنفسہ واشترکوا فی الاعمال و
حصلوا الاموال یکسبہم جمیعاً فہی بینہم بالسویۃ
واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلے میں کہ زید و عمر کے مکانوں کے

الستوبہ
روا مختار میں اسی جگہ ہے قوله فیلزمہ التوبۃ اذ لا کفار
فی الغموس یرفع بها الا ثم فتحت التوبۃ للتخلص منه
والله اعلم بالصواب۔

کتاب اللقطہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا بوتر بھٹل کر
عمرو کے گھر پر جا بیٹھا عمر اس کو پکڑ لیا اور کہتا ہے کہ پرواز کنندہ جانور
چاہے وہ کسی کی ملک ہو جبکہ وہ خود کسی کے مکان پر جا بیٹھے اس کو
پکڑ لینا درست ہے۔ کیا عمرو کا یہ بیان شرعاً درست ہے۔

الجواب

غیر کا بوتر اگر بھٹل کر اپنے گھر پر آ جائے تو اس کو پکڑنا سزاوار
نہیں ہے اگر پکڑ لیا جائے تو چاہیے کہ مالک کو تلاش کر کے حوالے کرے
اگر مالک خود طلب کرے تو اس سے ثبوت لے کر واپس دیدے۔

در مختار کے کتاب اللقطہ میں ہے حمام اختلط بھا اہلی
لغیرہ لا ینبغی لہ ان یاخذہ وان اخذہ طلب صاحبہ لیردہ

علیہ لاندہ كاللقطة۔

رد المحتار میں ہے قولہ اختلط بما اھلی لغیرہ
المراد بالاہلی ما كان مملوكا لغیرہ۔ قولہ لا ینسخی لہ
ان یتخذہ لاندہ رہا بطریق ذہب المحملہ الا صلی فانیاً
ما مر من ان اللقطة یندب اخذ ہا۔ واللہ اعلم
بالصواب۔

کتاب الشَّكَّة

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سئلہ میں کہ مورث کی وفات
کے بعد ترکہ مشترکہ میں کوئی ایک وارث تجارت کر کے نفع حاصل کرے
تو کیا یہ نفع بھی مترکہ میں شریک رہے گا یا نہیں۔

الجواب

مشترکہ ترکہ سے اگر کوئی وارث تجارت کرے اور اس میں نفع
حاصل کرے تو وہ نفع تجارت کرنے والے وارث ہی کا حق ہے۔
دوسرے ورثہ اس میں شریک نہ ہونگے۔

کتاب الایمان

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ زید کسی کام کے کرنے کے لئے قرآن شریف کی قسم کھایا اور وہ کام اس سے پورا نہیں ہو سکا۔ کیا اس پر قسم کا کفارہ لازم ہے۔ اگر ہے تو کیا کفارہ دینا چاہیے اور کیا قرآن شریف کی قسم شرعی قسم ہے جس کے توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

الجواب

قسم کا مدار زمانہ کے رواج پر ہے لوگ جس معلم و محترم چیز کی قسم پر رواج و عادت کر لیں وہ شرعاً قسم بھی جائز ہے۔ موجودہ زمانہ میں قرآن شریف کی قسم کا عام طور پر لوگوں میں رواج پڑ گیا ہے اس لئے یہ شرعی قسم ہے جس کے توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔ قسم کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو دس مسکینوں کو ایک دن کی متوسط درجہ کی خوراک دینا یا بدن ڈھنکے کے موافق کپڑا دینا ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو تین روزے رکھنا ہے۔

درمختار کے کتاب الایمان میں ہے والایمان مبنیۃ علی

مايتعارف الناس الحلف به يكون يمينا وما لا خلاف
اسی جگہ ردِ مختار میں ہے ولا يخفى ان الحلف بالقرآن
الآن متعارف فيكون يمينا۔

دوسری جگہ ردِ مختار میں ہے وكفارتہ بتحوير رقبة او
اطعام عشرة مساكين او كسوة ثوب لیس العامة البدان
والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید جان بوجھ کر
جھوٹی قسم کھایا اور چند روز کے بعد بیان کیا کہ میں جان چھڑانے کے
لئے جھوٹی قسم کھا یا تھا کیا اس قسم پر اس کو کفارہ دینا لازم ہے جس سے
وہ دروغ علفی کے گناہ سے نجات پائے۔

الجواب

جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانے کو یمن غموس کہا جاتا ہے یہ گناہ
کبیرہ ہے اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کو چاہیے کہ توبہ کرے
اور خدائے پاک سے یہ عہد واثق کرے کہ آئندہ تادم زلیمت بھر کبھی
افسوس کا ارتکاب نہیں کریگا۔

در مختار کے کتاب الایمان میں ہے (وهي غموس) لغمسہ
في الاثم وفي النار وهي كبيرة مطلقا لكن اثم الكبائر
متفاوت غير (ان حلف علی کذب عمدا)۔ (رویا ثم بھا) فیلزمہ

اقرب للتقویٰ ولا تنسوا الفضل بینکم اگر مسلمان کسی کو قتل کرے تو مسلمان سے اس کا قصاص لیا جاتا ہے۔

عالمگیریہ جلد (۶) کتاب الجنایات باب ثانی میں ہے و یقتل المسلم بالذمی ویقتل الذمی بالذمی کذا فی الکافی پس جبکہ روایات سابقہ سے ثابت ہے کہ قاتل سے قصاص لینے کا ولی مستحق ہے اور ولی اپنے نائب کے ذریعہ سے بھی قصاص لیکتا ہے اور مسلمان سے ذمی کے معاوضہ میں قصاص لیا جاتا ہے تو صورتوں میں اگر قاتل مسلمان اور مقتول ذمی ہے تو ضرور قاتل ذمی کے ولی کے حوالہ ہوگا جو کافر ہوگا۔ اور اس کو یہ حق ہوگا کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے قصاص لے یا اپنے کسی نائب کے ذریعہ قتل کرائے۔ بنا برین ذمیوں کے طرف سے قصاص لینے کے لئے تو موجودہ سرکاری جلاد قوم چار کو بٹانے کی کوئی شرعی وجہ نہیں ہے۔ اور خصوصاً جبکہ ریاست حیدرآباد میں عام طور پر مقتول کے ولی چاہے کسی قوم کے ہوں خود اپنے ہاتھ سے قصاص نہیں کرتے اور نہ کسی کو اپنا نائب مقرر کرتے ہیں اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار نے انتظاماً جلاد کا تقرر کر دیا ہے اور ممکن ہے کہ بغرض تذلیل و عبرت ایک ذلیل قوم کے آدمی کو اس کام پر مقرر کیا گیا ہے تاکہ ہر ایک شخص اس سے نصیحت لے اور ایسے حرکات سے باز آئے۔ اگر یہی جلاد مسلمان ولی کے طرف سے بھی مسلمان قاتل کا قصاص لے تو اس میں شرعی مانعیت نہیں ہے۔ البتہ حیدرآباد اسلامی

ریاست ہونے کے لحاظ سے اگر سرکار کسی مسلمان کو اس کام پر مقرر کرے
تو سختی سے ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام خود اپنے ہاتھوں سے مجرمین پر حدود شرعیہ
جاری فرماتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی مسلمانوں
ہی کے ہاتھوں سے حدود نافذ ہوتے تھے۔

بخاری شریف کے کتاب الحدود باب الضرب بالجريد والنعال میں
حدثنا سليمان بن حرب حدثنا وهيب بن خالد عن ايوب
عن عبد الله بن ابي مليكة عن عقبة بن الحارث ان النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم اتى بني عيازا وبني نعيان وهوسكران فشق عليه
وامر من في البيت ان يضربوه فضربوه بالجريد والنعال
اور کتاب الممازین باب سوال الامام المقرئ احضت میں ہے
قال ابن شهاب اخبرني من سمع جابرا قال فكنيت فيمن
رجله فرجمناه بالمصلي فلما اذلقته الحجارة جمر حتى ادركنا
بالحرة فرجمناه - والله اعلم بالصواب

کتاب الحج

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ریاست دکن میں قاتل سے جو قصاص لیا جاتا ہے اس کام پر سرکار سے ایک چارہقرر ہے جو نشہ کی حالت میں اُس کو قتل کرتا ہے۔ چونکہ یہ ایک اسلامی ریاست ہے جس میں مسلمان وغیرہ اقوام کے قاتلوں کا قصاص ایک چارہ کے ہاتھ سے بحالت نشہ لیا جاتا ہے۔ کیا شرعیہ فعل قبیح ہے یا نہیں اگر ہے تو مسلمان کا اس کام پر مقرر ہونا مناسب ہوگا یا نہیں

الجواب

قاتل سے قصاص لینے کا حق شرعاً مقتول کے ولی کو ہے عدالت کے فیصلہ کے بعد قاتل مقتول کے ولی کے سپرد کیا جائے تاکہ جس طرح قاتل نے اس کے عزیز کو قتل کر کے اس کے دل کو رنجیدہ کیا ہے وہ بھی اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کر کے اپنا دل ٹھنڈا کرے یا شفقت و رحمت سے معاف کر دے۔

جامع السانید للامام اعظم باب تاسع وعشرون فی الجنایات جلد دوم میں ہے ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان رجلاً من بنی شیبان قتل رجلاً نصرانیاً من اهل الجزية فكتب الى الكوفة

الی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بذلک فکتب الیہ عمر رضی اللہ
عنه اذ فعه الی اولیاء القتل فان شاءوا قتلوه وان شاءوا
عفوا عنه۔

بدائع صنائع جلد ۷، ص ۳۳۲ کتاب الجنایات میں ہے فان
كان كبرياً فله ان يستوفي القصاص لقوله تبارك وتعالى
ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطاناً چونکہ انسان مختلف
ہیں اور ہر ایک شخص قتل کرنے کی قوت نہیں رکھتا۔ کوئی تو کمزور ہوتا ہے
اور کسی کا دل قتل کرنے سے خوف کرتا ہے۔ اس لئے ولی کو یہ اجازت
دی گئی ہے کہ وہ قاتل کو یا تو اپنے ہاتھ سے قتل کرے یا اپنے کسی نائب
کے ذریعہ کرائے اور خود سامنے رہے کیونکہ ممکن ہے کہ قتل کے وقت
ولی کو رحم آجائے اور معاف کر دے۔

بدائع کی اسی جلد کے ص ۳۳۶ میں ہے وله ان يقتل بنفسه
وبنائیه بان یا مر غیرہ بالقتل اما لضعف بدنہ لضعف
قلبه اولقله هدايته اليه فيحتاج الى الا نابة الا انه
لا بد من حضوره عند الاستيفاء لما ذكرنا فيما تقدم
ص ۳۳۲ میں ہے لا يجوز للوكيل استيفاء القصاص
مع غيبة الموكل لاحتمال ازالة الغائب قد عفا وكان في
اشترط حضرة الموكل وجاء الحفوة عند معاينة
حلول العقوبة بالقاتل۔ وقد قال الله تعالى وان تعفوا

رسالت کا منکر ہے۔

رد مختار جلد (۳) ص ۳۱ کتاب الجہاد باب المرتد میں ہے
فلو قال لا اله الا الله لا يحكم باسلامه لا نه منكر
الرسالة ولا يمتنع عن هذه المقالة ولو قال اشهد ان
محمد رسول الله يحكم باسلامه لا نه يمتنع عن هذه
الشهادة فكان الاقرار بهاد ليل الايمان بدل الاع
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زندیق منافق
دوسرے لحد میں کیا سرق ہے۔

الجواب

زندیق اس کو کہتے ہیں جو خدا کے لئے شریک بنے اور
اس کی حکمتوں کا انکار کرے یا اس کے وجود کی نفی کرے منافق وہ
ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کرے اور دھرم
وہ ہے کہ جو انکار رسالت کیساتھ جو اذیتاں عالم کی نسبت خدا کے پاک
کے طرف نہ کرے بلکہ ان کو زمانہ کے طرف منسوب کرے۔ اور ملحد وہ
ہے کہ شریعت مستقیمہ کو چھوڑ کر کفر کی کسی جہت کے طرف مائل ہو جائے
رد مختار جلد (۲) کتاب الجہاد باب المرتد ص ۳۲ میں ہے

قال العلامة کمال باشا فی رسالته الزندیق فی لسان العرب يطلق
على من ينفي الباري تعالى وعلى من ينبت الشريك وعلى من ينكر

حکمتہ

اس کے بعد ہے والفرق بین الزندق والمناق و
الدھری والممجد مع الاشارة في البطان الكفران المنا
غير معترف بنبوۃ نبینا صل اللہ علیہ وسلم والدھرے
کذلک مع انکارۃ الحوادث الی الصانع المختار سبحانہ وتعالیٰ
والممجد وهو من مال عن الشریعة القویم الی جهة من جهة
الکفر واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مومن
گنہگار مرتے دم توبہ کرے تو کیا اس کی توبہ مقبول ہوگی۔ اسی طرح اگر
کوئی کافر مرتے دم ایمان لائے تو کیا اس کا ایمان مقبول ہوگا۔

الجواب

مومن اگر مرتے دم توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول ہوگی مگر کافر
اگر غرغره کی حالت میں ایمان لائے توبہ ایمان مقبول نہیں ہے۔
در مختار مطبوعہ برعاشیہ۔ ردالمحتار جلد ۳ کتاب الجہاد باب المرتد
میں ہے وتوبۃ الیاس مقبولة دون ایمان الیاس
ردالمحتار میں ہے واما ایمان الیاس فمذہب اهل الحق
انہ لا ینفع عند الغرغرة ولا عند معاشیة عذاب الاستئصال

علمیہ ہونے کا کوئی حق نہیں ہے اور اگر عورتوں نے اس کو باکرہ بتایا
تو حاکم کو چاہیے کہ ہندہ کے شوہر کو قری ایک سال کی مہلت دے تاکہ
وہ علاج وغیرہ کے ذریعہ خود کو قادر بنالے۔ اگر ایک سال گزر جانے کے
بعد بھی ہندہ باکرہ ثابت ہو تو حاکم کو چاہیے کہ دونوں میں تفریق کرے
اگر ہندہ یہ کہے کہ اس کا بکرہ کسی اور وجہ سے زائل ہو گیا ہے تو ایسی
حالت میں بھی اس کے شوہر کو قسم دیجائے۔ اگر شوہر قسم کھالے تو پھر
ہندہ کو اس سے علمیہ ہونے کا حق نہیں ہے۔

در مختار کے باب الغنین میں ہے (ولو ادعی الوطی وانکرته
فان قالت امرأۃ ثقة) والثنتان احوط (ہی بکر) بان قبول
علی الجدا راوید خل فی فوجھا مخ بیضۃ (خیرت) فی مجلسھا
(وان قالت ہی ثیب) او کانت ثیبۃ (صدق بحلفہ)

اس کے بعد ہے (کما) بصدق ولو وجدت ثیباً وزعمت
نروال عذر تھا بسبب اخراج و طہۃ کا صبعہ مثلاً
دوسری جگہ ہے (ولو وجدتہ عنیناً او خصیاً اجل
سنۃ قمریۃ فان وطئ مرۃ) فیہا (والا بان بالتفریق
بطلبھا واللہ اعلم بالصواب



کتاب الجہاد

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص رسول و نبی ہونے کا دعوائے کرتا ہے اور اپنے پروردگار کو بھیجنے کے لئے لوگوں کو کہتا ہے کہ ایسا شخص شرعاً کافر ہے یا مسلم۔

الجواب

ایسا شخص کافر ہے عالمگیری جلد ۲ (۲۶۳) کتاب الجہاد میں ہے وکن لک لو قال انا رسول الله او قال بالفارسية من پیغمبر مرید به مرید پیغامی بر مرید یفر والله اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص خود کو متحد کہتا ہے اور لا الہ الا اللہ کا قائل ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا استہرار نہیں کرتا کیا ایسا شخص مسلمان ہے یا نہیں۔

الجواب

ایسا شخص مسلمان نہیں ہے کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

الجواب

نانی چونکہ اجنبی سے نکاح کر لی ہے اس لئے اس کا حق حضانت
ساقط ہو گیا ہندہ پڑ نانی کی حضانت میں دی جائے۔

کنز الدقائق میں ہے ومن نکحت غیر محرمہ سقط حقها
بتسکین الحقائق ص ۴۲ جلد سوم باب الحضانتہ میں ہے من تزوج
من لا حق الحضانتہ بغير محرم للصغير سقط حقها۔

رد المحتار جلد دوم باب الحضانتہ میں ہے الحضانتہ تثبت
للأحم ثم الأم وان علت عند عد مراہلیۃ القرابی الفحی
ملخصاً واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکے کو قبل از
بلوغ کیا یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے ورثہ سے جس کسی کے پاس چاہے
رہے یا نہیں۔

الجواب

بچہ کو بالغ ہونے کے قبل یہ حق نہیں ہے کہ جس کسی کے پاس
چاہے رہے بلکہ حسب شریعت جس کے ذمہ اس کی نگہداشت ہے
اسی کے پاس رہنا ضروری ہے۔

در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد ۲ کتاب الطلاق
باب الحضانتہ میں ہے (ولا خيار للولد عندنا مطلقاً) ذکر اکابر

ادانتی۔

رد المحتار میں ہے (قوله لا خيار للولد عندنا) ای اذا بلغ السن الذي ينزع من الامر ياخذة الاب و لا خيار للصغير لانه لقصور عقله يختار من عنده اللعب وقد صرح ان الصحابة لم يختاروا والله اعلم بالصواب

بَابُ الْعَنِينِ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا شوہر عنین یعنی نامرد ہے جماع پر قادر نہیں ہے۔ ہندہ اس سے علیحدگی چاہتی ہے اس بارہ میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

الجواب

ہندہ کو چاہیے کہ عدالت دارالقضاء میں درخواست پیش کرے حاکم کو چاہیے کہ معتبر ایک یا دو عورتوں کے ذریعہ ہندہ کا معائنہ کرے اگر ان عورتوں نے معائنہ کے بعد ہندہ کو ثیبہ کہا تو اس کے شوہر کو قسم دی جائے اگر شوہر قسم کھالے تو پھر ہندہ کو اس سے

پرورش میں رکھے جائیں یا نہیں۔

الجواب

ماں جبکہ اجنبی سے نکاح کر لی ہے تو بچوں کو اس کی پرورش سے علیحدہ کر لینا چاہیے۔

رد مختار کے باب الحضانۃ میں ہے ولشتر طوف الحاضنة ان تكون حرة بالغة عاقلة امينة قادرة وان تخلو من زوج اجنبی واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جب بچہ کی ماں کا انتقال ہو جائے اور اس کی نانی و دادی دونوں موجود ہوں تو اسکی پرورش کا حق دونوں سے کس کو ہے۔

الجواب

نانی کو ہے۔ ہدایہ کے باب الحضانۃ میں ہے فان لم تکن له امر فام الام امدلی من ام الکلب وان بعدت۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خالد کا انتقال ہوا ایک کمسن لڑکا چار سالہ چھوڑا۔ بچہ کا نانا موجود ہے اور خالد کے خاوند کے بھائی کی زوجہ ہے ان دونوں میں حق حضانت کس کو ہے اور بچہ

کس کی پرورش و نگہداشت میں دیا جائے۔

الجواب

صورتِ مسئلہ میں چونکہ بچہ کے عصبات میں سے کوئی نہیں ہے اور نانا ذوی الارحام سے ہے اس لئے بچہ نانا کی حضانت و نگہداشت میں دیا جائے۔

رد المحتار جلد ۲ (باب الحضانتہ میں ہے ثم اذا لم یکن عصبۃ فلذوی الارحام واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے دو کن بچے ہیں بچوں کی ماں و نانی فوت ہو گئے ہیں۔ دادی اور بھوپتی زندہ ہیں۔ ان دونوں میں کون ان کی پرورش و نگہداشت کا ذمہ دار ہے

الجواب

دادی کو حق ہے۔ درمختار کے باب الحضانتہ میں ہے الحضانتہ تثبت للام ثم لأم الکلام ثم لآب وان علت۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کن کی نانی دادی پڑ نانی موجود ہیں نانی ایک اجنبی شخص سے نکاح کر لی ہے ہندہ ان تینوں میں کس کی پرورش میں دی جائے۔

شوہر سے اخراجات لیں شوہر جز معاش ہے۔ چاہتا ہے کہ ان بچوں کو اپنے پاس رکھے۔ شوہر کی بہن بچے کو مفت دودھ پلاتی ہے اور بچوں کی دادی بھوپا دونوں بلا اخراجات کے بچوں کی پرورش و نگہداشت کر رہے ہیں ایسی حالت میں کیا بچے نانا نانی کے تفویض کئے جائیں یا دادی بھوپا کے پاس رکھے جائیں۔

الجواب

جب شوہر کی بہن یعنی بچہ کی بھوپا بچہ کو مفت دودھ پلا رہی ہے اور دادی بھوپا دونوں بلا اجرت بچوں کی پرورش کر رہے ہیں اور باپ جز معاش بھی ہے تو ایسی حالت میں بچے باپ کے پاس دادی اور بھوپا کی پرورش میں رکھے جائیں نانا نانی کو نہ دے جائیں۔

رد المحتار جلد ۲ باب الحضانۃ میں ہے لو كان للاب امرأ اخت عندہ تخض الولد حناناً ولا يرضى من هو احق منها الا بالاجرة فلها ان تربيہ عند اكلاب۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حامد کمسن باپ کے انتقال کے بعد اپنی ماں سیدہ کی حضانت و پرورش میں ہے حامد کے دادا دادی عدالت میں دعوے پیش کر کے حامد کو اپنے پاس لیجانا چاہتے ہیں کیا بزائد حضانتہ ان کو ایسا حق حاصل ہے۔

الجواب

بچہ کو پرورش کرنے کے زمانہ تک حاضری یعنی پرورش کرنے والی سے جدا کرنا ممنوع ہے۔ لہذا دادا دادی کو یہ حق نہیں ہے کہ حامد کو اسکی ماں کے پاس سے علیحدہ کریں اگر ان دونوں کو بچہ کی ملاقات مطلوب ہے تو وہ خود معیذہ کے پاس جا کر بچہ کو دیکھ سکتے ہیں۔

رد المحتار کے باب الحضانۃ میں ہے اذا كانت بها الحضنة

یمنہ من اخذہ منها فضلاً عن اخراجہ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زینب کس کے اقربا میں حقیقی چچا اور دادی اور علاقائی خالہ ہے از روئے شرع ان اقربا میں کس کو زینب کی پرورش کا حق حاصل ہے اور اس کا ولی نکاح کون ہے

الجواب

حق حضانۃ دادی کو ہے اور چچا ولی نکاح ہے۔ رد مختار کے باب الحضانۃ میں ہے ثم بعد الا مرا امر الا ثم امر الاب وان علت رد المحتار کے باب الولی میں ہے۔ ثم ابن الاخر الشقیقی ثم لاب ثم العم الشقیقی۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا انتقال ہو چکے کم سن ہیں زید کی زوجہ دوسرے شخص سے عقد کر لی ہے۔ کیا بچے اس کی

یہ بچہ میراث کا مستحق ہو گا یا نہیں۔

الجواب

اس بچہ کا نسب زید سے ثابت نہیں ہے۔ اور نہ یہ ترکہ مستحق ہے۔
درمختار کے باب النسب میں ہے وثبت نسب ولد معتدة الموت
لاقل منهما من وقته اذا كانت كبرى ولو غير مدخول بها
وان ولدت لاکثر منهما لا۔

ردالمختار میں (منهما) کی شرح میں لکھا ہے (قوله لاقل
منهما) ای من سنتین واللہ اعلم بالصواب

باب الحضانة

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی عمر بارہ
سال کی ہے اس کے رشتہ داروں میں علاقائی چچا اور نانی ماموں ہیں
اس کی پرورش کس کے ذمہ ہے۔

الجواب

شرعیات میں حضانہ کی مدت لڑکے کے لئے سات سال ہے

صورتِ مسئلہ میں چونکہ زید کی عمر مدتِ حضانت سے متجاوز ہو گئی ہے اس لئے زید اس کے چچا کی نگرانی میں دیدیا جائے۔

رد المحتار جلد (۲) باب الحضانۃ میں ہے وان لم یکن للصبی اب وانقضت الحضانۃ فمن سواہ من العصبۃ ادلی الاقرب فالاقرب غیر ان الاثنی لا تدفع الا الی محرم۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زینب کم سن ہے اس کے اقربا میں حقیقی چچا اور علاقائی خالہ یعنی ماں کی علاقائی بہن ہے ان دونوں میں زینب کی پرورش کا حق کس کو ہے۔

الجواب

علاقائی خالہ کو ہے۔ درمختار کے باب الحضانۃ میں ہے ثم اری بعد الامام الامام ثم الامام الاب وان علت ثم الاخت لاب وام ثم الام ثم الاخت کذا لا یشی الا بوجہ ثم الام ثم لاب۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا انتقال ہوا۔ ایک لڑکا تین سالہ اور ایک لڑکی نو ماہ کی چھوڑی ہندہ کے ماں باب زندہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان بچوں کی پرورش خود کریں اور ہندہ کے

نہیں ہے۔

عالمگیری جلد ۱، کتاب الطلاق باب ثبوت النسب میں ہے
قال اصحابنا لثبوت النسب ثلاث مراتب الاولى النكاح
الصحيح وما هو في معناه من النكاح الفاسد والحكم
فيه انه يثبت النسب من غير دعوة ولا ينفي بمجرد النفي
ورمخا ترك كتاب الشہادۃ میں ہے ونصابها لغيرها من
الحقوق. سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق ووداع
ووصية واستهلال صبي ولو للارث رجلان او رجل
وامرأتان۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں خالد نے عمرو کو اپنا
فرزند بیان کر کے انتقال کیا عمرو کا نسب بکر سے ثابت ہے کیا عمرو
بکر کا مندرزند ہوگا یا خالد کا۔

الجواب

جبکہ عمرو کا نسب بکر سے ثابت ہے تو اب خالد کا اس کو اپنا فرزند
سمجھنا لغو ہے۔

عالمگیری جلد ۴، کتاب الاقرار باب الاقرار بالنسب میں ہے
يصح اقرار الرجل بالولد بشرط ان يكون المقر له بحال يولد
مشد مثله وان لا يكون انقر له ثابت النسب من غيره

واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بکر کو اپنا فرزند بنانا کر کے انتقال کیا بکر کی ماں ہندہ کہتی ہے کہ بکر میرا والد کا زید کے لطف سے ہے مگر زید کا میرے ساتھ عقد نہیں ہوا کیا بکر زید کا فرزند ہوگا اور اس کے ترکہ سے حصہ پائے گا۔

الجواب

بکر کی ماں ہندہ چونکہ زید کے ساتھ اپنا نکاح ہونے سے انکار کرتی ہے اس لئے بکر کا نسب زید سے ثابت نہیں ہوگا اور نہ بکر زید کے ترکہ سے حصہ پائے گا اگر ہندہ اپنے بیان سے رجوع کر کے نکاح کا اقرار کرے تو پھر بکر زید کا فرزند ہوگا اور ترکہ بھی پائے گا۔

عالمگیریہ جلد (۴) کتاب الدعویٰ فصل ثانی میں وکذا لث لہ

ادعی الرجل النکاح وادعت المرأة انه من الزنا لم یثبت النسب فان عادت الى التصدیق یثبت نسبه منه کذا فی المحادی واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا انتقال ہوا اسکی زوجہ ہندہ بروقت انتقال چار ماہ کے عمل کا اقرار کی اور انتقال سے چار سال تین ماہ بعد بچہ جنم کیا اس بچہ کا نسب زید سے ثابت ہوگا اور

واقارب نہیں ہیں تو بیت المال سے اس کا نفقہ دیا جائے۔

عالمگیری جلد (۱) باب النفقة فصل خاص میں ہے والنفقة لكل ذي رحم محرم إذا كان صغيراً فقيراً أو كان امرأة بالغة فقيرة أو كان ذكراً فقيراً زماً أو اعشى ويجب ذلك على قدر الميراث ويجبر عليه كذا في الهداية۔

اس کے کچھ بعد ہے وتجب نفقة الأناث الكبار من ذوي الأرحام وإن كن صحیحات البدن إذا كان هن حاجة إلى النفقة كذا في الذخيرة

روالمتمار جلد (۲) باب العشر مطلب فی بیان بیوت المال

میں ہے واما الزايع فمصرفه المشهور هو اللقيط الفقير والفقراء الذين لا ولياء لهم فيعطى منه نفقتهم وادويتهم وكفنتهم وعقل جنايتهم كل في الزيلعي وغيرها وحاصله ان مصرفه الحاجزون الفقراء والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ شوہر کی وفات کے بعد عدت موت ختم ہونے تک زوجہ کا نفقہ کیا شوہر کے متروکہ سے دیا جائیگا یا نہیں۔

الجواب

عدت موت کا نفقہ زوج کے مال سے نہیں دیا جائیگا زوجہ کو

چاہیے کہ ختم عدت تک خوراک کا انتظام اپنی ذات سے کر لے۔
 ردالمحتار جلد (۲) باب النفقہ میں ہے (لا تجب النفقۃ
 بانواعها) لمعتدة موت مطلقاً) ہر ایسے کے باب النفقہ میں ہے
 لا نفقۃ، للمتوفی عنہا زوجہا لان اجتبا سہا لیس لہ الزوج
 واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ اثْبُوتِ النَّسَبِ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید عمر کو اپنا فرزند
 بیان کیا اور دو گواہ نے یہ شہادت دی کہ عمر کی والدہ کا نکاح عمر
 کی ولادت کے بعد زید سے ہوا ہے کیا اس شہادت کے بعد زید کو
 سیاہہ نکاح بھی پیش کرنا چاہیے یا نہیں۔

الجواب

جبکہ عمر کی والدہ کا نکاح اس کی ولادت کے قبل زید سے ہونا
 دو معتبر گواہوں سے ثابت ہو گیا ہے تو عمر کا نسب زید سے شرعاً
 ثابت ہے۔ اس کے بعد ثبوت نسب کے لئے سیاہہ پیش کرنے کی حاجت

النفقة سواء اصابتها هذا العارض بعد ما انتقلت الى بيت الزوج او قبل ذلك اذا لم تكن مانعة بعين حق كذا في المحيط - وان نقلت وهي صحيحة ثم مرضت في بيت الزوج مرضاً لا تستطیع معه الجماع لم تبطل نفقتها بخلاف كذا في البدائع -

رد المحتار جلد ۲، کتاب النکاح باب العینین میں ہے
ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الاخر فاحشا کجنون وجذام
وبرص ورتق وقرن والله اعلم بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے انتقال کے بعد اس کی منکوحہ کا نفقہ زید کی دوسری زوجہ کی اولاد پر لازم ہے یا نہیں -

الجواب

باپ کے انتقال کے بعد اس کی منکوحہ یعنی علاقہ ماں کا نفقہ اولاد پر لازم نہیں ہے - اگر باپ زندہ اور تنگ دست ہو تا اور اس کو خدمت کے لئے ایک خادمہ کی ضرورت ہوتی تو اس وقت اولاد پر لازم ہوتا کہ خادمہ کی حیثیت سے علاقہ ماں کا نفقہ ادا کریں بدائع صنائع جلد (۴) ص ۳۲ فصل نفقہ الاقارب میں ہے
ولا تجب علی الابن نفقة منکوحه ابيه لانها اجنبیه عنده

الا ان يكون الاب محتاجا الى من يخدمه فيجب عليه نفقة امرأته لانه يوم يخدمه الاب بنفسه او بالاجار والله اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خالد کا انتقال ہوا زوجہ فاطمہ شعیب فرزند چھوڑا خالد کا باپ ولید بھی موجود ہے شعیب فرزند زید کا نفقہ کس پر لازم ہے۔

الجواب

شعیب کا نفقہ دو حق ہے اس کے دادا ولید کے ذمہ ہوگا اور ایک حق والدہ فاطمہ کے ذمہ ہوگا۔

رد مختار جلد (۲) باب النفقة میں ہے اذا مات الاب فالنفقة على الام والجد على قدر ميراثهما اذ لا خلاف في ظاهر الرواية والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شوہر کے انتقال کے بعد زوجہ کا نفقہ کیا شوہر کے ورثہ کے ذمہ ہے یا نہیں۔

الجواب

شوہر کے انتقال کے بعد زوجہ کا نفقہ شوہر کے ورثہ کے ذمہ نہیں ہے بلکہ زوجہ کے ورثہ پر ہے اگر زوجہ کے ورثہ میں عین عزیز

اس کا نفقہ واجب نہیں ہے۔

در مختار کے باب النفقہ میں ہے ولو ہی فی بیت ابیہا اذالم
یطالبہا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی۔

اسی باب میں ہے وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی ^{نکاح}
حتی تعود۔ زوجہ کی دوا حصر ج اور طبیب کی فیس شوہر پر لازم
نہیں ہے۔

در مختار کے باب النفقہ میں ہے کما لا یلزم مد او اھار والاحتما
میں اسی جگہ ہے ای اتیانہ بد واعر المرض ولا اجرة الطبیب
ولا الفصد ولا الحجامة ہند یہ عن السراج واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کے شوہر کا
انتقال ہو گیا۔ ہندہ کو ایک شیر خوار فرزند ہے۔ ہندہ بوجہ افلاس
وشکستگی بچہ کو دودھ پلانے اور پرورش کرنے کے مصارف بچہ کے
دادا سے طلب کرتی ہے اور دادا مالدار بھی ہے کیا شرعاً ہندہ کو
ایسا حق حاصل ہے۔

الجواب

باپ کے انتقال کے بعد جبکہ بچہ مالدار نہ ہو اور اس کے
سرپرستوں میں دادا اور ماں ہوں تو اس کی پرورش ان دونوں کے
ذمہ رہے گی کہ اس کے مصارف کے تین حصے کئے جائیں۔ ایک حصہ

ماں ادا کرے اور دو حصے داد اسے لئے جائیں۔ پس صورت مسئلہ میں مہنہ
اٹا بچہ کو دودھ پلانے کے لئے جس قدر ماہوار لیتی ہے اور بچہ کو لباس وغیرہ
میں جو کچھ صرف ہوگا اس مجموعہ کا تیسرا حصہ ماں کے ذمہ رہے گا باقی دو
حصے داد اسے وصول کر کے ماں کو دیا جائے۔

در مختار کے باب النفقہ میں ہے فی الخانیۃ لہ امر و ابواب
فکاثرہما۔

رد المحتار میں ہے ای اثلاثا کان کلہما وارثا لیتما
میں دوسری جگہ ہے ففی امر و جد کاب تجب علیہما اثلاثا فی
ظاہر الروایۃ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کو جذام ہو گیا
ہے شوہر اس سے نفرت کرتا ہے اور نفقہ نہیں دیتا۔ کیا ایسی حالت میں
ہندہ نفقہ پانے کی مستحق نہیں ہے اور کیا نکاح فسخ ہو جائیگا۔

الجواب

زوجہ مرض کی وجہ سے نفقہ شرعیہ سے محروم نہیں ہو سکتی اور
نہ دونوں کو یہ حق ہے کہ مرض کی وجہ سے فسخ نکاح کریں۔

عالمگیری جلد ۱ کتاب النکاح باب النفقہ میں ہے المرأة
اذا كانت رتقاء او قریناً او صارت مجنونۃ او اصابتها بلاء
ممنع من الجماع او کبرت حتی لا یمن وطؤھا سجد کہ کبرھا کان لها

در مختار کے باب الخلع میں ہے لیشتر طافی قبولہا علیہا
بمعناہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ کو
طلاق دیا مگر بعد اطلاق میں شک ہے کہ دو دیا ہے یا تین اس بارے میں
حکم شرعی کیا ہے بیان فرمایا جائے۔

الجواب

صورت مسئلہ میں زید کی زوجہ پر صرف دو طلاق واقع ہونگے
عالمگیری جلد دوم باب ایقاع الطلاق میں ہے۔ وفي نواجر ابن
سماعة عن محمد رحمه الله تعالى اذا شك في انه طلق واحدة او
ثلاثاً فظني واحدة حتى يستيقن او يكون اكبر ظنه على خلافه
والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ
کو تشہ کی حالت میں کہا کہ تو میری ماں ہے اور میں تیرا بیٹا ہوں۔ کیا اس
لفظ سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

الجواب

اس لفظ سے طلاق نہیں ہوتی مگر ایسا کہنا مکروہ ہے۔ در مختار
کے باب الطلاق میں ہے۔ (ردان نوی بابت علی مثل امی برا اظہاراً

او کلاً حاصحت نیتہ۔ والا) ینوشیئاً او حذف الکاف (لغا)
اُسی جگہ رد التمار میں ہے (قوله او حذف الکاف) بان
قال انت اخی۔

دوسری جگہ لکھا ہے۔ ویکرہ قوله انت اخی۔ واللہ اعلم
بالصواب

بَابُ النِّفْقَةِ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زوجہ اپنے ماں باپ
کے گھر میں رکہر شوہر سے نفقہ لیسکتی ہے یا نہیں۔ اور اگر بیمار ہو جائے
تو طبیب کی فیس اور دو کے اخراجات شوہر کے ذمہ ہوں گے یا
والدین کے۔

الجواب

شوہر اگر نفقہ دینے کے وعدہ سے زوجہ کو ماں باپ کے گھر
میں جھوڑا ہے تو شوہر پر زوجہ کا نفقہ لازم ہے اور اگر زوجہ بلا وجہ
شرعی شوہر کی مرضی کے خلاف ماں باپ کے پاس بیٹھی ہے تو زوج پر

حکمی فتویٰ شمس الاسلام کذا فی الذخیرۃ واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ کو تین طلاق دیا اور تحلیل بھی کرائی اب اس کو پھر نکاح کرنا چاہتا ہے کیا زوج ثانی کے طلاق کے بعد پھر عدۃ کی ضرورت ہے۔ اور عدت کس کو کہتے ہیں اور کیا طلاق اول کے لئے بھی عدت لازم تھی۔

الجواب

ہر طلاق کے لئے عدۃ لازم ہے۔ عدۃ غیر حاملہ کے لئے تین حیض ہیں اور حاملہ کے لئے وضع حمل اور جس کو حیض نہیں آتا اس کے لئے تین ماہ ہیں۔ کنز الدقائق کے باب الرجعة میں ہے وینکح مبانۃ فی العدۃ وبعدھا کالمبانۃ بالثلث لوحرة وبالثلثین لوامۃ حتی یطأھا غیریہ ولومرأھا قابنکاح صحیح و تمضی عدتہ۔

باب العدۃ میں ہے وعدۃ الحرة الطلاق او الفسح ثلاثۃ اقراء ای حیض او ثلثۃ اشهر ان لم تحض والموت اربعۃ اشهر وعشراً واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید عمرو کو مجبور کیا کہ وہ اپنی زوجہ مدخلہ بالغہ سے خلع کرے اور برابر امر زوجہ کے غائبانہ عمرو سے جبراً حلف نامہ لکھوا لیا کیا یہ خلع واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب

اگر عمر و اپنی زبان سے خلع کا لفظ نہیں کہا ہے تو جبراً لکھوانے سے خلع نہیں ہوتی اور اگر زبان سے کہا پھر حلق نامہ لکھا ہے تو ایسی صورت میں خلع کی خبر پہنچے ہی زوجہ اگر خلع کو قبول کرے تو خلع ہو جائی بشرطیکہ زوجہ خلع کا مطلب سمجھتی ہو اور اگر قبول نہ کرے تو خلع نہیں ہوگی۔ عالمگیری جلد ۱۱ فصل فی الطلاق باب الکتابۃ میں ہے حل اکوہ بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امرأۃ فلا نہ بدت فلان فکتب امرأتہ فلا نہ بدت فلان طایق لا تطلق امرأتہ کن فی فتاویٰ قاضی خاں

رد المحتار جلد ۲ کتاب الطلاق میں ہے ولو کان هو المکره علی الخلع علی الف حرهم وقد دخل بها وحی غیر مکرهة وقم الخلع ولزمها الالف

اور باب الخلع میں ہے واما ابقاع الخلع باکر الفصحیح

اور ص ۵۷ میں ہے وعبارۃ البدائم ولا یشترط حضور

المراة بہن یتوقف علی ما وراء المجلس حتی لو كانت غائبة فبلغها فلها القول لکن فی مجلسها لانه فی جانبها معاوضۃ

ص ۵۸ میں ہے فی البزازیۃ وان لم یضمن توقف علی

قبولها فی حق المال قال وھذا دلیل علی ان الطلاق واضح وقیل لا یقع الا باجازھا۔

عالمگیری جلد ۱، کتاب الطلاق باب طلاق بالشرط میں ہے
 الفاظ الشرطان واذا ففی هذه الا لفاظ اذا وجد الشرط
 انحلت الیمین وانحلت لانها لا تقتضی العموم والتکرار
 فوجود الفعل مرة ۱۰ تم الشرط وانحلت الیمین والله اعلم
 بالصواب =

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید عمر کی لڑکی سے
 عقد کرنا چاہتا ہے مگر عمر یہ کہتا ہے کہ میں لڑکی اُس وقت دیتا ہوں کہ تو
 ایک تحریر اس طرح لکھ دے کہ تیری موجودہ زوجہ ہندہ میری لڑکی کی
 پوری اطاعت کیسے در صورت خلاف ورزی میری لڑکی کو اختیار
 ہوگا کہ ہندہ کو تیرے طرف سے طلاق منقطعہ دیدے۔ کیا زید کو اس قسم
 کی تفویض کا حق حاصل ہے اور کیا ہندہ ایسی طلاق سے مطلقہ ہو جائے گی

الجواب

اگر کوئی دوسرے شخص کو اپنی زوجہ کو طلاق دینے کے لئے مکمل
 بنا دے اور یوں کہے کہ اگر تو چاہے تو میری زوجہ کو طلاق دیدے تو
 درست ہے۔

بدائع صنائع جلد ۳ ص ۲۲ کتاب الطلاق میں ہے فان قید
 بالمشیۃ بان قال طلق امرأتی ان شئت فهذا تمليك عند
 اصحابنا المشائۃ مگر صورت مسئلہ میں زید اپنا حق تطلیق جو عمر کی

لڑکی کو غیر شہر و مع و بہم شرط پر دے رہا ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ سوتن پر سوتن کی اطاعت شرعاً فرض نہیں ہے۔ بلکہ حکم شرع یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجگان کے درمیان عدل کر لے لے ہر ایک کو نفقہ و سکنی وغیرہ میں برابر رکھے اگر ایسی تعدیل اُس سے نامکن ہے تو چاہئے کہ ایک ہی زوجہ نکاح میں رکھے متعدد نہ کرے جیسا کہ آیہ کریمہ و ان خفلتان لا تعدوا افراداً سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خالد کی زوجہ ہندہ خالد سے کہی کہ میرا کوئی تصفیہ کر دو خالد کہا کہ جا تجھے میں تین طلاق۔ اتنا کہا تھا کہ ایک تیسرے شخص نے کہا کہ یہ کیا کرتے ہو یہ سُکر پھر خالد کہا کہ دیدیا۔ کیا اس صورت مسئلہ میں طلاق واقع ہوئی۔ اگر ہوئی تو کونسی کیا اب دونوں میں زوجیت کا تعلق باقی رہا یا نہیں

الجواب

صورت مسئلہ میں ہندہ پر تین طلاق واقع ہو گئے اب دونوں زوجیت کا تعلق باقی نہیں ہے۔ ہندہ کو چاہئے کہ خالد سے علحدہ ہو جاوے اور پردہ کرے۔

عالمگیری جلد ۱، کتاب الطلاق باب ثانی میں ہے ولو قالت لزوجھا طلقنی ثلاثاً فاراد ان يطلقھا فاخذ انسان فمسه بیدہ فلما رفع بیدہ قال داد مرھا فانت طلق ثلاثاً۔ ھکذا

واما وقوعه بلفظة الاولى فلان المصدر يذكروا به
الاسم يقال الرجل عدل اى عادل بمنزلة قوله انت
طالق وعلى هذا القول انت طالق يقع الطلاق به ايضا ولا
يحتاج فيه الى النية

فتح القدير جلد (۳) باب ايقاع الطلاق میں ہے قلنا المراد
ان المصدر حيث استعمل كان ارادة طالق به هو الغالب
فيكون صريحاً في طالق الصريح فيثبت له حكم طالق - والله
اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ غیر خولہ
وغیر خلوت شدہ وغیر مجبوسہ عند الزوج کو طلاق دیا ہے یعنی نکاح کے
بعد زید نے زوجہ سے نہ خلوت کی اور نہ اس سے صحبت کی زوجہ زید
کے گھر آئی ایسی حالت میں زید اس کو طلاق دیدیا اور چند روز کے بعد
انتقال کیا کیا زوجہ پر عدت لازم ہے اور کیا اس کو مہر ملے گا۔ اور کیا یہ
متروکہ پائے گی اور قبل طلاق کیا یہ نفقہ کی مستحق تھی۔ اگر مہر ملے گا تو
کس قدر بیان فرمایا جائے۔

الجواب

جس عورت کو صحبت کرنے کے قبل طلاق دیا جائے اس پر
عدت لازم نہیں ہے۔ عالمگیری جلد (۱) باب العدة میں ہے اربع

من النساء لا عدة عليهن المطلقه قبل الدخول الخ
زوجہ زید کے مال سے نصف مہر پانے کی مستحق ہے۔

عالمگیری جلد ۱۱ باب المہر میں ہے وحب نصفہ بطلاق
قبل وطء اوخلوة زوجہ قبل طلاق اگر بلا وجہ شرعی زید کے پاس
جانے سے باز رہی ہے تو زید پر اس کا نفقہ لازم نہیں ہے۔

عالمگیری جلد ۱۱ باب النفقہ میں ہے واما اذا كان الامتناع
بغير حق بان كان اوفاها المهر او كان المهر موجلا او وبتة
منه فلا نفقة لها۔ صورت مسئلہ میں چونکہ زوجہ شوہر کی وفات
کے قبل رشتہ زوجیت سے علیحدہ ہو گئی ہے اس لئے زید کے متروکہ سے
حصہ پانے کی مستحق نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ ہندہ
سے کہا کہ اگر تو میری فلاں چیز فلاں تاریخ تک نہ لائے تو تجھے طلاق ہے
ہندہ اس چیز کو تاریخ مذکور تک نہیں پہنچائی کیا ہندہ پر طلاق واقع ہوگی
یا نہیں۔

الجواب

طلاق بالشرط شرط کے پائے جانے سے واقع ہو جاتی ہے صورت
مسئلہ میں تاریخ مذکور تک چونکہ زوجہ نے زوج کی فرمائش پوری نہیں
کی ہے اس لئے زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی۔

قاضی خاں کے کتاب الطلاق شمل کتابیات میں درج ہے۔
 الطلاق بالغارسیہ فقال حصت یازد اشتمت و نون
 الطلاق قال بعضهم هو تفسیر۔ قوله خلعت سبیلک
 لا یقع الطلاق ما لم یزوا اذا نوى یقع واحدة رجعیة
 وقال بعضهم هو تفسیر قوله طلقک یقع الطلاق
 بلا نية وتكون رجعیة وقال الفقیه ابو الیثیر الشیخ
 الامام ابو بکر محمد بن الفضل رحمه الله تعالى یقع واحدة
 بائنة ولا یصدق انه لم یزوا الطلاق وعلیه الفتویٰ والله
 اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شوہر پر جبر کر کے اگر
 طلاق لکھوالی جائے تو کیا طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں۔

الجواب

جبراً اگر طلاق لکھوائی جائے تو یہ طلاق واقع نہیں ہوتی بجز الرائی
 مصری جلد (۳) ص ۲۲ کتاب الطلاق میں ہے لواءکہ علی ان یکتب
 طلاق امرأته فکتب لا نطق لان الکتابۃ اقیمت مقام العبارۃ
 باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا لکن فی الخانیة وفي البرازیل اکره
 علی طلاقها فکتب فلانة بنت فلان طالق لم یقع۔ والله
 اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ کو تین دفعہ طلاق دیا کہ کیا اس لفظ سے طلاق ہوئی اگر ہوئی تو کتنی۔

الجواب

طلاق کا لفظ جبکہ متعدد بار زبان سے نکالا جائے لفظ کی تعداد کے موافق طلاق واقع ہوگی صورت مسئلہ میں چونکہ زید نے تین دفعہ طلاق دیا کہ اس لئے ہندو پر تین طلاق واقع ہوئے۔

عالمگیریہ جلد ۱ کتاب الطلاق باب صریح الطلاق میں ہے
متی کو رد لفظ الطلاق بحرف الواو وبخیر حرف الواو یتحد
الطلاق وان عنی بالثانی الاول لم یصدق فی القضاء واللہ
اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خالد اپنی زوجہ کو طلاق طلاق طلاق کہا کیا محض لفظ طلاق یعنی مصدر کے استعمال سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں۔

الجواب

طلاق واقع ہونے کے لئے اسم فاعل کا صیغہ استعمال کرنا ضروری نہیں ہے مصدر کے لفظ سے بھی بلا نیت طلاق واقع ہو جاتی ہے۔
ہدایہ مجتہبائی جلد ۱ (۱) ص ۳۴۳ باب ایقاع الطلاق میں ہے

بیمینہ حیث لا بینة للزوجة علی دعواها الطلاق
واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے
خسر کو لکھا کہ میں تمہاری دختر کو طلاق دیدیا۔ مہر وغیرہ کے متعلق عد
دار القضاہ سے تصفیہ کر سکتے ہو خسر نے اس تحریر کی اطلاع اپنی
دختر کو نہیں دی مطلقہ طلاق کے قبل سے اپنے باپ کے پاس مقیم ہے
کیا یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب

زوجہ جبکہ طلاق کے وقت اپنے باپ کے پاس مقیم ہے اور
وہی اس کے ضروریات کا کفیل ہے تو اس طلاق نامہ کا اس کے
باپ کو بلحاظ طلاق واقع ہونے کے لئے کافی ہے۔

عالمگیری جلد ۱۱ کتاب الطلاق فصل سادس میں ہے
ولو کتب الی امرأته اذا جاءك کتابی هذا فانت طالق
ووصل الكتاب الی ابیہا فاخذ الاب ومزق الكتاب
ولم یذفعہ الیہا ان کان الاب متصرفا فی جمیع امورہا
فوصل الكتاب الی ابیہا فی بلدہا وقع الطلاق۔ واللہ
اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ زید اپنی زوجہ ہندہ سے کہا کہ اگر تو چاہتی ہے تو طلاق - طلاق - طلاق - ہندہ طلاق نہیں چاہی اور مجلس درخواست ہو گئی کیا ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر واقع ہوئی تو کونسی - بینو اتوجروا -

الجواب

صورت مسئلہ میں چونکہ طلاق ہندہ کے چاہنے پر موقوف تھی اور ہندہ اس مجلس میں طلاق نہیں چاہی اس لئے طلاق واقع نہیں ہوئی رد مختار جلد (۲) کتاب الطلاق فصل فی الشیء میں ہے لَوْ قَالَ لَهَا انْتَ طَائِقٌ ثَلَاثًا اِنْ شِئْتَ فَخَالَفْتَ لَمْ يَقَعْ شَيْءٌ اِسی صفحہ میں ہے ومشییہا تقتصر علی المجلس - واللہ اعلم بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ زید حاضرین مجلس کے روبرو یہ لکھ دیا کہ میں اپنی زوجہ سے دست بردار ہو گیا کیا یہ تحریر طلاق واقع ہونے کے لئے کافی ہے -

الجواب

اگر کوئی زوجہ سے یہ کہے کہ میں تجھ سے دست بردار ہو گیا تو اس قول سے ایک طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے -

فمنها خرجي واذهبى وقومى واستبرى رحمك انت واحدة
انت حرة اختارى امرك بيدك سرحتك فارقتك لا يحتلى
المسب والرد ففي حالة الرضا اى غير الخضب المذكرة تنقض
الاقسام الثلاثة تأثيراً على نية الاحتمال - والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید غصہ کی حالت میں
اپنی زوجہ کو ایک یا دو طلاق دیا جس کو ایک سال کا عرصہ ہوا کیا اب
رجوع ہو سکتا ہے -

الجواب

صورت مسئلہ میں چونکہ طلاق کے بعد عدۃ بھی گزر گئی ہے
اس لئے رجوع نہیں ہو سکتا زید کو چاہیے کہ زوجہ سے نکاح ثانی کر لے
کنز الدقائق کے باب الرجعة میں ہے وینکھ مبانه فی الحدة
وبعد ها والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طلاق رجعی میں
اندر ون عدۃ زوج کیا بلارضامندی زوجہ کے رجوع کر سکتا ہے یا
رضامندی شرط ہے -

الجواب

رجعت کے لئے زوجہ کی رضامندی شرط نہیں ہے زوج

زوجہ کی ناراضی کی حالت میں بھی رجوع کر سکتا ہے۔

عالمگیری جلد (۱) باب سادس میں ہے واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدل تمارضيت بذلك او لم ترضى كذلك في الهداية والله اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ زوجہ کا بیان ہے کہ زوج طلاق دیا ہے مگر اس کی صحیح تعداد یاد نہیں۔ اور اس بیان کے ثبوت میں ~~زوجہ~~ کے پاس کوئی شہادت بھی نہیں ہے زوج کو طلاق دینے سے انکار ہے اور اس پر حلف بھی کرتا ہے ایسی حالت میں کیا زوج کا قول معتبر ہوگا یا زوجہ کا۔

الجواب

جب زوجہ طلاق کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس بیٹہ شریعی نہ ہو اور زوج کو طلاق سے انکار ہو اور انکار پر حلف بھی اٹھا لے تو ایسی حالت میں شرعاً زوج کا قول معتبر ہے۔

فتاویٰ مہدویہ مصری جلد (۱) ص ۱۷۱ کتاب الطلاق میں ہے

سئل في رجل حصل بينه وبين صهره مشاجرة ومناشاة فادعت زوجته بانه طلقها عناداً مع نه وجها فانكر دعواها فهل اذا لم تقرر عليه بينه بالطلاق يكون القول قوله بمينه في عدم اطلاق المدعى به وعليها طاعته (اجاب) القول للزوج

(و تَجِبَ النِّفْقَةُ) بانواعها علی الحر (لطفله) یعم الانثی والجمع
 (الفقیر) الحر فان نفقة المملوک علی مالکک والغنی فی مالکها
 فلو غائباً ف علی الاب

رد المحتار میں ہے (قوله الفقیر) ای ان لم يبلغ حد الکسب
 فان بلغه کان للاب ان یؤجره او یدفعه فی حرفة لیکسب
 ویفتق علیه من کسبه لو کان ذکر انجلجحت الانثی ص ۳۲
 باب الکنایات رد المحتار میں ہے نحو اخرجنی قومی اذهبی سرّاً
 ینصحه - خلیة بریة سباً صلح - واستبرغی اعتدی جواباً قد خلت
 فالاول القصد له دوماً لزم - والثالث فی الغضب والرضا
 اذ ضبط - لا الذکر والثالث فی الرضا فقط والله اعلم بالصواب
 استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ کے
 پاس طلاق نامہ تحریری روانہ کیا جس پر زید کی اور چند گواہوں کی دستخط
 تھی جب زید سے اس بارہ میں بالمشافہ دریافت کیا گیا تو طلاق نامہ لکھنے
 سے قطعاً انکار کیا اور گواہوں نے بھی اپنی دستخط سے انکار کیا کیا ایسی
 حالت میں زید کی زوجہ شہراً مطلقہ سمجھی جائے گی یا نہیں۔

الجواب

صورتِ مسئلہ میں زید کی زوجہ کو چاہیے کہ عدالت دارالقضاء
 میں زید کو طلب کر کے قاضی کے روبرو اس انکار پر حلف دلوائے۔ اگر زید

قسم کھالیا تو پھر زوج و زوجہ کے درمیان زوجیت کا تعلق باقی رہے گا اگر قسم کھانے سے انکار کرے تو طلاق واقع ہوگئی۔ ہدایہ خیرین مصطفائی کے ص ۱۹ کتاب الدعویٰ باب الیمن میں ہے و اذا ادعت المرأة طلاقاً قبل الدخول۔ بین السطور لکھا ہے او بعد الدخول کذا فی نتائج الافکار۔ استحلاف الزوج فان نکل ضمن نصف المهر فی قولہم جمیعاً واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا شوہر ایک جگہ ملازم تھا۔ بے عنوانی کی وجہ سے فرار ہوا اور جاتے وقت اپنی زوجہ سے کہا کہ میں تم کو چھوڑ دیا۔ اب میں جاتا ہوں نہیں معلوم کہ مرتا ہوں یا زندہ رہتا ہوں۔ اب تم کو اختیار ہے کہ میرے ماں باپ کے پاس رہو یا کہیں چلے جاؤ اب تم مجھ سے بے دخل ہیں۔ یہ الفاظ کہہ کر روانہ ہو گیا کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب

یہ الفاظ طلاق کنائی کے ہیں۔ صورت مسئلہ میں شوہر ان الفاظ کو جس وقت زبان سے نکالا ہے اُس وقت نہ تو غصہ کی حالت تھی اور نہ طلاق کا کوئی ذکر تھا اس لئے جب تک صاف یہ نہ معلوم ہو کہ شوہر کی نیت زوجہ کو طلاق دینے کی تھی ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ درمختار کے کتاب الطلاق باب الکنایات میں ہے

ہر شخص سے عذر کر سکتی ہے ورنہ نہیں۔

بحر الرائق جلد (۳) فصل فی الاموالید میں ہے ولا یخفی ان ہذا کلامہ اذا کان التقویض منجراً اما اذا کان معلقاً بالشرط فلا یصدی الامربیدھا الا اذا جاء الشرط فحينئذ یعتبر مجلس العلم ان کان مطلقاً والقبول فی ذلک المجلس لیس بشرط لکن یرتد بالود واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سئلہ میں کہ زید کی دیڑ سوروپیہ ماہانہ آمدنی ہے اور اس کے دو زوجہ ہیں پہلی زوجہ کے بطن سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا جو ان و ملازم ہے۔ دوسری زوجہ کو اولاد نہیں ہے زید پہلی زوجہ کو ماہانہ ایک سو بیس روپیہ دیتا ہے اور دوسری زوجہ کو تیس روپیہ دیتا ہے جس میں خود کے بھی خورد و نوش کے مصارف شامل ہیں۔ زید کا بیان ہے کہ پہلی زوجہ کا حق زیادہ ہے اور دوسری کا اس کے مقابل کم ہے اور زید کبھی دفعہ دوسری زوجہ سے یہ کہا ہے کہ میں تجھ کو چھوڑ دیتا ہوں چلی جا۔ کیا زید کا یہ فعل شرعاً درست ہے اور کیا زوجہ اس قول سے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے۔

الجواب

زید کے دونوں زوجہ اگر ایک ہی حیثیت کے ہیں یعنی دونوں ہی عز و ذی شہرت اشخاص کی لڑکیاں ہیں اور مال و دولت میں بھی مساوی ہیں تو

ایسی حالت میں زید پر واجب ہے کہ دونوں کو برابر نفقہ دیا کرے اور اگر ایک مالدار اور ایک غریب ہے تو ہر ایک کو اس کی حیثیت کے موافق حصہ دیا جائے مگر دونوں خاوند کے متروکہ سے مساوی حصہ پانے کے مستحق ہیں۔ خاوند جہاں رہے اس کو اپنا خرچ علیحدہ دینا چاہیے تاکہ زوجہ کے حقوق تلف نہ ہوں۔ جس زوجہ کو اولاد ہے اولاد کا خرچ زوجہ کے خرچ کے سوا دینا لازم ہے اور حیہ سیرج ہر ایک کے حساب سے علیحدہ علیحدہ دیا جائے۔ لڑکا جب جوان اور ملازم ہو تو وہ اپنا خرچ اپنی آمدنی سے برداشت کرے۔ باپ پر اس کا نفقہ نہیں ہے زید جو اپنی دوسری زوجہ کو چلے جاؤ کہا ہے اگر اس قول سے اس کی نیت طلاق کی تھی تو زوجہ پر ایک طلاق بائن واقع ہوئی۔ یہ زوجہ اب بغیر نکاح کے زید پر حرام ہے زید کو چاہیے کہ اس سے دوبارہ نکاح کر لے اور اگر طلاق کی نیت نہیں تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔

در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۲) ص ۲۰ کتاب الطلاق
باب القسم میں ہے یجب وظاھر الایۃ انه فرض۔ فھر۔ ان یعدل
فیہ ای فی القسم بالتسویۃ فی البیتۃ و فی الملبوس و الماکو
رد مختار میں ہے والحق انه قول من اعتبر حال الرجل
و حده فی النفقة و اما علی القول المفتری به من اعتبار حال الھما
فلا فان احدھما قد تكون غنیۃ و الاخری فقیرۃ فلا یلزم
التسویۃ بیکھما مطلقا فی النفقة ص ۶۸۹ باب النفقة میں ہے

عالمگیریہ جلد ۱) کتاب الطلاق باب اول میں ہے۔ والبدعی
من حیث الوقت ان ینطق المدخول بها وھی من ذوات الاقراء
فی حالة الحيض۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ہندہ کو بحالت حمل
تین طلاق دیا کیا حمل کی حالت میں طلاق واقع ہو سکتی ہے اور زید ہندہ
کو تین طلاق کے بعد واپس کر سکتا ہے۔

الجواب

حمل کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے تین طلاق کی وجہ سے
بغیر تحلیل کے زید ہندہ سے عقد نہیں کر سکتا۔ تحلیل کے یہ معنی ہیں کہ وضع حمل
کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کرے اور وہ صحبت کے بعد اس کو طلاق دے
جب اس طلاق کی عدت ختم ہوگی تب زید ہندہ سے عقد کر سکتا ہے۔

کنز الدقائق کے کتاب الطلاق باب الرجعة میں ہے لا المباشرة
بالثلاث وحرۃ وبالثلثین لوامة حتی یطأھا غيرة ولو مراہقا
بنکاح صحیح ویتنضی عدتہ کبمک یمین۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عابد زوجہ کے والد
کی تنبیہ کے خیال پہلے یہ بیان کیا کہ زوجہ سے مجھے کوئی تعلق نہیں ہے
اس کے بعد زید نے عابد سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدیا ہے

اس کے جواب میں عابد نے صرف ہاں کہا کیا ایسی صورت میں عابد کی زوجه کو طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب

عابد نے جو زید کے جواب میں ہاں کہا ہے اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوئی۔

فتاویٰ قاضی خان کتاب الطلاق میں ہے رجل قال لزوجہ اطلقت امرأتک فقال نعم بالهجاء او قال بلی بالهجاء ولم یتکلم به یقع الطلاق۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک تحریر اپنے نکاح کے وقت لکھ دیا جس میں بہت سارے معاہدے درج کئے اور یہ بھی لکھا کہ اگر میں ان معاہدوں کی خلاف ورزی کروں تو میری زوجہ ہندہ کو اختیار ہے کہ اپنے آپ کو طلاق بائن دیکر میری زوجیت سے علحدہ ہو جائے اور بائید ہو۔

زید خلاف ورزی کیا اور زوجہ اپنے اختیار کے مطابق خود کو طلاق بائن دے لی اور عدۃ بھی ختم ہو گئی۔ کیا اب ہندہ دوسرے سے عقد کر سکتی ہے؟

الجواب

اگر زوجہ زوج کی خلاف ورزی معلوم کرنے کے بعد طلاق بائن دے لی اور اپنے اس اختیار کو رد نہیں کی ہے تو اب بعد ختم عدۃ دوسرے

مشجہا بعد د اوصیفة تدل علیہا۔

عالمگیریہ جلد (۱) کتاب الطلاق میں ہے وما حکمہ فو قوع الفرقة بانقضاء العدة فی الرجعی وبدونه فی البائن کذا فی فتاویٰ القدیر۔

(۳) عورت کے غائبانہ اگر اس کا نام لے کر یا اس کے طرف طلاق کی نسبت کر کے طلاق دی جائے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

بحر الرائق جلد (۳) باب الطلاق صریح میں ہے و ذکر اسمہا او اضافھا الیہ بخطایہ کا بینا فلو قال طالق فقیل له من عینت فقال امرأتی طلقت امرأتہ۔

(۴) طلاق کے لئے دو شرط ہیں ایک یہ کہ زوجہ بروقت طلاق نکاح یا عہدہ میں رہے۔ دوسری یہ کہ مہارہ کی وجہ سے حرام نہ ہو گئی ہو عالمگیری جلد (۱) کتاب الطلاق باب اول میں ہے و اما شرطہ علی الخیر ص فشیئان احدهما قیام القید فی المرأة نکاح او عہدہ والثانی قیام محل النکاح حتی لو حمت بالمصاہرۃ بعد الدخول بها و وجبت العدة فطلقها فی العدة لم یقع لزوال الحمل۔

(۵) محض زبان سے کہنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے گواہ کی ضرورت نہیں ہے اگر عورت طلاق کے وقت غائب ہو اور طلاق سے انکار کرے تو بغیر گواہ کے طلاق ثابت نہ ہو گی۔ بنا برین عورت کے غائبانہ جو طلاق دی جاتی ہے۔ گواہوں کے رو برو دینے کی ضرورت ہے تاکہ

بر وقت ثابت ہو سکے۔

ہدایہ کے کتاب الشہادۃ میں ہے قال وما سوى ذلك من الحقوق لقبل فيها شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال مثل النكاح والطلاق والوكالة والوصية ونحو ذلك -

(۶) تین طلاق ایک ہی وقت میں واقع ہو جاتے ہیں مگر دینے والے گنہگار ہے اور اس کو طلاق بدعی کہا جاتا ہے۔

عالمگیری جلد (۱) کتاب الطلاق باب اول میں ہے واما البیوعی فروعان بدعی لمعنی يعود الى العد و بدعی يعود الى الوقت فالذى يعود الى العد ان يطلقها ثلاثا في طهر واحد في كلمة واحدة او بكلمات متفرقة او يجمع بين التطليقتين في طهر واحد بكلمة واحدة او بكلمتين متفرقتين فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصيا۔

(۷) اگر عورت شوہر کی بلا اجازت ماں باپ کے پاس چلی جائے تو اس حرکت سے طلاق والی نہیں ہوتی۔ البتہ ناشرہ یعنی نافرمان ہے جو ما واپسی نفقہ کی مستحق نہیں ہے۔

فتاویٰ مہدویہ جلد (۱) ص ۲۶۷ میں ہے لا نفقة للناشزة وهي من خوجت من بدت نزعها بعير حتى ما دامت كذلك -

(۸) حیض کے ایام میں طلاق واقع ہو جاتی ہے ایسے طلاق کو بدعی کہتے ہیں جو شرعاً ممنوع ہے۔

خلع کے لئے بدل شرط ہے جیسا کہ عالمگیریہ جلد (۱) باب الخلع میں ہے
 الخلع ازالة ملاء النکاح ببدل بلفظ الخلع کذا فی فتح القدیر
 واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

- علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل میں کیا فرماتے ہیں۔
- (۱) طلاق رجعی کی کیا تعریف ہے اور اس میں کب تک رجوع ہو سکتا ہے۔
 - (۲) طلاق بائن کی کیا تعریف ہے اور اس میں رجوع ہے یا نہیں۔
 - (۳) طلاق عورت کے غائبانہ ہو سکتی ہے یا نہیں۔
 - (۴) طلاق واقع ہونے کے لئے کیا شروط ہیں۔
 - (۵) طلاق دینے کے لئے گواہ کی حاجت ہے یا نہیں۔
 - (۶) ایک وقت میں تین طلاق واقع ہو سکتے ہیں یا نہیں۔
 - (۷) عورت اگر بلا اجازت شوہر کے اپنے ماں باپ کے پاس چلی جائے تو کیا اس حرکت سے وہ مطلقہ ہو جائے گی یا نہیں۔
 - (۸) حیض کے ایام میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب

- (۱) اگر طلاق کا لفظ کہہ کر طلاق دی جائے اور یہ لفظ تین دفعہ نہ کہا جائے اور اس کے بعد تین کا عدد صراحت یا اشارہ سے نہ کہا جائے اور نہ اس کے ساتھ ایسی صفت بیان کی جائے کہ جس سے صراحت یا اشارہ طلاق کا بائن ہونا معلوم ہوتا ہو اور نہ ایسے لفظ سے بیان کرے جس میں ایسی

یا صفت کی مشابہت ہو جو کہ طلاق بائن پر دلالت کرے اور طلاق کا کوئی عوض بھی نہ لیا جائے تو اس طلاق کو طلاق رجعی کہا جاتا ہے۔
رد المحتار مصری جلد (۲) ص ۴۳ کتاب الطلاق باب الصیغ میں
ففي البیان ان الصیغ نوعان صریح و رجعی بائن فاول ان
یکون محروفاً الطلاق بعد الدخول حقیقة غیر مقرون بعوض و
بعد الثلاث نضاً و الاشارة و لا موصوف بصفة تنبئ عن البینة
او تدل علیها من غیر حروف العطف و لا مستنبه بعد دا وصفه
تدل علیها۔

(۲) محروف بائن سے اگر طلاق دی جائے یا عورت سے صحبت کرنے کے پہلے طلاق کے لفظ سے طلاق دی جائے یا صحبت کے بعد طلاق کے لفظ سے تین طلاق دے جائیں یا طلاق کے لفظ کے بعد صراحتہً یا اشارہً تین کا عدد بیان کیا جائے یا لفظ طلاق کے ساتھ ایسی صفت بیان کی جائے جس سے اُس کا صراحتہً یا دلالتہً بائن ہونا معلوم ہو یا طلاق کو ایسی عدد یا صفت کے مشابہ کہا جائے جس سے اس کا بائن ہونا ثابت ہو تو ایسی طلاق کو بائن کہا جاتا ہے اور اس میں رجوع نہیں ہے۔

اسی جگہ رد مختار میں ہے واما الثاني فبخله و هو ان يكون محروفاً الا بانه او محروفاً الطلاق لكن قبل الدخول حقیقة او بعد لكن مقروناً بعد الثلاث نضاً او اشارةً او موصوفاً بصفة تنبئ عن البینة او تدل علیها من غیر حروف العطف او

آپس میں جائز ہے۔

الجواب

دوا جنبی عورتوں کے لڑکے ولڑکی دونوں آپس میں رضاعی بھائی بہن ہو گئے جن کا نکاح ایک دوسرے کے ساتھ حرام ہے۔
کنز الدقائق کے کتاب الرضاع میں ہے ولا حل بین رضیعی
ثدی واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی چچی کا دودھ پیاتے ہیں کیا اس کے چچا زاد بھائی کا نکاح زید کی حقیقی بہن سے درست ہے۔

الجواب

درست ہے۔ رد مختار جلد (۲) باب الرضاع میں ہے
وتحل اخت اخیه رضاعاً۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیر خوار کے مصداق ماں پر ہیں یا باپ پر۔

الجواب

شیر خوار کے مصداق ڈھائی سال کی عمر تک باپ کے ذمہ ہیں اس کے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر بچہ کا مال ہے تو اس کے مال سے

مصارف لئے جائیں گے ورنہ باپ ہی کے ذمہ رہیں گے۔
 درمختار کے باب النفقہ میں ہے وللرضیع النفقۃ والکسوة
 والتمار میں ہے فبذلک صار علی الاب ثلاث نفقات اجرة
 الرضاع واجرة المحاضنة ونفقة الولد من صابون ودھن
 وفرش وعطاء وفي المجتبى اذا کان للصبی مال فهو نمة الرضا
 ونفقته بعد العظام فی مال الصغیر واللہ اعلم بالصواب

کتاب الطلاق

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ ہند
 کو ایک طلاق دیا اور طلاق رجعی کی نیت کی طلاق دینے سے دو منٹ
 پہلے ہندہ ایک شخص کے اصرار پر مہر معاف کر دی تھی کیا یہ طلاق رجعی
 ہے یا خلع اگر رجعی ہے تو کب تک رجعت ہو سکتی ہے۔

الجواب

صورت مسئلہ میں طلاق دینے کے قبل زوج و زوجہ میں مال مکیر
 طلاق لینے کا کوئی قرار داد نہیں ہوا ہے اس لئے زوج کی نیت کے
 موافق یہ طلاق رجعی ہے تین حیض ختم ہونے تک زوج رجوع کر لے سکتا ہے

الاشهادۃ رجلین اور رجل وامرأتین عدول کذا فی المحيط
ولا تقم الفرقة الا بمقرئ القاضی کذا فی الزهر الفائق ولو
شهد رجلان عدلان اور رجل وامرأتان بجلد النکاح عندها
لا یسحبها المقام مع الزوج لان هذه شهادة لو قامت عند
القاضی ینتبت الرضاع فکذا اذا قامت عندها کذا فی فتاوی
قاضی خان وان المخیر واحد ووقع فی قلبه انه صادق فاکو
ان یتنزه ویاخذ بالثقة وجد الاخبار قبل العقد وبعد
ولا یجب علیه ذلک کذا فی المحيط والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی علاتی والد
نے ہندہ کو دودھ پلایا ہے اور یہ دودھ زید کے والد کا ہے کیا زید کا
نکاح ہندہ سے درست ہے اگر نکاح اور وطی ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے۔

الجواب

زید کا باپ چونکہ ہندہ کا رضاعی باپ ہے اس لئے زید پر ہندہ
حرام ہے۔

عالمگیریہ جلد ۱، کتاب الرضاع میں ہے ویحرم علی الرضيع
البواہ من الرضاع واصولهما وذنوعهما من النسب الرضاع
جميعاً نکاح ووطی کے بعد اگر گواہان عادل سے رضاعت ثابت ہو جائے
تو قاضی کو چاہیے کہ ان دونوں کے درمیان تفریق کراوے اور مہر مثل و مہر

بر وقت نکاح ان دونوں میں جو کم ہو عورت کو دلایا جائے۔
 تنقیح حامیہ جلد ۱۱ باب الرضاع میں ہے واذا ثبت الرضا
 بالشہود والعدول اذا كانت الشہادة علی الزوجین فوق
 بیہما وان قبل الدخول فلا مہر لہا وان کان بعد الدخول
 فلہا الاقل من المسنن ومن المہر المثل وليس النفقة والسکني
 مجموعہ قدری افندی من المضمرات اقول فی قولہ فرق
 بیہما اشارۃ الی اندہ لا تفرق الفرقة الا بتفريق القاضی
 کما عزاہ فی البحر فی آخر کتاب الرضاع الی المخطط۔ واللہ
 اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تدبیر رضاعت
 ختم ہونے کے بعد دودھ پینے سے کیا رضاعت ثابت ہوتی ہے۔

الجواب

نہیں ثابت ہوتی۔ عالمگیریہ جلد ۱۱ کتاب الرضاع میں ہے
 واذا مضت مدة الرضاع لم یعلق بہ تحريم واللہ اعلم
 بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ فاطمہ
 کے لڑکے اور سلمہ کے لڑکی کو دودھ پلائی ہے۔ کیا ان دونوں کا نکاح

کتاب السَّعِی

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حرمتِ رضا عت
پانچ گھونٹ دودھ پینے سے ثابت ہوگی یا ایک قطرہ بھی ثبوتِ حرمت
کے لئے کافی ہے۔

الجواب

اگر یہ معلوم ہو جائے کہ دودھ منہ یا ناک کے ذریعہ سے پیٹ
میں پہنچ گیا ہے تو مذہبِ حنفی میں سختی سے دودھ بھی رضاعت ثابت
ہو جاتی ہے۔ ایک قطرہ یا ایک گھونٹ کی کوئی قید نہیں ہے۔ ع
درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار مصری جلد (۲) باب الرضا
میں ہے (وینبت به وان قل) ان علم و صولہ الجوفہ من فمہ
او انفہ لا غیر۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے زید کے
لڑکے عمر کو ایامِ رضاعت میں دودھ پلایا ہے کہ زید ہندہ کی لڑکی کلثوم
سے نکاح کر سکتا ہے یعنی رضیع کا باپ مرضعہ کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

الجواب

رضیع کا باپ مرضعہ کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ درمختار
مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد ۲) باب الرضاع ص ۳۵ یفارق النسب
الارضاع فی صورۃ کا منافعة اوسعدة الولد : وامراخت
واخت ابن وامراخ : وامرخال و عمة امراعتہ :
رد المختار میں ہے (قوله واخت ابن) ای کل منہما
رضاعی او الاول رضاعی والثانی نسبی والعکس۔ واللہ
اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ اگر نکاح کے بعد یہ
معلوم ہو جائے کہ منکوحہ ناکح کی نانی کا دودھ پی رہی ہے تو کیا یہ نکاح
شرعاً قابل فسخ ہے یا نہیں اور منکوحہ کا باپ اس کو فسخ کر سکتا ہے۔

الجواب

اگر دو معتبر مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے منکوحہ
کا ناکح کی نانی کا دودھ پینا ثابت ہو جائے تو ناکح کو چاہیے کہ فوراً منکوحہ
سے علحدہ ہو جائے اور نفقہ دار القضاہ میں تفریق کی درخواست پیش
کرے قاضی کے سوا کسی اور کو تفریق کا حق نہیں ہے۔ ایک آدمی کی گواہی
کا تعین ہونے کی صورت میں علحدگی بہتر ہے اور فسخ واجب نہیں۔
عالمگیریہ جلد ۱) کتاب الرضاع میں ہے ولا یقبل فی الرضاع

درختار کے باب النفقہ میں ہے (وللزوج الاتفاق علیہا بنفسہ الا ان یتطهر للقاضی عدم الاتفاقہ فی فرض) ای یقلد (لہا) بطلبہا مع حضرتہ ویا مرہ لیعطیہا ان شکت مطلقہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شوہر کی وفات کے بعد زوجہ سے اگر مہر جبراً معاف کرایا جائے تو کیا معاف ہو جائیگا یا نہیں۔

الجواب

مہر جبراً معاف نہیں ہوتا معافی کے لئے زوجہ کی رضامندی ضروری ہے۔

عالمگیری جلد ۱۱ فصل فی الزیادۃ فی المہر والخط عنہ میں ہے ولا بد فی صحۃ خطہا من الرضاء حتی لو كانت مکروہۃ لم تصح واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زوجہ کا زہر مہر زوج سے زوجہ کی وفات کے بعد اس کا باپ یا بھائی یا بیٹا یا کوئی اور وارث لے سکتا یا نہیں۔

الجواب

زوجہ کی وفات کے بعد زہر مہر اس کا متروک ہے جو حسب فرض

اوس کے درنار میں تقسیم ہوگا اور درنار کو زوج سے طلب کرنے کا حق ہے۔

فتاویٰ مہدویہ جلد ۱۱، ص ۳۳ باب المہر میں ہے یتاکد المهر
بموت احد الزوجین فیکون ثکلة تقسم بین ورثتها بالقرآن
للمرعیۃ کجیمہ ما یتحقق انہ مملوک لہا۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی زوجہ طلحہ
بائنے کی وجہ سے علیحدہ ہو گئی ہے۔ اب زید اس کے ساتھ جدید نکاح
کرنا چاہتا ہے کیا یہ نکاح ثانی سابق مہر ہی پر منعقد ہوگا یا جدید
مہر کی ضرورت ہوگی۔

الجواب

سابق مہر زید کے ذمہ قرض واجب الادا ہے جدید نکاح
کے لئے جدید مہر چاہیئے فتاویٰ مہدویہ جلد ۱۱، ص ۱۲ میں ہے و
هو دين في ذمة الزوج واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شوہر امراض خبیثہ جذام وغیرہ میں مبتلا ہے زوجہ بھی اس کی وجہ سے ایک دفعہ مہلک مرض میں مبتلا ہو گئی تھی۔ اب زوجہ کو اندیشہ ہے کہ آئندہ ساتھ داری سے وہ ضرور ہلاک ہوگی۔ کیا ایسی حالت میں زوجہ شوہر سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔

الجواب

اس قسم کے عیوب سے زوجہ خاوند سے علیحدہ نہیں کرائی جاسکتی۔ البتہ زوجہ شوہر کو راضی کر کے خلع کرا لے سکتی ہے۔
در مختار کے باب العنین میں ہے ولا یتخایر احدا الزوجین بعیب الاخر فاحشا کجنون وجذام و برص و رتن و قرن والله اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے نابالغ لڑکے کا نکاح عمر کی نابالغ لڑکی سے کیا اور مہر کی ادائیگی نہ کی اپنے پرلی۔ اب لڑکی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور اس کے ورثہ زید سے مہر کے طالب ہیں۔ کیا زید پر ادائیگی مہر واجب ہے۔

الجواب

کم سن لڑکا جبکہ نادار و مفلس ہو تو اس کی زوجہ کے مہر کا مطالبہ

اس کے ولی سے نہیں کیا جاسکتا۔ مگر جب کہ ولی بروقت نکاح مہر کی ذمہ داری اپنے پر لے تو اس وقت اس کو بر بنارضانت مہر دینا ہوگا درمختار جلد (۲) باب المہر میں ہے ولا یطالب الکلب بجمہر ابنہ الصغیر الفقیر اذا زوجہ امرأۃ الا اذا ضمتہ رد المختار میں ہے ولا یطالب الکلب الخ لان المہصر مال یلزم ذمۃ الزوج ولا یلزم الکلب یا للعقد اذا لولہ لما افاد الضمان شیئاً بجمہر۔

درمختار میں عبارت سابقہ کے قبل ہے (وصحیح ضمان لولی مہرہا ولو) المرأۃ (صغیرۃ) وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا عقد زید سے ہوا جس کو بارہ سال کا عرصہ گزر گیا۔ حال زید نہ تو ہندہ کو اپنے پاس بلاتا ہے اور نفقہ شرعی دیتا ہے حالانکہ زید مالدار و صاحب استطاعت ہے کیا ایسی حالت میں ہندہ دوسرا عقد کر سکتی ہے۔

الجواب

ہندہ کو چاہیے کہ عدالت میں نفقہ کا دعویٰ کرے حاکم عدالت زید سے جبراً نفقہ دلو اگر کا شوہر کے نفقہ نہ دینے سے زوجہ نکاح سے خارج نہیں ہوتی۔

الوجه رد التفاضل بالنسب حيث افادت ان شرف النسب
غير مكتسب وان ليس للاخسان الا ما سحر وان لا فرق بين
النسب وغيره من جهة المادة لا اتحاد ما خلق منه ولا من جهة
الفاعل لانه هو الله تعالى الواحد فليس للنسب شرف يعول
عليه ويكون مداراً للثواب عند الله عز وجل ولا احد اكرم
من احد عنده سبحانه الا بالتقوى وبها تكمّل النفس وتتفاضل
الاشخاص -

امام کروری صاحب بزاریه نے مناقب امام اعظم رضی اللہ
عنه کے جلد ۲ ص ۶۰ میں لکھا ہے واعلم ان الاعتبار بالتقوى
لا للنسب المجرد قال الله تعالى ان اكرمكم عند الله اتقاكم
نزلت في نبي بياضه حين امرهم النبي صلى الله عليه وسلم ان
يزوجوا امرأته منهم ابا هند المولى فقا لو كيف تزوج من
مواليها وقال الله تعالى لنوح عليه الصلوة والسلام في حوائله
انه ليس من اهل ذلك انه عمل غير صالح قيل لسعيد بن جبیر
كان ابنه فسيح الله تعالى طويلاً ثم قال لا اله الا الله سبحانه
وتعالى يخبر انه ولده وتكره نعم كان ابنه وكان محالفاً له
في الدين والعمل - فانظر الى تقارن الحكيم كان عبداً حبشياً
خليط المشافر قال الله تعالى ولقد اتينا ابراهيم الحقمية - و
فقراء الصحابة وزهادهم كانوا متقدمين على كثير من الاشراف

باعتبار العمل والتقویٰ حتیٰ انہ علیہ السلام معونہ علی قصد المناوہۃ بنینہم وبنین الملاحہ حصاً فی ہدایتہم الی آخر ما تفقید فی آخر سورۃ الانعام والکہف ویدل علی ان شرف العلم والتقویٰ فوق شرف النسب آیات منها قوله ثم ادرثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا وقوله تعالیٰ وتلك الجنة التي ادرثتموها بما كنتم تعملون وقوله تعالیٰ ولقد كتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون وقوله تعالیٰ ان الارض یرثها من یشاء والعاقبة للمتقین وقوله تعالیٰ وسیق الذین اتقوا ربحهم الی الجنة زمراً الی قوله وقالوا الحمد لله الذی صدقنا وعدہ الی آخر الا یہ وقوله تعالیٰ وان لیس للاحسنان الا ما سئلی وغیر ذلک من الایات التي لا تعد ولا تحصى۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

استفتاء

کیا فراتے ہیں علمائے دین اس سئلہ میں کہ سوتیلی والدہ کی سوتیلی ماں کی لڑکی سے نکاح درست ہے یا نہیں۔

الجواب

درست ہے جیسا کہ آیہ کریمہ واحل لکم ما وراء ذلکم سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

بند و برتر کرتا ہوں اور تمہارے بنائے ہوئے نسب کو ذلیل و خوار کرتا ہوں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میرے دوست پر ہیزگار لوگ ہیں۔

روح المعانی میں اسی جگہ ہے وَاخْرَجَ الْبَيْهَقِيَّ وَابْنُ مَرْوَدِيَّةٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ خَطِيبُنَا رَسُولُ اللَّهِ فِي وَسْطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ خُطْبَةَ الْوَدَاعِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ الْإِسْلَامُ كُنْتُمْ عَلَيْهِ أَحِلَّ لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لَسُودٍ عَلَى أَحْمَرٍ وَلَا لَأَحْمَرٍ عَلَى سُودٍ إِلَّا بِالتَّقْوَىٰ إِنْ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ إِلَّا أَهْلَ بَلْعَتٍ قَالُوا بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَلْيَبْلُغْ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

اسی جگہ چند سطر بعد ہے وَاخْرَجَ الْبَزَارُ عَنْ حَذِيفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مَخْلُوقٌ مِنْ تَرَابٍ لِيَنْتَهِيَنَّ قَوْمٌ يَفْخَرُونَ بِآبَائِهِمْ أَوْ لِيَكُونَ أَهْلُونَ عَلَى اللَّهِ مِنَ الْجَعَلَانِ وَآخِرُ الطَّبَرَانِيِّ وَابْنُ مَرْوَدِيَّةٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي جَعَلْتُ نَسَبًا وَجَعَلْتُمْ نَسَبًا فَجَعَلْتُ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ فَايْتِمُوا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَفُلَانُ الْكُومِ مِنْ فُلَانٍ وَإِنِّي الْيَوْمَ أَرْفَعُ نَسَبِي وَأَضَعُ نَسَبَكُمْ إِلَّا أَنْ أُولِيَاءِي الْمُنْتَقُونَ وَآخِرُ خُطْبَةِ الْخَطِيبِ عَنْ عَلِيِّ كُومٍ اللَّهُ وَجْهَهُ نَحْوُهُ مَرْفُوعًا۔

آیہ کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم الا یہ کے سوا متعدد آیات اس بات پر شاہد ہیں کہ خداوند عالم کے پاس علم و فضل و وینداری

و پرہیزگاری کی عورت نبی شرافت سے بدرجہا فائق ہے اس کے مقابل خاندانی عزت کوئی چیز نہیں بلکہ حقیقی بات یہ ہے کہ دنیا میں کجنگ جتنے خاندان شریف سمجھے گئے ہیں اور ان کی عزت ہوتی ہے وہ محض ان کے آبا و اجداد کی اعلیٰ قابلیت و دینداری و نیکو کاری کے بدولت ہے۔ علو ام الناس جن بزرگوں کے اخلاق حسنہ و شائستہ عادات و اطوار و اعلیٰ الفضل و کمال سے متاثر ہو کر زندگی میں ان سے فائدہ مند ہوتے اور ان کی عزت کرتے ہیں ان کی وفات کے بعد بھی ان کی اولاد کو اسی عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور شریف جانتے ہیں ورنہ بھوئے احادیث سابقہ سب اولاد آدم ہیں جو خلقت میں کیساں ہیں مگر ان کی محض اعلیٰ قابلیت و لیاقت ذاتی ہے جو ان کو اوروں سے ممتاز بناتی ہے۔ یقیناً حکیم باوجود اس کے کہ ایک حبشی غلام تھے۔ مگر خدائے پاک نے ان کو حکم عطا فرمایا اور حکیم کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور ان کے بعد ان کی زوجہ سے ان کا تمام خاندان ذی عزت ہو گیا۔ نوح علیہ السلام کے لڑکے نے باوجود نبی کے فرزند ہونے کے دینداری و فرماں برداری خدا سے روگردانی کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تاحال دنیا میں رسوا و ذلیل ہے شعر چونکہ مسائل را طبیعت بے ہنر بود پیمیر زادگی قدرتش نہیں زد پس واضح ہے کہ انسان کی ذاتی کوشش و سعی اور اس کا مجموعہ ذاتی باعث فخر و ناز ہو سکتا ہے نہ کہ فخر خاندانی۔

تفسیر روح المعانی کے اسی صفحہ میں ہے وفي الآیۃ اشادة

کہ ثابت بن قیس نے ایک صحابی کو جبکہ وہ رسول اللہ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور ثابت کو جگہ نہیں دی تو یہ کہا کہ وہ فلائی کے بیٹے اس پر آپ نے ثابت کو جھڑک دیا اور فرمایا کہ تو کسی پر بجز دینداری اور پرہیزگاری کے فضیلت حاصل نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حجام غلام تھے آپ نے بنی بیاضہ سے فرمایا کہ تم اپنے خاندان کی لڑکی سے انکا عقد کر دو۔ جب بنی بیاضہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنی لڑکیاں غلاموں کو دیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ روح المعانی میں اسی جگہ ہے مروی انہ لما کان فتح مکة اذن بلال علی الکعبة فغضب الحارث بن ہشام وعتاب ابن اسید قال اھذا لعبد الاسود یؤذنی علی ظھر الکعبة فنزلت وعن ابن عباس سبب نزولھا قول ثابت بن قیس لرجل لم یسمہ لہ عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن قریظہ فوجہ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام و قال انک لا تفضل احدا الا فی الدین والنقوی ونزلت واخرج المداد فی مراسیلہ وابن مردویہ والبیہقی فی سننہ عن الزہری قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی بیاضہ ان یزوجوا باھذا امرأۃ منھم فقا لوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان زوج بنا موالیدنا فانزل اللہ تعالیٰ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکروا نئی الا یہ قال الزہری نزلت فی ابی ہند خاصۃ وکان حجام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی روایۃ ابن مردویہ من طریق الزہری

عن عروۃ عن عائشۃؓ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال انکھوا ابائکم
وانکھوا لہم ونزلت یا ایہا الناس الا یہ فی ذلک۔ امام بیہقی اور ابن مردودہ
نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وسط ایام تشریق میں خطبۃ الوداع میں فرمایا ہے کہ اے لوگو آگاہ ہو جاؤ کہ
تمہارا رب ایک ہے کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی کا پر سرخ رنگ والے پر
اور سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اگر
کسی کو کسی پر فضیلت ہے تو تقویٰ و پرہیزگاری سے ہے اللہ کے پاس
بزرگ وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ دیکھو میں نے تمہیں خدا کا
حکم پہنچا دیا ہے۔ پس چاہئے کہ موجودہ لوگ غائب اشخاص کو بھی یہ
مضمون سنادیں۔ بزار نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب آدم علیہ السلام کی
اولاد ہو اور آدم کو خدا نے مٹی سے پیدا کیا ہے خبردار کوئی قوم اپنے
باپ دادا پر فخر نہ کرے ورنہ وہ خدا کے پاس گوبر کے کیڑے سے بڑھکر
ذلیل و خوار سمجھے جائیں گے۔ طبرانی و ابن مردودہ نے ابی ہریرہ رضی
سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدائے پاک قیامت کے
دن کہیگا اے لوگو میں نے ایک نسب مقرر کیا اور تم نے بھی ایک
نسب مقرر کیا میں نے اپنے پاس بزرگ اسی کو ٹھہرایا جو کہ پرہیزگار
ہو مگر تم میرے ٹھہرائے ہوئے نسب سے انکار کر کے کہتے ہو کہ فلاں فلاں
کا بیٹا فلاں سے بزرگ و بزرگ سے نہیں میں آج اپنے ٹھہرائے ہوئے نسب

مازل ہوں ولا تطرد الذین یدعون بحکم بالعداۃ والعشی
 یریدون وجہ ما علیک من حسابہم من شیء وما من حسابک
 علیہم من شیء فقطر دھم فتکون من الظالمین یعنی آپ ان
 لوگوں کو جو کہ خدائے پاک کو صبح سے شام تک خالصاً وجہ اللہ پکارتے
 ہیں اپنے پاس سے نہ چلائے ان کا حساب و کتاب آپ کے ذمہ نہیں ہے
 اور نہ آپ کا حساب ان پر ہے۔ اگر آپ ان کو جلادیں گے تو ظالم ہو جائیں
 پس اس آیت کے نازل ہوتے ہی آپ نے اس کا غد کو جو کہ ترتیب معاہدہ
 کے لئے لایا گیا تھا چنیکہ یا۔ اور بلال و صہیب و عمار وغیرہ جو کہ اس گفت
 شنید سے متاثر ہو کر آپ سے دور ایک علیحدہ گوشہ میں بیٹھ گئے تھے آپ
 جزاً ان کے پاس تشریف لائے اور گلے سے لگا کر ان کی دلجوئی و سلامتی
 تفسیر مدارک میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھا ہے نزلت فی الفقراء بلال
 و صہیب و عمار و احزابہم حین قال رؤساء المشرکین
 لو طردت هؤلاء السقاط لجالسناک فقال علیہ السلام
 ما انا بطارح المؤمنین فقالوا اجعل لنا یوماً ولہم یوماً
 وطلبوا بذلک کما باخذ عا علیاً رضی اللہ عنہ لیکتب فقار الفقراء
 وجلسوا ناحیۃ فنزلت فرمى علیہ الصلوۃ والسلام بالضعیف
 والی الفقراء فقال قہمہم اگرچہ شریعت میں کفر کے لئے اناس کا
 لحاظ رکھا گیا ہے مگر یہ محض دنیاوی مصلحتوں کے لئے ہے نہ کہ اخروی امام
 کروری صاحب فتاویٰ بزاز نے مناقب امام اعظم رضی اللہ عنہ کے

جلد (۲) ص ۶۴ میں ہے بل امر اشترط الکفاءة لتحقيق المقاصد
المطلوبة من النكاح من انتظام المصالح والمعاش فان الزوج يعول عليها
بحكم المالكية وهي متعاضد محكم ما فيها من الشرف والخدمة فلا يلتزم
كل التصرف فانه المقصد الاصل والحكم الموضوع ولا يعادله
انسان کی شرافت چونکہ خدائے پاک کی اطاعت و پرہیزگاری سے ہے
نسب سے نہیں ہے اس لئے انسان کا نسب پر فخر کرنا نامناسب و ناریز ہے
سورہ حجرات میں خدائے پاک فرماتا ہے یا ایہا الناس انا خلقنا
من ذکر وانثی وجعلناکم شعربا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ
اتقاکم ان اللہ علیہم خبیر اے لوگو ہم نے تم کو مرد و عورت سے پیدا کیا
اور تم میں قبیلے اور خاندان بنائے تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو مگر خدائے
پاکس بزرگ و برتر وہی ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار و اطاعت گزار ہے۔
تفسیر روح المعانی میں ان اکرم عند اللہ اتقاکم کی تفسیر میں لکھا ہے۔
تحلیل للنہی عن التفاخر بالانساب المستفاد من الکلام بطریق الاستنباط
الحقیقی کا نہ قبیل از اکرم عند اللہ والا دفع منزلة لیدیہ عز وجل
فی الآخرۃ والذنیہا والا تفاخر فاخرتم ففاخروا بالمتقوی الخ اس
آیہ کریمہ کی شان نزول میں متعدد اقوال ہیں ایک روایت یہ ہے کہ فتح مکہ
کے دن بلال رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی جس پر شاہ
بن ہشام و عتاب بن اسید نے بگڑ کر کہا کہ کیا یہ کالا غلام کعبہ پر چڑھ کر
اذان دیگا۔ تب یہ آیہ نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

اگر شوہر خود ہمارے مکان میں ہندہ کے ساتھ رہے تو مناسب ہے شوہر چاہتا ہے کہ ہندہ کو اپنے والدین کے مکان میں ایک علیحدہ حجرہ دیکر اس کے تمام ضروری حوائج کا انتظام کر کے رکھے۔ ایسی حالت میں کیا شوہر کی مرضی کے مطابق عمل کرنا لازم ہے یا ہندہ کے والدین کے منشاء پر عمل ہو۔

الجواب

شوہر جبکہ ہندہ کو علیحدہ حجرہ میں تمام حوائج کا انتظام کر کے رکھنا چاہتا ہے تو ایسی حالت میں ہندہ اور اس کے اقارب کو شوہر کے منشاء کے خلاف کسی مطالبہ کا حق نہیں ہے چاہئے کہ ہندہ علیحدہ حجرہ میں اپنا سامان منتقل کر کے تنہا رہے۔

عالمگیری جلد ۱، فصل السكنی میں ہے: امرأة ابت الزانکین مع ضربها او مع احماھا کامہ وغیرہا فان کان فی الدار بیتا وفرغ لها بیتا وجعل لبیتھا علیحدۃ لیس لها ان تطلب من الزوج بیتا اخر فان لم یکن فیھا الا بیت واحد فلھا دخل والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ ایک ہندو عورت جو ذیل قوم کی فاحشہ تھی مسلمان ہو کر ایک مسلمان مرد سے نکاح کر لی ہے مرد کے قرابت دار بوجہ شرافت نسبی اس کو ذلیل جانتے ہیں اور اس کے ساتھ

اختلاط و ارتباط نہیں رکھتے اور اس کو اپنی محفلوں میں شریک نہیں کرتے
کیا اہل قرابت کا یہ فعل شرعاً درست ہے اور کیا شرافت نسبی اسلامی شرافت
سے بڑھ کر ہے۔

الجواب

مرد کے قرابت داروں کا فعل شرعاً درست نہیں ہے کیونکہ جو کوئی
کافر مسلمان ہو جائے تو وہ شرافت اسلامی کی وجہ سے دیگر تمام مسلمانوں کا
بھائی ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری ہے اِنَّا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ بَيْنًا
دوسرے بھائی کو کسی طرح کم درجہ و ذلیل نہیں سمجھ سکتا۔ چنانچہ غریب صحابہ
جو کہ اسلام سے قبل غلام تھے اسلام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ان کو دوسرے تمام خاندانی شریفانہ نسب صحابہ کے برابر مجلسوں میں جگہ
دیتے تھے بلکہ ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کی وجہ سے مالدار و ذی عزت
اصحاب سے ان کو افضل و بہتر جانتے تھے۔ مشرکین عرب کے چند رؤسا
نے آپ سے یہ درخواست کی تھی کہ آپ کے پاس بلال و صہیب و عمار صیہ
ذلیل لوگوں کا مجمع رہتا ہے اس لئے ہم کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے
شرم آتی ہے اگر یہ ہٹا دئے جائیں تو ہم حاضر ہوں گے تب آپ نے فرمایا
کہ مسلمانوں کو میں کبھی اپنے سے جدا نہیں کر سکتا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ
آپ کم از کم اتنا کریں کہ ایک دن ان کی ملاقات کا رکھیں اور ایک دن
ہماری ملاقات کا اس پر آپ راضی ہو گئے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
طلب فرمایا کہ ایسا ایک معاہدہ ان کو لکھ کر وثیقہ دیدیا جائے تب یہ آیت کریمہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بذریعہ فعلی کی نسبت سے اپنی ساس کا ہاتھ پکڑا پھر اس سے زنا کیا۔ کیا ایسی صورت میں زید کی زوجہ اُس پر حرام ہو جائے گی اور اس کے نکاح سے خارج ہوگا۔

الجواب

ساس کے ساتھ بذریعہ فعلی کرنے سے زوجہ حرام ہوتی ہے چاہے کہ زید اپنی زوجہ کا مہر دیکر اس سے علیحدہ ہو جائے اور زوجہ عدت ختم ہونے کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔

عالمگیری جلد ۱۰ کتاب النکاح باب المهرات میں ہے فمن

زنی بامراۃ حرمت علیہ اھما وان علت وابنتھا وان سقطت

اس کے بعد ہے وکما تثبت هذه الحرمة بالوطء تثبت

بالمس والتقبیل والنظر الى الفرج بشهوة كذا في الذخيرة

بعد کے صفحہ میں ہے لو اقر بحومة المصاهرة يواخذ به

ويفرق بينهما - والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حنفی مذہب مرد غیر معلکہ کی لڑکی کے ساتھ عقد کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

اہل ہواد مذہب اشخاص کے ساتھ نکاح کرنے کے بارہ میں فقہائے

نے تفصیل کی ہے کہ اگر ان کے اعتقادات کفر کی حد تک پہنچ گئے ہیں تو ان سے نکاح کرنا درست نہیں ہے ورنہ جائز ہے۔

عالمگیری جلد ۱۱ کتاب النکاح میں ہے لا یجوز نکاح المجوسی ولا الوثنیات الخ

اس کے بعد ہے ویدخل فی عبدة الاوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التي استحسنوها والمعطلة والزنادقة والباطنية والاباحية وكل مذهب یكفر به معتقده۔ کذا فی فتاویٰ القدیر غیر مقلدین جو محض آئمہ اربعہ کی تقلید کے منکر ہیں چونکہ یہ اہل سنت کے مخالف ہیں اس لئے ان کے ساتھ مناکحت کرنے سے احتراز مناسب ہے جیسا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے فتاویٰ عزیزی کے ص ۱۱ میں لکھا ہے۔ انعقاد باین فرقہ موجب مفاسد ہائے بسیار میگردد مثل بد مذہب شدن اہل خانہ و اولاد و عدم موافقت صحبت و غیر ذلک۔ پس احتراز ازاں واجب است۔ واللہ اعلم بالصواب استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو شوہر کے مکان میں بیمار ہو کر علاج کے لئے اپنے ماں باپ کے پاس گئی صحت کے بعد اب شوہر کے مکان میں آنے سے انکار کر رہی ہے۔ ہندو کے ماں باپ وغیرہ کا بیان ہے کہ ہم ہندو کو شوہر کے مکان میں اس وجہ سے نہیں بھیجے کہ اس کے والدین ہندو کو کھانے پکڑے وغیرہ کی تکلیف دیتے ہیں

سے ثابت ہے واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی لڑکی کا نکاح اپنے حقیقی چچا زاد بھائی کے ساتھ کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

کر سکتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے حقیقی چچا زاد بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منع فرمایا تھا واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بروقت نکاح مہر میں جبکہ سبیل یا مہر جل کی صراحت نہ کی جائے گی تو شرعاً کونسا مہر صحابجا جائیگا۔

الجواب

ایسے وقت میں عرف بلد یعنی شہر کے رواج کا اعتبار کیا گیا ہے حیدرآباد میں چونکہ مہر مہر جل کا رواج ہے جس کی میعاد شرع میں طلاق یا موت ہے لہذا صورت مسئلہ میں بھی مہر مہر جل ہی صحابجا جائیگا۔

تبیین الحقائق جلد (۲) ص ۱۵۵ باب المہر میں ہے اعلم ان المہر المذكور ہنما ما تعرف تہجیلہ حتی لا یكون لہا ان تہبس نفسہا فیما تعرف تاجیلہ الی المیسرة او الموت او الطلاق و لو کان حالاً لان المتعارف کالمشرط و ذلک تخلف باختلاف

المبلدان والا زمان والا مشخص هذا اذا المنيصا على التعجيل
او التاجيل -

رد المحتار جلد (۲) ص ۳۶۸ باب المهر میں ہے ان لم یباین
تعجيله او تعجيل بعضه فلها المنع لاخذ ما یجمل لهما منه عرفاً
وفي الصیدية الفتوى على اعتبار عرف بلدہما من غير اعتبار
الثالث او النصف وفي الحانية یعتبر لتعارف لان الثابت
عرفاً كالثابت شرطاً -

فتح القدير جلد (۳) ص ۲۲۸ میں ہے وان لم یشرط تعجيل
شیء بل سکتوا عن تعجيله او تاجيله فان كان عرفاً في
تعجيل بعضه وتاخير باقیه الى الموت والمیسرة او الطلاق
فلیس لهما ان تحتبس الا الى تسليم ذلك القدر قال في
فتاویٰ قاضی خان فان لم یباینوا قدر المجل ینظر الى المرأة
والی المهر انه کم یكون المجل لمثل هذه المرأة والی المهر
انه کم یكون المجل لمثل هذه المرأة من مثل هذا المهر
فیجعل ذلك ولا یقتدر بالربع والخمس بل یحتب بالمتعارف
فان الثابت عرفاً كالثابت شرطاً -

اسی صفحہ میں ہے بل المعتبر في المسکوت
العرف والله اعلم بالصواب -

لاولادهم ثم لذوی الارحام والعمات ثم الازوال۔ واللہ اعلم
بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی اپنی رضا مندی سے
کسی غیر کفو رالے مرد سے نکاح کر لے اور بعض ولی بھی اس پر راضی ہوں تو
کیا دوسرے اولیاء کو اس پر اعتراض کرنے کا حق ہے یا نہیں۔

الجواب

جو ولی کے ناراض ہیں اگر ناراضی ہونے والے ولیوں سے اوپر کے
درجہ کے ہیں تو بیشک ان کو روکنے اور منع کرانے کا حق ہے اور جو کہ ان کے
مساوی یا کم درجہ کے ہیں ان کو کوئی حق نہیں ہے۔

عالمگیری جلد (۱) باب الکفاءة میں ہے واذا نزلت وجبت لنفسها
من غیر کفء ورضی بہ احد الا ولیاء لم یکن لهذا الولی ولا لمن مثله
او دونه فی الولاية حق الفسخ ویکون ذلك لمن فوقه کذا فی فتاویٰ
قاضی خان وکذا اذا زوجها احد الا ولیاء برضاها کذا فی محیط الکرام
اسی صفحہ میں ہے وان کان الا ولیاء الذین باشر واعدوا لکاحہ برضاها
ولم یعلموا نہ کفء او غیر کفء فلا خیار لواحد منهم ما
واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کفر کی لہجہ میں

ایک مسلمان عورت سے زنا کیا اب مسلمان ہو کر اس کی لڑکی ہندہ سے جو اس کے شوہر کے بطن سے ہے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ شرعاً درست ہے یا نہیں۔

الجواب

زانی چاہے کفر کی حالت میں زنا کرے یا اسلام کی ہر حالت میں اس پر اس کی زنا کی ہوئی عورت کی لڑکی حرام ہے۔

عالمگیریہ جلد ۱، کتاب النکاح باب المحرمات میں ہے فمن زنا بامرأة حرمت علیہ لھا وان علنت وابنتھا وان سفلت فحق القدر جلد (۳) ص ۱۱۹ باب المحرمات میں ہے وقد روی اصحابنا احادیث کثیرة منها قال رسول الله افی زنیة بامرأة فی الجاهلیة افا نکح ابنتھا قال لا اری ذلک ولا یصلح ان تنکح امرأۃ تطلع من ابنتھا علی ما تطلع علیہ منها والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے حقیقی یا علّاتی بھائی کی زوجہ سے یا حقیقی چچا یا ماموں کی زوجہ سے ان کے انتقال یا طلاق دیدینے کے بعد نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

کر سکتا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ و احل لکم ما وراء ذلکم

بالوطء لا بفیرہ) کا خلوة الحرمۃ وطئھا (و لم یزد) مھرا مثل
(علی السنی) کرھا ہا بالخط ولو کان دون المسک لزم مھرا مثل لفساد
التسمیۃ بفساد العقد واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ کے انتفاک
بعد اپنی ختی سالی کی لڑکی سے عقد کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

کر سکتا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ واحل لکم ما وراہ ذلکم
سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حدیث شریف النکاح
سنی فمن رغب عن سنتی فلیس منی کے متعلق زید کا یہ بیان ہے کہ اس میں
فمن رغب کی جگہ فمن لم رغب چاہیے لفظ لم کے نہ ہونے سے معنی غلط ہوتے
ہیں کیا زید کا یہ بیان درست ہے۔

الجواب

زید کا بیان درست نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ زید قواعد علم صرف سے
ناواقف ہے کیونکہ مرغبت ماضی کا صیغہ ہے جس پر لم حرف جازم نہیں آتا
اور رغب کے بعد جب عن آئے تو اس کے معنی اعراض و روگردانی کے
ہوتے ہیں۔ فقہ وحدیث کی معتبر کتابوں میں یہ حدیث عن کے صلہ سے آئی ہے

بخاری شریف مجتبیٰ جلد (۲) ص ۵۵ کتاب النکاح میں انس رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہوئی طویل حدیث میں ہے اما والله انی لا خشاکم للہ واتقاکم لہ لکن اصہوم وافطروا صلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی مبسوطہ منی کے جلد ۱۹۳ کتاب النکاح میں ہے وقال صلی اللہ علیہ وسلم النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی یتیین الحقائق جلد (۲) ص ۹۵ کتاب النکاح میں ہے وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی - واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقیقی ماموں ولی نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر لڑکی کے عصبات اور ماں بہن ناٹا اخیانی بجائی بہن اور ان کی اولاد اور بھوپتی نہیں ہے تو ماموں لڑکی کا ولی نکاح ہو سکتا ہے درمختار کے کتاب النکاح باب الولی میں ہے الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب اس کے بعد ص ۳۲ میں ہے فان لم یکن عصبۃ فالولاية للاہل ثم لام الاب ص ۳۲ میں ہے ثم للجد الفاسد ثم للاخت لاب وام ثم للاخت لاب ثم لولد الام الذکر والانثی سواہ ثم

بعد وجود الشرط مطلقاً لكن ان وجد في الملك طلقت
والله اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ہندہ کو باکرہ
سمجھ کر نکاح کیا نکاح و صحبت کے چار ماہ بعد ہندہ کی زچگی ہوئی اور
لڑکی صحیح و سالم پیدا ہوئی جس سے یقین ہے کہ ہندہ نکاح کے قبل حائضہ
تھی۔ ایسی حالت میں کیا زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ درست ہوا نہیں
اور کیا زید پر ہندہ کا مہر واجب الادا ہے اور نکاح صحیح نہ ہونے کی
صورت میں زید ہندہ سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

صورتِ مسئلہ میں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ہندہ کو قبل از نکاح
زنا سے حمل تھا تو زید کا نکاح اس کے ساتھ درست ہے مگر زید نے
بعد نکاح جو اس سے صحبت کی ہے وہ حرام ہے۔

در مختار کے کتاب النکاح میں ہے وصحة نکاح حبلی من
زنا لا حبلی من غیرہ ای الزنا للثبوت لنسبه وان حرم
وطوؤها ودواعیدہ اگر ہندہ کا زنا سے حاملہ ہو نا ثابت نہ ہو تو زید کا
نکاح اس کے ساتھ درست نہیں ہوا۔

رد المحتار جلد (۲) ص ۳۰ میں ہے هذا ما لم تلد

لا قتل من ستة اشهر من وقت العقل فلو ولد تلده لا قتل

لم یصح العقد كما صرحوا به ای لاحتمال علوقه من غیر الزنا
 بان يكون بشبهة فلا یرد صحة تزوج الحبلی من زنا مہندہ کا
 حل اگر زنا سے ثابت ہو جائے تو ایسی حالت میں چونکہ زید کا اس سے نکاح
 صحیح ہے اس لئے مہندہ تا حال زید کی زوجہ ہے جدید نکاح کی حاجت نہیں
 ہے زید اگر آئندہ مہندہ کو طلاق دیدیگا تو صحبت کرنے کی وجہ سے پورا مہر دینا
 ہوگا کیونکہ بعد نکاح باکرہ نہ پائے جانے سے مہر میں کوئی کمی نہیں آتی عالمگیری جلد ۱
 کتاب النکاح باب العدة میں ہے اذا دخل الرجل بالمرأة علی وجه
 شبهة او نکاح فاسد فطیلة المهر ولها العدة

رد مختار جلد ۲ کتاب النکاح باب المہر میں ہے ولو شرط البکارت
 فوجد ما ینبئ لومہ الكل دہر، وضعة فی البزاریة

عالمگیری جلد ۱ باب المہر میں ہے رجل تزوج امرأة علی
 انها بکر فدخل بها فوجدها غیر بکر فالمهر واجب بکماله کذا
 فی التجنین اگر مہندہ کا حل زنا سے ثابت نہ ہو تو زید کا نکاح اس سے چونکہ
 صحیح نہیں ہوا اس لئے چاہیے کہ زید فوراً اس سے علحدہ ہو جائے اور صحبت
 کرنے کی وجہ سے اس کو مہر مثل بیسے مہندہ کے باپ کے خاندان کی عورتوں کا
 مہر دینا پڑیگا بشرطیکہ مہر مثل مہر سہمی یعنی مہر مقررہ وقت نکاح سے کم یا اس کے
 برابر ہو اگر زائد ہو تو پھر مہر سہمی ہی دینا پڑیگا۔ ایسی حالت میں زید مہندہ سے
 دوبارہ عقد کر سکتا ہے۔

سید

رد مختار کے کتاب النکاح باب المہر میں ہے ویجب مہر المثل فی نکاح

دوسرا ولی اگر نابالغ لڑکی کا نکاح غیر کفو سے یا کسی مہر مثل کے ساتھ
 کرادے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہے۔ درمختار کے باب الولی میں ہے
 وان كان المزوج غیرها ای غیر الاب وایمہ ولو الا مراء
 القاضی او وکیل الاب لا یصح النکاح من غیر کف او
 بلعین فاحش اصلہ وان کان من کف و بمهر المثل صم
 اور اگر کف کے ساتھ مہر مثل پر کرادے تو نکاح صحیح ہوگا مگر بعد بلوغ
 لڑکی کو اس کے فسخ کرانے کا اختیار رہے گا۔ درمختار میں اسی جگہ ہے
 (ولکن لہما ای) لصغیر وصغیرۃ وملحق بھما (خیار
 الفسخ) ولو بعد الدخول (بالبلوغ او العلم بالنکاح بعد)
 پس صورت مسئلہ میں نانانے جو نکاح کرایا ہے اگر کفو کے ساتھ
 مہر مثل پر کرایا ہے تو یہ نکاح صحیح ہے مگر لڑکی کو بعد بلوغ فسخ کا اختیار
 ہے اور اگر غیر کفو کے ساتھ یا مہر مثل سے کم مہر پر نکاح کرایا ہے تو
 یہ نکاح صحیح نہیں ہے۔ وصی کو چونکہ نکاح کی ولایت کا حق نہیں ہے
 اس لئے اس کی رضامندی کوئی چیز نہیں ہے اگرچہ باپ نے اس کو
 وصی بنایا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ہندہ سے اگر
 اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ ہندہ کو ہمیشہ اس کے والدین کے
 گھر میں رکھے گا تو کیا بعد نکاح زید اس کی پابندی سے انحراف کر سکتا ہے

اور در صورت انحراف کیا نکاح میں کوئی فساد لازم آئیگا۔
اور اگر یہ اقرار نامہ لکھ دے کہ اگر میں اس شرط سے پلٹ
جاؤں تو نہ وجہ مطلقہ ہو جائے گی تو کیا پلٹ جانے پر طلاق ہوگی۔

الجواب

ایسے شروط کی پابندی شرعاً واجب نہیں ہے البتہ لمجاظ
تقویٰ و پرہیزگاری وعدہ کو پورا کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی وعدہ خلافی
کر کے شرط کی پابندی نہ کرے تو اس سے نکاح فاسد نہیں ہوتا البتہ
پابندی شرط کو طلاق سے معلق کرنے کی صورت میں عدم بجا آوری
شرط سے طلاق ضرور واقع ہوگی۔

رد المحتار جلد (۲) ص ۳۰۲ میں ہے ولكن لا يبطل النكاح
بالمشروط الفاسد وانما يبطل الشرط وانه يعنى لو عقد
مع شرط فاسد لم يبطل النكاح بل الشرط۔

عینی شرح بخاری جلد (۶) ص ۴۴ میں ہے واختلف
العلماء في الرجل يتزوج المرأة وتشرط لها ان لا يخرجها من
دارها ولا يتزوج عليها ونحو ذلك من الشروط المباحة
على قولين الثاني ان يومر الزوج بتقوى الله والوفاء بالشرط
ولا يحكم عليه بذلك حكما وان ابي الخوارج لها كان الحق
الناس باهله۔

رد مختار جلد (۲) کتاب الطلاق میں ہے وتخل اليمين

زوج کے ساتھ جس کی عمر دس سال کی ہے صحبت کرے تو کیا یہ فعل شرعاً
حلال ہے یا نہیں۔

الجواب

مگر یہ نا بالغ لڑکی سے صحبت کرنے کے لئے شرع میں لڑکی کی طاقث
تحت کا لحاظ کیا گیا ہے اگر لڑکی صحبت کی طاقت رکھتی ہے تو درست ہے
ورنہ نہیں۔ طاقث کا اندازہ لڑکی کی حیاست پر ہے۔ اگر لڑکی حیاست
میں بھاری اور جماع کی متحمل ہے تو شوہر اس سے صحبت کر سکتا ہے بجز الرق
جلد (۳) باب المہر میں ہے ولیس له ان یدخل بها قبل ان تطیقه
وقدر بالبلوغ وقیل بالستع والاولی عدم المرتدیر والمختار
جلد (۲) باب المہر میں ہے وقد رت الا طاقۃ بالبلوغ وقیل
بالستع والاولی عدم المرتدیر والمختار جلد (۲) باب النفقة
میں ہے و اشار الى ما في الزيلعي من تصحيح عدم مرتدیرة بالن
فان السمينۃ الضخمة تحتمل الجماع ولو هخيرة السن پس
صورت مسئلہ میں لڑکی عورتوں کو دکھائی جائے اگر وہ اس کے جسم قوی
کے لحاظ سے یہ کہہ دیں کہ اس میں جماع کی طاقت ہے تو شوہر کا فعل درست
ہے ورنہ نہیں رد المختار جلد (۲) باب المہر میں ہے ولو قال الزوج
تطیقه واداد الدخول وانكرا لاب فالقاضي یرعی النساء ولم
یعتبرا السن کذا فی الخلاصہ۔ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی کم سن لڑکی کی پرورش جو زوجہ مرحومہ کے بطن سے ہے اپنی زندگی تک دوسری زوجہ فاطمہ کے پاس کرائی اور بوقت انتقال یہ وصیت کی کہ فاطمہ اور اس کا باپ بلوغ تک اس کی پرورش کر کے بعد بلوغ بکر کے فرزند سے اس کا عقد کر دیں لڑکی تاحال دونوں وصی کے پاس ہے مگر لڑکی کا حقیقی نانا بطور خود وصیوں کی اطلاع کے بغیر قبل از بلوغ اپنی ولایت سے اس کا نکاح ایک اجنبی شخص سے کر دیا ہے کیا یہ نکاح صحیح ہے اور کیا نانا کو شرعاً ایسا حق حاصل ہے

الجواب

وصی کو وصی ہونے کی حیثیت سے نابالغ لڑکی کو نکاح کرا دینے کا حق نہیں ہے درمختار کے کتاب النکاح باب الولی میں ہے ولیس للوصی من حیث هو وصی ان یرجع الیتیم مطلقاً وان اوصی الیہ الا ببدلک علی المذہب نعم لو کان قریباً او حاکماً مملکۃ بالولایۃ کما لا یخفی عصبیات اور ماں وغیرہ نہ ہونے کی صورت میں نانا ولی ہے ص ۳۲ میں فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام ثم لامر الا ب و فی القنیۃ عکسہ ثم لنبنت ثم للنبنت الا بن ثم لنبنت البنت ثم لنبنت ابن ابیہ ثم لنبنت بنت ابیہ ثم للجد الفاسد باپ دادا کے سوا

ناکح ہے اور فلاں منکوحہ یہ شرط بھی مذہب امامیہ میں مذہب حنفی کے موافق ہے۔ اگرچہ مذہب امامیہ میں اس شخص کے لئے جو عربی الفاظ کہہ سکتا ہے ایجاب و قبول کے الفاظ عربی زبان میں کہنا شرط ہے۔ مگر بعض فقہاء امامیہ نے اس کو مستحب بتا کر بغرض سہولت یہ اجازت دیدی ہے کہ ناکح و منکوحہ اپنی زبان میں ایجاب و قبول کر سکتے ہیں اور یہی حنفیوں کا مذہب ہے۔ روضة البہیہ شرح لمعة الدمشقیہ فقہ شیعہ امامیہ کے جلد ۱ ص ۲۶۸ فصل ثانی فی العقدیں ہے و یعتبر اشتمالہ علی الايجاب والقبول اللفظین کخیرہ من العقود الاخریۃ فالایجاب زوجتک وانکحتک ومتعتک لا غیر والقبول قبلت الذیخ او النکاح او تزوجت او قبلت مقصّر علیہ من غیران یدکر المفعول کلّہما بلفظ الماضی۔ ولا یشترط تقدیم الايجاب علی القبول لان العقد هو الايجاب والقبول والترتیب کیف اتفق غیر محمل بالمقصود ص ۲۶۹ میں ہے۔ و یجوز تولی المرأة العقد عنها وعن غیرها ایجاباً وقبولاً ولا یشترط الشاهد ان فی النکاح الدائم ولا الولی فی النکاح الرشیدۃ وان کان افضل علی الاشہار اس صفہ کے بعد مسائل متفرقہ میں ہے ویصح توکیل کل من الزوجین فی النکاح لانہ مما یقبل النیایۃ ولا یختص غرض الشارع بإیقاعہ من مباشر معین ص ۲۶۹ میں ہے و یشترط تعین الزوج والزوجة بالإشارة أو بالاسم أو الوصف الراجعین للاشتراک

صفحہ ۱۶۸ میں ہے ولا يجوز العقد ايجاباً وقبولاً بغير العربية
 مع القدرة عليها لان ذلك هو المحمود من صاحب الشرع
 كغيره من العقود الاخرى بل اولى وقيل ان ذلك مستحب
 لا واجب لان غير العربية من اللغات من قبيل المترادف
 يعنى ان يقام مقامه وكان الغرض اىصال المعاني المقصودة الى
 فهم المتعاقدين فيتاوى باى لفظ اتفق پس جبکہ روایات
 سابقہ کے لحاظ سے انعقاد نکاح کے شروط میں امامیہ و حنفیہ کے پاس فرق
 نہیں ہے تو صورت مسئلہ میں سرکاری نائب قاضی کے ذریعہ سے جو
 نکاح کہ مذہب حنفیہ کے طریقہ پر ہوا ہے وہ مذہب امامیہ کے موافق
 ہے۔ اس کے بعد دوسرے نکاح کی ضرورت نہیں ہے واللہ اعلم
 بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ماں کے حقیقی چچا کی
 لڑکی کے ساتھ نکاح درست ہے یا نہیں۔

الجواب

درست ہے جیسا کہ آئہ کریمہ و احلال حکم وراثت
 ذلکم سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شوہر اگر اپنی نابالغ

البالغۃ الايضاًھا (۱) فی در المختار فی الباب الولی) ولا تجبر
 البالغۃ البکر علی النکاح لا نقطاع الولائیۃ بالبلوغ -
 (۱) عند الحنفی یجوز لعزیر الاب والجد النکاح للصغیر
 والصغیرۃ جبراً اذا کان النکاح من کف و بغیر غبن فاحش
 والا لا یصح اصلاً (وقال فی باب الولی ص ۳۱۳ وان کان المزدوج
 غیرهما) ای غیر الاب وابیہ ولوالامرا والقاضی او وکیل
 الاب (لا یصح النکاح من غیر کف او بغبن فاحش - والله
 اعلم بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نکاح فاسد سے
 حرمت مصاہرہ ثابت ہوتی ہے یا نہیں -

الجواب

نکاح فاسد کے بعد اگر منکوحہ سے وطی یعنی صحبت کی جائے
 تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوتی ہے یعنی موطوہ کی ماں وغیرہ وطی کر نیوالے
 پر حرام ہو جاتی ہے بغیر وطی کے محض نکاح فاسد سے حرمت ثابت
 نہیں ہوتی -

رد المحتار جلد ۲ (۱) باب المحرمات میں ہے وکذا تثبت حرمة
 المصاہرة لوطی المنکوحۃ فاسداً
 عالمگیری جلد ۱ (۱) باب محرمات مہر یہ میں ہے وتثبت حرمة

المصاهرة بالنكاح الصحيح دون الفاسد كذا في محيط الشری
فلو تزوجها نكاحاً فاسداً لم تحرم عليه امها بمجرد العقد بل
بالوطء مكن في جوار الوائق وتثبت بالوطء حلها لكان او عن
مشيئة اوزنا كذا في فتاویٰ قاضی سخاں۔ واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید وہندہ دونوں
امامیہ مذہب رکھتے ہیں ان دونوں کا نکاح حسب رواج بلدہ سرکاری
نائب قاضی کے ذریعہ سے مذہب حنفی کے موافق منعقد ہوا اس کے بعد
مذہب امامیہ کے مجتہد کے ذریعہ دوبارہ نکاح کرنے سے زید کو انکار ہے
کیا یہ نائب سرکاری حنفی کا منعقد کیا ہوا نکاح از روئے مذہب امامیہ
کافی سمجھا جائیگا یا نہیں۔

الجواب

شیعہ امامیہ کے مذہب میں انعقاد نکاح کے لئے ایجاب وقبول
وہی لفظ ہیں جو حنفی مذہب میں ہیں۔ اور جس طرح حاکم بالغہ کے لئے
حنفیوں کے پاس ولایت شرط نہیں ہے ایسا ہی مذہب امامیہ میں بھی
شرط نہیں ہے۔ زوج و زوجہ کا انعقاد نکاح کے لئے دوسرے شخص کو
اپنا کومیل مقرر کرنا جیسا کہ مذہب حنفی میں جائز ہے ایسا ہی مذہب
امامیہ میں بھی جائز ہے۔ زوج و زوجہ کا اشارہ یا نام یا اوصاف خاصہ
سے معین ہونا جس سے اشتباہ رفع ہو اور اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ فلاں

باقی تمام سائل بطرح لکھے گئے ہیں مفتے بہ اور اصح نہیں ہیں اس لئے ہر ایک مسئلہ کے متعلق مفتے بہ واضح قول مع حوالہ درج ذیل ہے۔

(۱) عند الامام الاعظم الولی شرط لصحة نکاح صغیرۃ ومجنون ورقیق لامہ مکلفۃ۔ قال فی در المختار مطبوعہ علی شہادۃ رد المختار جلد ثانی ص ۳۰۴ باب الولی وهو ای الولی شرط لصحة نکاح صغیر ومجنون ورقیق لامہ مکلفۃ فنقد نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی۔

(۲) عند الامام الاعظم بشرط اسلام الشہور فی نکاح المسلمۃ کالذمیۃ (فی در مختار کتاب النکاح) وشرط حضور الشاہدین حرین مکلفین سامعین قولہما معاً فافہم انہ نکاح مسلمین لنکاح مسلمۃ (فی رد المختار) قید بقولہ مسلمین احتراراً عن نکاح الذمیۃ فانہ لو تزوجا عند ذمیین صح۔

(۳) عند الامام الاعظم تلحق الحرۃ المکلفۃ بنفسها کالمجنونۃ والصغیرۃ والامۃ (فی در المختار باب الولی) واکمل ان کل من تصرف فی مالہ تصرف فی نفسه وما کلا فلا۔

(۴) عند الامام الاعظم تلحق الامراذلم بکن عصبۃ فی در المختار باب الولی فان لم یکن عصبۃ فالوکایۃ للامر۔

(۵) صریح فی الہدایۃ ان الخبیۃ المنقطعتان یکون

الولى في بلد لا تصل اليه القوافل في السنة الامرة وقال
هو اختيار القدوري لكن مختار اكثر المشايخ واصح الاقاويل
انه اذا كان الاقرب في موضع لوانتظر حضوره او استطاع
رأية فات الكفو الذي حضر فخذ غيبة منقطعة ويجوز
للابعد التزوج عندها. (قال في المختار في باب الولي) - رو
لولى الابعد التزوج بغيبة الاقرب مسافة القصر و
اختار في الملتقى ما لم ينتظر الكف الخاطب جوابه واعتده
الباقي ونقل ابن الكمال ان عليه الفتوى (في رد المحتار)
وقال في الذخيرة الاصم انه اذا كان في موضع لوانتظر
حضوره او استطاع رأية فات الكفو الذي حضر فا
لغيبه منقطعة واليه اشار في الكتاب اه وفي البحر
المجتبى والمبسوط انه الاصح وفي النهاية واختاره اكثر المشايخ
وصححه ابن الفضل وفي الهداية انه اقرب الى الفقه وفي الفتح
انه الاشبه بالفقه وانه لا تعارض بين اكثر المتأخرين
واكثر المشايخ اى لان المراد من المشايخ المتقدمين وفي شرح
المملتقى عن الحقائق انه اصح الاقاويل وعليه الفتوى وعليه
مشي في الاختيار والنفاية ويشير كلام النهر الى اختياره
وفي البحر الاحسن الافتاء بما عليه اكثر المشايخ -
(ع) عند الحنفى ليس للولى عصبة كان او غيره ان يزوج

کیا شرعاً پھوپھی اور بھتیجی ایک شخص کے نکاح میں جمع ہو سکتی ہیں۔

الجواب

پھوپھی بھتیجی کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے عالمگیری جلد ۱۱ محرمات بالجمع میں ہے۔ فلا يجوز الجمع بين امرأة وعمتها نسباً أو رضاعاً وخالفها كذا لك ونحوها هداية اولين مصطفیٰ ص ۲۸ میں ہے ولا یجمع بین المرأة وعمتها او خالتها۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

علمائے دین مندرجہ مسائل خلاfiہ بین الاحناف والشافعی کے متعلق کیا فرماتے ہیں کیا یہ ہر مذہب کے مفتی یہ اقوال ہیں یا نہیں۔
(۱) الولی رکن عند الشافعی وعند الامام الا عظم لیس ہو رکن ولا یشرط۔

(۲) عند الامام الشافعی لیشرط فی الشہود تسعة شروط وعند الامام الا عظم لا یشرط الا سلام فی نکاح مسلمة لا الذمیة۔

(۳) عند الامام الشافعی لا ولاية للمرأة علی نفسها ولا غیرها وعند الامام الا عظم تلوی المرأة نفسها وغیرها
(۴) عند الامام الشافعی لا ولاية للامم وعند الامام الا عظم تلوی الام قبل البلوغ۔

(۵) عند الامام الشافعی اذا غاب الولی الاقرب

مسافة القصر زوج الابدع وان لم یقطع خبره وعند الامام
الاعظم اذا كانت الخیة منقطعة انتقلت للابدع ولا یفعل
اذا كان یجمل لا تصل الیه القافلة الا فی السنة مرة۔

(۶) عند الشافعی لا یصح نکاح المحرم بحال وعند الحنفی
یصح نکاح المحرم وان كانت الزوجة محرمة۔

(۷) عند الشافعی للاب والجد تزویج البکر صغیرة
وکبیرة بغیر رضاهما وعند الحنفی لیس للاب والجد ان یزوج
البالغة الابرضاها۔

(۸) عند الشافعی لا یجوز لغیر الاب والجد ان یزوج
الصغیرة حتی تبلغ وعند الحنفی یجوز لساؤل العصبیات ان
یزوج الصغیرة بغیر رضاهما۔

الجواب

مسائل مندرجہ بالا کتب شوافع میں دیکھے گئے مسئلہ نمبر (۵)
کے سوا باقی سب درست ہیں۔ نمبر (۵) جس طرح لکھا گیا ہے مفتی بہ نہیں ہے
بلکہ اس بارہ میں مفتی بہ اور اصح قول یہ ہے اذا غاب الولی الاقرب
مسافة القصر انتقلت الیہ الی الحاکم الی الابدع۔
الاصح۔ کذا فی بغیة المسترشدین ص ۱۸۔

و مسائل مندرجہ بالا کتب اخوان میں دیکھے گئے مسئلہ نمبر (۶) کے

باوجود ہندہ کا نکاح بکر سے کر دے اور یہ شرعاً جائز ہے۔

الجواب

ہندہ کا ولی چونکہ اس کا بچا زید ہے اس لئے زید کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے لڑکے بکر سے ہندہ کا نکاح کر دے مگر شرط یہ ہے کہ نکاح مہر مثل پر کرے اور بکر دینداری اور مال و پیشہ میں بھی ہندہ کے برابر ہو۔ ماموں چونکہ ولی نہیں ہے اس کو منع کرنے کا حق نہیں ہے اور اس کی ناراضی سے زید کے کراے ہوئے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ردالمحتار جلد (۲) کتاب النکاح باب الولی میں ہے۔ ثم یقدم الاب ثم ابویہ ثم الاخ الشقیق ثم لاب۔ ثم ابن الاخ الشقیق۔ ثم لاب ثم العم الشقیق ثم لاب ص ۳۱۱ در مختار میں ہے وللولی ان نکاح الصغیر والصغیرۃ (جبراً) ولو ثیباً ولزم النکاح ولو بغین فاحش او بغیر کفرء ان کان الولی اباً او جدّاً لم یحرف منہما سوء الاختیار وان عرف کادان کان المنز وجر غیرہ لا یصح من غیر کفرء او بغین فاحش اصلاً وان کان من کفرء و بھو المثل صح واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بالغہ لڑکی جس کی عمر بائیس سال کی ہے اپنی ماں کی رضامندی کے بغیر چچا کی ولایت سے عقد کر لے سکتی ہے یا نہیں۔ کیا ماں کے مقابل چچا کی ولایت کو ترجیح ہے۔

الحجاب

بالنہ لڑکی اولیاء کی ولایت سے خارج ہے اس کو کوئی ولی نکاح کے لئے جبر نہیں کر سکتا وہ خود اپنی رضا مندی سے جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہم کفو مرد سے مہر مثل پر نکاح کرے اگر اس کے خلاف ہو تو ولی کو حق ہے کہ اس کا نکاح فسخ کر دے بلکہ بلا اجازت ولی کے غیر کفو سے نکاح کرنا ولی کی اجازت پر مؤثر ہوتا ہے اگر وہ اجازت دے تو صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔

چچا چونکہ عصبہ ہے اس لئے صورت مسئلہ میں لڑکی کا ولی یہی ہے اس کے مقابل ماں کو کوئی حق نہیں ہے۔ درختا مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۲) کتاب النکاح باب الولی میں ہے۔ ولا تجبر بالاختة البکر علی النکاح لانقطاع الولاية بالبلوغ ص ۳۱۹ میں ہے الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ ص ۳۲۰ میں ہے فان لم یکن عصبۃ فالولاية لامر ص ۳۳۳ باب الکفاۃ میں ہے ولو نکت باقل من عہرھا فللولی العصبۃ الا اعتراض حتی یتعہر مثلہا رد المحتار میں اسی جگہ ہے لو تزوجت غیر کفۃ فالخمار للفتویٰ رواۃ الحسن انہ لا یصح العقد واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی بہن عمر کے نکاح میں ہے پھر زید اپنی لڑکی کو بھی عمر کے نکاح میں دینا چاہتا ہے

میں ہے قولہ قریش بعضہم اکفاء بعض اشارہ الی
 انہ لا تفاضل فیما بینہم من الهاشمی والنوفلی والنیتی
 والعدوی وغیرہم ولہذا زوج علیؑ وھو ہاشمی ام کلثوم
 بنت فاطمہ لعمرؑ وھو عدوی قہستانی۔ فلوتروجت ہاشمیۃ
 غیر ہاشمی لمرید عقد ہا اسی صفحہ میں ہے والخلفاء الاربعۃ
 کلہم من قریش پس جو اشخاص کہ خلفائے ثلاثہ سیدنا ابابکرؓ صدیق
 وسیدنا عمر بن الخطابؓ وسیدنا عثمان بن عفانؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین
 کی اولاد ہیں یا ان کے سوا دوسرے قریشی نسب صحابہ کی اولاد ہیں
 وہ علویہ وغیر علویہ ہر قسم کی سیدانیوں کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں۔
 واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ زید اپنے حقیقی بھائی
 کی نابالغ لڑکی کا نکاح اپنی ولایت سے لڑکی کے ہم کفر ہاشمی نسب
 مسلمی حامد کے ساتھ کر دیا زید کا بڑا بھائی جو لڑکی اور اس کی والدہ کا
 مخالف ہے اور لڑکی کا نکاح اپنے لڑکے کے ساتھ کرنا چاہتا تھا دعویٰ
 ہے کہ میری موجودگی میں زید کو اور لڑکی کی والدہ کو میری اجازت کے
 بغیر نکاح کر دینے کا حق نہیں تھا کیونکہ زید فاسق و فاجر ہے ولی نیکی
 قابل نہیں ہے۔ لہذا یہ نکاح فسخ کر دیا جائے۔ کیا شرعاً اس دعویٰ
 سے نکاح فسخ ہو سکتا ہے اور بوجہ فسق و فجور زید کی دیانت ساقط الاعبا

الجواب

ولی چاہے فاسق و فاجر ہو نکاح کر دینے کا حق رکھتا ہے کیونکہ
 فتنہ و فحش سے حق ولایت زائل نہیں ہوتا۔ مساوی درجہ کے دو ولیوں
 سے اگر ایک لڑکی کا عقد کر دے تو دوسرا اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔ پس
 صورت مسئلہ میں زید اگر لڑکی کا نکاح حامد ہاشمی سے مہر مثل پر کر دیا ہے
 تو اب زید کا بڑا بھائی اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔ درمختار کے کتاب النکاح
 باب الولی میں ہے ھو البالغ العاقل الوارث ولو فاسقاً ما لم یکن
 متہتکاً۔ والمختار جلد (۲) باب الولی میں ہے وبہ ظہور ان الفاسق
 المتہتک ھو بمعنی سئ الاختیار لا تسقط ولایتہ مطلقاً
 لانہ لو زوج من کف بھو المثل صح عالمگیریہ جلد (۱) کتاب النکاح
 باب الکفارة میں ہے واذا اجتمع للصغیر والصغیرۃ ولیان
 مستویان کالاکوین والعمین فایھما زوج جائز عندنا
 کذا فی فتاویٰ قاضی خاں سواء اجاز الاخر او فسخ۔ واللہ
 اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمرو کا انتقال ہوا
 ایک لڑکی نابالغہ سماتہ ہندہ چھوڑا عمرو کا حقیقی بھائی زید ہندہ کا عقد
 اپنے نابالغ لڑکے بکر سے کر دینا چاہتا ہے۔ مگر لڑکی اپنے ماموں کے پاس ہے
 اور وہ اس عقد سے ناراض ہے کیا زید کو یہ حق ہے کہ ماموں کی ناراضی کا

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید برادر قاضی فاروقی النسب ہے جس کی چھوٹی لڑکی ہندہ پانچ سال سے عاقلہ و بالغہ ہے مگر زید اپنی زوجہ کی ناموافقت کی وجہ سے لڑکی کی شادی کا کوئی انتظام نہیں کرتا۔ لڑکی کا نانا چاہتا ہے کہ اس کا عقد اپنے چھوٹی و ماموزاد بھائی کے فرزند سے خالد فاروقی النسب سے کر دے کیا ایسی حالت میں زید کو اس نکاح کے روکنے اور منسوخ کرنے کا حق ہے یا نہیں۔

الجواب

جب دونوں فاروقی النسب ہیں تو نسب کے لحاظ سے دونوں ہم کفو ہیں مگر ہم کفو ہونے کے لئے نسب کے سوا دینداری مال اور پیشہ کا بھی لحاظ ضروری ہے۔ اگر خالد فاروقی النسب ہونے کے علاوہ دینداری اور مال و پیشہ میں بھی ہندہ اور اس کے باپ کے برابر ہے تو ایسی حالت میں ہندہ اپنی رضامندی سے باپ کی مرضی کے خلاف خالد سے عقد کر لے تو کر سکتی ہے اور باپ کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔ اگر خالد امور بالائیں سے کسی امر میں بھی لڑکی کے برابر نہیں ہے تو پھر باپ کو اعتراض کا حق ہے اور اس کی رضامندی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہے۔

در مختار کے کتاب النکاح باب الکفارة میں ہے وتعتبر

(نسباً فقر لیش اکفاء والعرب الکفاء) وحريةً واسلاماً
 وديانةً وماکلاً وحرفةً اسی جگہ ردالمحتار میں ہے والخلفاء
 الاربعة کلهم قریشی ردالمحتار میں اسی جگہ ص ۳۱۵ میں ہے
 المرأۃ اذا زوجت نفسها من کفٍّ لزم علی الاولیاء وان
 زوجت من غیر کفٍّ کالیومہ مراد کلا یصح ص ۳۲۶ میں ہے اذا
 زوجت نفسها بلا اذن الولی لم یبق لہا حق فی الکفاءة لہا
 باسقاطها فبقی الحق للولی ففظہ الفسخ - واللہ اعلم بالصواب
 استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو لوگ سید نہیں
 ہیں کیا وہ سیدانیوں سے نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب

جو اشخاص کہ شیخ قریشی النسب ہیں وہ سیدزادیوں کے
 ساتھ نکاح کر سکتے ہیں کیونکہ تمام قریش چاہے ہاشمی ہوں یا غیر ہاشمی
 آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور ان کا ایک دوسرے سے
 نکاح کرنا درست ہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت سیدہ
 فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح
 اپنی رضامندی سے فاروقی شیخوں کے جد اعلیٰ حضرت عمر بن الخطاب
 رضی اللہ عنہ سے کرادیا تھا۔ اگر یہ ناجائز ہوتا تو ایسے اختیار و برگزیدگان
 اُمت سے کبھی صادر نہ ہوتا۔ ردالمحتار جلد ۲ (۲) کتاب النکاح باب الکفاءة

”وہ لوں مستحق عذاب سمجھے جائیں گے۔ اور اس تراضی طرفین کا خدا کے پاس کوئی لحاظ نہیں ہوگا۔ فقہ و حدیث سے جواب دیا جائے۔“

الجواب

فقہاء نے اس قسم کی تراضی کو معصیت اور فعل حرام لکھا ہے
احادیث میں بھی اس کو باطل اور فعل بغی بتایا گیا ہے۔

فتح القدیر جلد (۳) کتاب النکاح میں ہے وبالمعقول ان حرام
هذ الفعل يكون سرّاً وصدّة يكون حجراً للتعفی التهمة
اسی صفحہ میں ہے وكل حرم المبسوط حيث قال ولا ن الشرط لما
كان الاظهار لغت برفیه ما هو طریق الظهور شرعاً وذلک
لشهادة المشاهدين فانه مع شهادتهما لا یبقی سرّاً
ورفعاً مطبوع برعاشیہ روحنا جلد (۲) کتاب النکاح میں ہے
ولکل واحد فینہ ولو بغیر محضر صاحبہ دخل بها او لا
في الاصح خروجاً عن المعصية فتح القدیر کے صفحہ مذکور سابق میں
ہے لکن ابن حبان روی من حدیث عائشة انہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال لا نکاح الا بولی وشاہدی عدل وما کان
من نکاح علی غیر ذلک فهو باطل بحر الرائق جلد (۳) کتاب
النکاح میں ہے فلم یصح بغیر شہود لحدیث الترمذی البغایا
اللاحق ینکح النفس من غیر بینه۔ واللہ اعلم
بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید یہ اقرارنامہ لکھ دیا کہ ہندہ بنت سعید عاتقہ بالغہ ساکن دہلی حال دار و مہبی سے ہمسافہ زر مہربلغ پانچویں نے عقد کر لیا ہے چونکہ چند موانع کی وجہ سے حسب قواعد جاریہ بحضوری قاضی و شہود اس کی تکمیل نہیں کر سکتا اسلئے یہ تحریر بطور عقد نامہ کے ہندہ کو لکھ دی گئی تاکہ بروقت ضرورت کام آئے اور آئندہ اس کا اظہار بھی کر دیا جائیگا۔ اس نوشتہ پر ہندہ لکھی ہے کہ مجھے یہ منظور ہے اور دو گواہوں نے بھی اس پر دستخط کیے ہیں کیا ان تحریرات سے عقد ہو گیا یا زبانی ایجاب و قبول کی ضرورت ہے۔

الجواب

زبان سے کہے بغیر محض تحریر سے جو زوج و زوجہ نے ایجاب و قبول کر لیا ہے اس سے عقد نہیں ہوا زوج و زوجہ جبکہ حاضر ہیں تو چاہیے کہ دونوں دو گواہوں کے رو برو زبان سے ایجاب و قبول کریں۔ رد المحتار جلد ۲ کتاب النکاح میں ہے قوله ولا بکتابة حاضر فلو كتب تزوجتك فكتبت قبلت لم ينعتقد (بحر و الا ظہران یقول فقالت قبلت الخ اذا الكتابة من الطرفين بلا قول لا تكفي ولو في الغيبة عالمگیری جلد ۱ کتاب النکاح میں ہے ولو كتب الا ایجاب والقبول لا ينعتقد كذا في فتح القدر والله اعلم بالصواب۔

عالمگیری جلد ۱۱ کتاب النکاح باب محرمات بالجمع میں ہے واذن تزوج
الحرم خمساً علی التتابع جائز نکاح الاربعہ ولا یجوز نکاح الخمسة
واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نابالغ کا نکاح اسکی
والدہ نے ہندہ نابالغہ کے ساتھ کرا دی۔ ہندہ کا ولی اس کا باپ تھا
اور زید کی ولیہ اس کی والدہ تھی زید اب بالغ ہو گیا ہے اور ہندہ قاضی
نابالغہ ہے کیا زید کو فسخ نکاح کا حق حاصل اگر فسخ کر دے تو اس کے مہر
کی ذمہ داری کیا اس کی والدہ پر ہوگی یا خود پر۔ بلینوا توجروا۔

الجواب

زید کا نکاح چونکہ والدہ نے اپنی ولایت سے کرایا ہے۔ اس لئے
زید کو بالغ ہو جانے کی وجہ سے فسخ نکاح کا حق حاصل ہے۔ مگر وہ بطور خود
فسخ نہیں کر سکتا بلکہ اپنی ناراضی کی کیفیت محکمہ دارالقضا میں پیش کر کے
قاضی سے فسخ نکاح کی درخواست کرے کیونکہ فسخ نکاح کا حق شرعاً قاضی
کو حاصل ہے۔ زوج و زوجہ کو نہیں ہے۔ زید نے اگر ہندہ سے صحبت کی
ہے تو بعد فسخ اس پر ادائی مہر لازم ہے۔ ولی پر اس کی ادائی واجب نہیں
ہے کیونکہ زوجہ سے شوہر نے نفقہ حاصل کیا ہے۔ البتہ اگر بوقت نکاح
زوج کا ولی یا سرپرست ادائی مہر کا ضامن ہوا ہے تو زوج کے نادار
و مفلس ہونے کی حالت میں ضامن سے زر مہر وصول کیا جائے۔ اور ضامن

اس قسم کو زوج کے مالدار ہونے کے بعد اس سے وصول کرنے۔
اگر زید نے ہندہ سے صحبت نہیں کی ہے۔ یہ منہج اس پر زیر مہر لازم
نہیں ہے بلکہ نہ منہج ہو جائے گا۔

عالمگیری جلد ۱، کتاب النکاح باب الرابع میں ہے فان
زوجہما اکاب والمجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما وان
زوجہما غیر اکاب والمجد فلا کل واحد منهما الخيار
اذا بلغا ان شاء اقام على النکاح وان شاء فسخ وهذا
عند ابی حنیفہ وعیضہما اللہ تعالیٰ ولیشترط فیہ القصد
بمخلاف خيار العتق کذا فی الہدایۃ ص ۲۸ میں ہے واذا
وقعت الفرقة بخیار البلوغ ان لم یکن الزوج دخل بها
فلا مہر لہا وقعت الفرقة باختيار الزوج او باختيار المرأة
وان کان دخل بها فلہا المہر کما ملأ وقت الفرقة باختيار
الزوج او باختيار المرأة واللہ اعلم بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد و عورت بہ تراضی
طرفین باہم یہ معاہدہ کر لیں کہ وہ دونوں زوج و زوجہ کے طرح بسر
کرینگے۔ مگر اس ایجاب و قبول پر کوئی گواہ نہ ہو تو طاهر شریعت میں تو
یہ نکاح گواہ نہ ہونے سے درست نہیں ہوتا جس سے کہ زوجیت کے
حقوق ایک دوسرے پر ثابت ہوں۔ مگر خداوند عالم کے نزدیک کیا یہ

فاسد و يجب عليه ان يفارقها ولو علم القاضى بذلك
يفرق بينهما فان فارقها قبل الدخول لا يثبت شيء من
الاحكام وان فارقها بعد الدخول فلها المهر ويجب
الاقل من المسمى ومن مهر المثل وعليها العدة ويثبت
النسب وليعتزل عن امرأته حتى تنقضى علة اختها
كذلك في عيط السرخسي والله اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ زید چارز وجہ کے
ہوتے ہوئے سماء ہندہ سے نکاح کیا۔ کیا یہ پانچواں نکاح شرعاً درست
ہے یا نہیں در صورت عدم حجاز اس کے مہر کا کیا تصفیہ ہوگا۔ اور کیا
زید کی وفات کے بعد ہندہ اس کی میراث سے حصہ پائے گی اور ہندہ
کے بطن سے اگر زید کو اولاد ہو تو کیا وہ زید کے متروکہ سے اس کی دیگر
اولاد کے ساتھ حصہ پانے کی مستحق ہوگی۔ اگر زید ہندہ کے لئے قاضی
کے روبرو باختیار حال کچھ نفقہ اپنے پر لازم کر لے تو شرعاً کیا اس کی ادائیگی
زید پر لازم ہوگی۔ اگر سلطان وقت ہندہ اور اس کی اولاد کے لئے کوئی
گزارہ زید کے متروکہ سے مقرر کر دے تو کیا یہ شرعاً واجب الایصال
ہے یا نہیں۔

الجواب

چار عورتوں کے نکاح میں ہوتے ہوئے پانچویں کا نکاح ناجائز ہے

ایسی عورت کو شوہر سے علیحدہ کر دینا چاہیے اگر صحبت لینے ہم بستر کی کے بعد علیحدگی ہو تو مہر مثل و مہر مسترر بر وقت نکاح ان دونوں میں جو کم ہو وہ دینا لازم ہوگا۔ عورت پر بعد تفریق عدۃ لازم ہوگی اور جو اولاد اس سے ہوگی اس کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا۔ عورت کو شوہر کے متروکہ سے حصہ نہیں ملیگا اور حین حیات شوہر پر اس کا نفقہ لازم نہیں ہوگا۔ البتہ جو اولاد اس کے لطن سے ہوئی ہے وہ ثبوت نسب کی وجہ سے باپ کے متروکہ سے حصہ پائے گی۔ عورت چونکہ شرعی زوجہ نہیں ہے اس لئے شوہر کے انتقال کے بعد اگر سرکار اس کی پرورش کے لئے شوہر کے متروکہ سے گزارہ مقرر کرے تو درست نہیں ہے۔ البتہ اس کی اولاد کے لئے بوجہ ثبوت نسب گزارہ لازمی ہے۔

نزہۃ الارواح فی احکام النکاح مصری کے ص ۶۲ میں ہے
المحومات بالجمع ست الاولی الخامسة للحواسی صفویں محیط
سے منقول ہے و یجب ان یفارقها ولو علم القاضی بذلک یفرق
بینہما فان فارقها قبل الدخول لا یتبث شیء من الاحکام
وان فارقها بعد الدخول فلها المهر و یجب الاقل من المسمی
ومن مهر المثل و علیها العدة و یتبث النسب ص ۶۲ میں فتح القدیر
سے منقول ہے و کل هذه الاحکام المذکورۃ بین الاختین
ثابت بین کل من لا یجوز جمعه من المحارم کذا فی الفتح القدیر
رو المحتار جلد (۲) باب المهر میں ہے اما الارث فلا یتبث فیہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ زوجہ بکر نے بکر کے نکاح میں رہ کر زید کے ساتھ نکاح کر لی اور زید قبل از وطی یہ معلوم کر کے کہ یہ بکر کی منکوحہ ہے اس کو طلاق دیدیا تو کیا زید کے ذمہ مہر واجب ہے اگر وطی کے بعد طلاق دیتا تو کیا اس کو مہر دینا لازم ہوتا۔

الجواب

غیر کی منکوحہ کا نکاح شرعاً فاسد ہے رد المحتار جلد (۲) کتاب الطلاق باب العدة میں ہے (قوله نكاحاً فاسداً) هي المنكوحه بغیر شہود و نکاح امرأۃ الغیر بلا علم یا نكاحاً متزوجاً نکاح فاسد میں وطی نہ کرنے سے مہر لازم نہیں ہوتا۔

اسی جلد کے باب الہسر در مختار میں ہے و يجب مهر المثل فی نکاح فاسد یا لوطء لا بغیرۃ) كالخاوة لحرمة و طؤها و لم یزید مهر المثل علی المسبی منکوحہ غیر کے ساتھ نکاح کے بعد جان بوجہ کر وطی کرنا زنا ہے ایسے شخص پر شرفاخذ زنا واجب ہے ہر نہیں ہے اور اگر لاعلمی سے وطی کر لے تو اس پر مہر مثل لازم ہے جو کہ مہر سے بیخبر مہر مقرر بر وقت نکاح سے زائد نہ ہو۔

اسی جلد کے باب العدة در مختار میں ہے و کذا لا عدۃ لوتزوج امرأۃ الغیر و طؤها عالمأبدانک و دخل بها و لا بد

وبہ یفتی ولہذا یجدمع العلم بالحرمة لانه زنا بمرأتی
 جلد ۵) کتاب الحدود میں ہے لان الوطء فی دار الاسلام
 لا یخلو عن الحد او المهر بہجة المشتاق ص ۳۵ کے حاشیہ پر
 نثر ہتہ الارواح میں ہے قال فی الاشباہ الوطء فی دار الاسلام
 لا یخلو عن حد او مهر والله اعلم بالصواب
 استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص لاعلمی سے
 دو بہنوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے نکاح کیا اب وہ چاہتا ہے کہ زوجہ
 اولے کو طلاق دیکر ثانیہ کو اپنے نکاح میں رکھے کیا زوجہ ثانیہ کے نکاح
 دوبارہ نکاح کرنا ہوگا یا موجودہ نکاح کافی ہے۔

الجواب

زوجہ ثانیہ کا نکاح فاسد ہے شخص مذکور کو چاہیے کہ فوراً
 اس سے علیحدہ ہو جائے اگر اس کے ساتھ صحبت کیا ہے تو زوجہ
 پر عده لازم ہے اور شخص مذکور کو مہر بھی دینا ہوگا مگر مہر مقررہ وقت
 نکاح اور مہر مثل ان دونوں میں جو کم ہو وہی دینا پڑیگا۔ اور چاہیے کہ
 زوجہ ثانیہ کی عدت ختم ہونے تک زوجہ اولے سے بالکل علیحدہ رہے
 اگر زوجہ اولے کو طلاق دیدے اور اس کی عده بھی ختم ہو جائے
 تب زوجہ ثانیہ سے از سر نو نکاح کر سکتا ہے۔ عالمگیری جلد ۱۱ کتاب النکاح
 باب محرراتہ! الجمع میں ہے وان تزوجہا فی عقدین فنکاحہ الاخیر

نانا نے فیہ کفو سے نکاح کر دیا لڑکی بالغ ہوتے ہی نکاح سے انکاح کر دی اور اس قدر ناراض ہے کہ اگر اس کو جبراً خاوند کے پاس روانہ کیا جائے تو وہ خودکشی کر لے گی۔ کیا ایسی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کیا جاسکتا ہے اور کیا خاوند کو یہ حق ہے کہ اس کو جبراً اپنے گھر لے جائے۔ بینوا تو جو روا۔

الجواب

باپ دادا کے سوا کوئی رشتہ دار اگر لڑکی کا کسنی میں عقد کرے تو جو ان ہوتے ہی اُس کو اختیار ہے کہ اس نکاح کو فسخ کر دے مگر شرط یہ ہے کہ لڑکی اپنے انکار کو قاضی کے پاس پیش کرے اور قاضی فسخ کا حکم دے عالمگیری جلد (۱) باب الاولیاء میں ہے فان زوجہما الالب والجد فلا خیار لہما بعد بلوغہما وان زوجہما غیر الالب والجد فلا کل واحد سنہما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ و هذا عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ ولی شرط فیہ القضاء بخلاف خیار العتق کذا فی الہدایۃ در مختار کے باب الاولیاء میں ہے وان کان المزوج غیرہما ای غیر الالب و امیہ لا یصح النکاح من غیر کف او بغین فاحش اصلاً وان کان من کف وبہر المثل صحیح ولكن لہما خیار الفسخ بالبلوغ اذا علم بالنکاح بعد بشرط القضاء للفسخ پس

صورتِ مسئلہ میں لڑکی کو چاہیے کہ اپنے انکار کو عدالت دارالقضاء میں
پیش کرے۔ جب وہاں سے فیخ کا حکم ہو جائے تب دوسرے سے
نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زوجہ اپنے والدین کے مکان
میں رہ کر خاوند سے نفقہ طلب کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور اگر والدین کے
پاس بیمار ہو جائے تو طبیب کی اجرت اور دوائی کے مصارف والدین
کے ذمہ ہونگے یا خاوند کے۔

الجواب

شوہر اگر زوجہ کو نفقہ دینے کے وعدہ سے اس کے ماں باپ
کے گھر میں چھوڑ دے تو ایسی حالت میں شوہر پر اس کا نفقہ واجب
ہے اور اگر زوجہ بلا وجہ شرعی خاوند کی مرضی کے خلاف ماں باپ
گھر میں بیٹھی ہے تو شوہر پر اس کا نفقہ واجب نہیں ہے۔ درمختار کے کتاب النکاح باب النفقة
ولو هی فی بیت ابیہا اذا لم یطال بہا الزوج بالنقلۃ بہ لفتی
اسی باب میں ہے وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وہی الناشزۃ
حتی تعود زوجہ کی دوا کا خرچ اور طبیب کی اجرت خاوند
پر لازم نہیں ہے۔ درمختار کے اسی باب میں ہے کما لا یلزمہ ملا و تھا
بد واء المرض ولا اجرة الطبیب ولا الفصل ولا الحجامة
ہند بہ عن السراج واللہ اعلم بالصواب

- (۳) سوتیلے باپ کی بہن -
 (۴) سوتیلے ماں کی بہن -
 (۵) انا کی سوتیلی بہن -
 (۶) جو رو کے سوتیلی ماں کی سوتیلی بہن -
 (۷) سوتیلے باپ کی بیٹی -
 (۸) انا کے مرد کی بیٹی -
 (۹) سوتیلے بھائی کے جو رو کی بیٹی -
 (۱۰) رضاعی بھائی کے جو رو کی بیٹی -
 (۱۱) سوتیلی بہن کے خاوند کی بیٹی -
 (۱۲) رضاعی بہن کے خاوند کی بیٹی -
 (۱۳) جو رو یا دہشتہ کے بیٹے کی جو رو -
 (۱۴) جو رو کی موجودگی میں اس کی سوتیلی بہن یا اس کی خالہ یا بھوپتی
 یا بھانجی یا بھتیجی -
 (۱۵) جو رو کے انتقال یا طلاق کے بعد اس کی حقیقی خالہ یا بھوپتی یا
 بھتیجی یا بھانجی یا اس کی سوتیلی ماں بینوا تو جو روا -

الجواب

صور تہائے مسؤلہ میں انا کے خاوند کی جو رو یا دہشتہ سے نکاح
 حرام ہے۔ عالمگیریہ جلد (۱) کتاب الرضاع میں ہے وثبت حرمة
 المصاهرة فی الرضاع حتی ان امرأة الرجل حرام علی الرضيع

وامرأة الرضيع حرام على الرجل وعلى هذا القياس۔

آٹا کی سوتیلی بہن بھی حرام ہے عالمگیری جلد ۱، قسم رابع محرمات بالجمع میں ہے کل من تحرم بالقرابة والصهرية تحرم بالرضاع شرح وقایہ میں ہے از جانب شیرودہ اسہ خویش شوند و از جانب شیرخوار زود جان و سند و ع۔

آٹا کے مرد کی بیٹی حرام ہے عالمگیری جلد ۱، کتاب الرضاع میں ہے۔ اولد لهذا الرجل من غیر هذه المرأة قبل هذا الرضاع اس مسئلہ اور ضعت امرأة من لبنه رضیعاً فالکل اخوة الرضيع و اخواته

جور و کی موجودگی میں اس کی سوتیلی بہن یا خالہ یا بھوپنی یا بھانجی حرام ہے عالمگیری جلد ۱، قسم رابع محرمات بالجمع میں ہے واکصل ان کل امرأتین لوصولنا احداهما من ای نجا ذکر المیجز النکاح بینہما برضاع او نسب لم یجز الجمع بینہما ہلکذا فی المحيط۔

مندرجہ بالا صورتوں کے سوا باقی تمام صورتوں میں بغض اسے آیہ کریمہ و احل لکم ما وراء ذلکم شرعاً نکاح درست ہے واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نابالغ لڑکی کو آٹے

الجواب

زوج اگر غائب ہو جائے اور زوجہ قاضی کے پاس نفقہ کی شکایت پیش کرے تو ایسے وقت میں قاضی کو یہ حکم ہے کہ اگر وہ اس کے زوجہ ہونے سے واقف نہیں ہے تو زوجہ سے زوجیت کا ثبوت لے اسکے بعد اگر زوج کا مال ہے تو حسب ضرورت اس کو خرچ کرنے کی اجازت دے اور اگر مال نہیں ہے تو اس کو اجازت دے کہ کسی سے قرض لے کر کام چلائے اور زوج کی واپسی کے بعد وہ رقم اس سے قاضی کے حکم سے وصول کی جائے۔ درمختار کے باب النفقہ میں ہے ولو غاب وله زوجة وصغار قبل ميبتها على النكاح ان لم يكن عالماً به ثم يفرض له ثم يامر بما لا ينفاق او الا استدانه ليرجع قاضى حنفى اگر اپنے مذہب نے خلاف کسی دوسرے امام یعنی شافعی رحم وغیرہ کے مذہب کے موافق حکم دے تو یہ حکم باطل ہے۔ درمختار کے کتاب القضاء میں ہے قضی فی مجتہد فیہ بخلاف رایہ ای مذہبہ مجتہد ابن کمال لا ینفذ مطلقاً ناسیاً او عاملاً عندہما والا لاثمة الثلاثۃ وبہ یفتی اسی صفحہ میں ہے قضی من لیس مجتہداً کحنفیہ زہانتا بخلاف مذہبہ عاملاً لا ینفذ اتفاقاً راء المتحار میں ہے فتولہ ای مذہبہ کا الحنفی اذا حکم علی مذہب الشافعی او نحوہ او بالعکس پس صورت مسئلہ میں نائب قاضی نے جو حکم دیا ہے وہ مذہب حنفی کے بالکل خلاف ہے اس لئے ہندو کا نکاح خالد کے ساتھ فاسد و باطل ہے

ہندہ زید کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شوہر اگر زوجہ کو زیور محض استعمال کی غرض سے بنا دے اور اس کو پہنہ کرے تو کیا یہ زوجہ کی ملک ہوگی یا زوج کی وفات کے بعد یہ اس کا مترکہ ہو گا یا نہیں۔

الجواب

جو زیور بطور عاریتہ کے محض استعمال کی غرض سے دیا جاتا ہے وہ زوج کی ملک ہے اور اس کی وفات کے بعد اس کا مترکہ ہے۔ زوجہ کو اس میں کوئی حق نہیں ہے اور نہ یہ اس کی ملک ہے۔ فتاویٰ مہدویہ جلد ۳ کتاب العاریتہ میں ہے۔ اذا اعتزفت الزوجة باصل الملك في المصاغ المذكور لزوجهها ولم تثبت انتقاله لها بناقل شرعي يكون تركه عن الزوج ولا يكون استمتاعا به حال حياته درضاة بذلك وليلا على انه ملكها كما تفهمه النساء العوام واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مندرجہ ذیل رشتہ کی عورتوں سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔

(۱) سوتیلے باپ یعنی ماں کے خاوند کی جورد۔

(۲) اٹا کے خاوند کی جورد یا دہشتہ۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شوہر کے انتقال کے ساتھ ہی زوجہ نکاح سے خارج ہو جاتی ہے اور شوہر کے متروکہ کی مستحق رہتی ہے یا نہیں۔

الجواب

شوہر کی وفات کے بعد موت کی عدۃ چار مہینے دس روز گزرنے تک زوجہ نکاح میں رہتی ہے اگر شوہر اپنی زندگی میں زوجہ کو طلاق نہیں دیا ہے اور حین حیات دونوں میں علحدگی نہیں ہوئی ہے تو زوجہ زوج کے انتقال کے بعد اس کے متروکہ کی حقدار ہے رد مختار جلد (۱) باب الجنائز میں ہے۔ والنکاح بعد الموت باق الی ان تنقضي العدة بخلاف ما اذا ماتت فلا یغسلها لانتہاء ملک النکاح لعدم المحل فصار اجنبیا وهذا اذا لم یثبت البیونۃ بینہما فی حال حیوۃ الزوج فان تبینت بان طلقھا بائنا او ثلثا ثم ماتت لا تغسلہ لارتقاع المملک بالابانۃ رد مختار مطبوعہ برہمشیہ رد مختار جلد (۵) کتاب الفرائض میں ہے ویستحق الارث برحمہ ونکاح صحیح فلا قوارث بفاسد ولا باطل اجماعاً واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کرمیہ ورحیمہ خالکہ

دو زوجہ ہیں۔ کرمیہ کے بطن سے خالد کو ایک لڑکی ہے جس کا نکاح حمیہ کے حقیقی بھائی کے ساتھ قرار پایا ہے کیا یہ نکاح شرعاً درست ہے۔

الجواب

یہ نکاح درست ہے جیسا کہ مسئلہ نکاح شغانہ سے مستفاد ہے درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۲) کتاب النکاح میں ہے ووجہ ہوا المثل فی الشغار ہوا ان یزوجہ بنتہ علی ان یزوجہ الآخر بنتہ او اختہ مثلاً معاوضہ بالعقدین وھو منھنی عنہ لخلوۃ عن المھر فاوجنا فیہ ہما المثل فلم یبق شغاراً واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ ہندہ کو اپنے مکان میں چھوڑ کر ایک سال دس مہینے تک غائب رہا ہندہ نائب قاضی کے پاس رجوع ہو کر زوج کے غائب ہونے اور نفقہ کی سخت تکلیف ہونے کی کیفیت بیان کی نائب قاضی نے ہندہ کے مجرد بیان پر باوجود شہر کے زندہ ہونے کے جس کا کہ نکاح ہندہ سے اسی نائب نے پڑھا تھا یہ حکم دیدیا کہ ہندہ ایسی حالت میں رہنا مذہب شافعی رحمہ اللہ طلاق لے سکتی ہے چنانچہ اس حکم کی بنا پر ہندہ طلاق لی اور اسی نائب نے تاسخ طلاق سے ایک ماہ کے اندر اس کا نکاح خالد سے پڑھ دیا فریقین اور نائب قاضی حنفی المذہب ہیں کیا شرعاً ایسا نکاح و طلاق صحیح ہے۔

جمعة فهو بعيد فان في كثرة الخروج فتح بابا لفتنه خصوصا
اذا كانت شابة والزواج من ذوی الهيئات بخلاف خروج
الابوين فانه اليس والدین جب لڑکی کے پاس جائیں تو ان کو
ٹھہرنے کی اجازت دینا زوج کا اختیار ہے اگر زوج مناسب جانے
تو ٹھہرا سکتا ہے ورنہ اس کو یہ حق ہے کہ بعد ملاقات واپس کر دے
در مختار میں اسی جگہ ہے (و يمنعهم من الکیونو نه) وفي نسخة
من البیتوتة لكن عبارة ملاصقین من القرار (عندھا)
به یفتی خانیه اور اگر لڑکی کے والدین سے ملکوبات کرنے میں زوج
کو کوئی فساد فتنہ کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں زوج کو یہ حق ہے کہ
والدین کو لڑکی کی ملاقات سے منع کر دے اسی جگہ ردالمحتار میں ہے
ولا يمنعهم من النظر اليها والكلام معها خارج المنزل
الا ان يخاف عليها الفساد فله منعهم من ذلك ايضا
لڑکی کو والدین کے گھر میں ٹھہرنے کی اجازت دینا زوج کا اختیار
ہے جیسا کہ ردالمحتار کی روایت سابقہ سے مستفاد ہے واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کے شوہر کا انتقال
ہو جب جنازہ غسل و کفن کے بعد تیار کیا گیا تو حاضرین سے بعض اشخاص
نے ہندہ سے مہر معاف کرنے کی درخواست کی اور ہندہ اس سرخ و غم
میں بلا ارادہ یہ کہہ دی کہ میں نے مہر معاف کر دیا کیا ایسی معافی شرعاً معتبر ہے

اور یہ جو عام رواج ہے کہ شوہر کے مرنے کے بعد لوگ تقاضہ کر کے زوجہ سے مہر معاف کراتے ہیں اور بغیر معاف کئے جنازہ نہیں اٹھاتے کیا اس قسم کی معافی سے مہر معاف ہو جاتا ہے۔

الجواب

زوجہ خاوند کی وفات کے بعد اگر زر مہر معاف کر دے تو یہ معافی شرعاً معتبر ہے عالمگیری جلد (۱) فصل فی ہبتہ المہر میں ہے امرأۃ المیت اذا وھبت المھر من المیت جاز ولو وھبت من ورثتہ یمحوز مہر کے ہبہ و معاف کرنے کے لئے زوجہ کی رضا مندی ضروری ہے اگر جان و مال کی ہلاکی کا خوف دلا کر مہر معاف کرایا جائے تو یہ معافی شرعاً معتبر نہیں ہے عالمگیری جلد (۱) فصل فی الزیادۃ فی المہر والخط عند میں ہے ولا بد فی صحۃ خطھا من الرضا حتی لو كانت مکوھۃ لم یصح معافی وہبہ بلا ارادہ کے محض مذاق و تفریح طبع کے طریقہ پر بھی کی جائے تو یہ شرعاً معتبر ہے۔ رد المحتار جلد (۲) کتاب النکاح کے حاشیہ پر درمختار میں ہے وتصح بالیجاب کوھبت ونحلت والعمتک هذا الطعام ولو ذاک علی وجہ المزاح پس صورت مسئلہ میں اگر ہندہ بلا خوف جان و مال محض حاضرین کی فہمائش و اصرار پر مہر معاف کی ہے تو یہ معافی شرعاً معتبر ہے۔ ہندہ کو اب اس کے خاوند کے مترکہ سے مہر لینے کا حق نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حقیقی بہنیں ہیں۔ زید پہلے ہندہ سے عقد کیا جو صاحب اولاد ہے اس کے بعد سلمہ سے بھی عقد کیا کیا یہ نکاح ثانی شرعاً درست ہے اور کیا اس سے نسب ثابت ہوگا۔ اور اس کی اولاد زید کا مترکہ پائیگی۔

الجواب

ایک حقیقی بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے اگر دوسری حقیقی بہن سے عقد کیا جائے تو یہ نکاح شرعاً فاسد ہے مگر نسب ثابت ہے اور اولاد میراث کی مستحق نہیں ہے۔ عالمگیری جلد (۱) کتاب النکاح باب الجمع بین المحرمات میں ہے وان تزوجها فی عقد تین فتکاح الاخیرۃ فاسد و یجب علیہ ان یفارقها ولو علما القاضی بدلاً لک لیفرق بینہما فان فارقها قبل الدخول لا ینتبت شئی من الاحکام وان فارقها بعد الدخول فلها المهر و یجب لاقول من المسئی ومن المهر المثل و علیہا العدة و ینتبت النسب و یعتزل امرأته حتی تنقضى عده اختها کذا فی محیط السری و رختار مطبوعہ برعاشیہ رومخار جلد (۲) باب المہر میں ہے (قولہ و ینتبت النسب) اما الارث فلا ینتبت فیہ و کذا النکاح الموقوف (طعن عن ابی السعود واللہ اعلم بالصواب۔)

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ والدین کتنے دن کے بعد لڑکی کی ملاقات کے لئے اس کے شوہر کے مکان کو جاسکتے اور

لڑکی شوہر کے مکان سے والدین کی ملاقات کے لئے آسکتی ہے اور کتنے دن رہ سکتی ہے بحوالہ کتب فقہ بیان فرمایا جائے۔

الجواب

اگر والدین لڑکی کے پاس جانے کی طاقت نہیں رکھتے تو لڑکی کو ہر جمعہ میں ان سے ملنے کے لئے جانے کی اجازت ہے۔ اور اگر وہ خود لڑکی کے پاس آسکتے ہیں تو ان کو ہر جمعہ میں آنے کی اجازت ہے۔ مگر اس وقت لڑکی کا ان کے گھر جانا مناسب نہیں ہے۔ درمختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد ۲ کتاب النکاح باب النفقة میں ہے ولا یمنعها من الخروج الى الوالدین فی کل جمعة ان لم یقدرا علی اتیانها علی ما اختارہ فی الاختیار ولا یمنعها من الخروج علیها فی کل جمعة رد المختار میں ہے وعن ابی یوسف رحم فی النوازل فقید خروجها بان لا یقدرا علی اتیانها فان قدر الا تذهب وهو حسن لڑکی کو والدین کے گھر جانے کی اسی وقت اجازت ہے جبکہ اس کے وہاں جانے سے کوئی فتنہ و فساد پیدا نہ ہو ورنہ زوج کو یہ حق ہے کہ حسب ضرورت اجازت دے اور ایسی حالت میں والدین ہی کا جبکہ وہ آنے کی طاقت رکھتے ہیں لڑکی سے ملنے کے لئے اس کے شوہر کے گھر آنا بہتر ہے۔ رد المختار میں اسی جگہ ہے والحق الاخذ بقول ابی یوسف رحم اذا کان الاہوان بالصفة التي ذكرت ولا ینبغی فی زیارتھما فی الحین بعد الحین علی قدر متعارف اما فی کل

کیونکہ ماں باپ اولاد کے سوا باقی قرابت داروں کو زکوٰۃ دینے میں صلہ
 رحمی اور صدقہ دونوں باتیں پوری ہوتی ہیں۔ رد المحتار جلد (۲) کتاب
 باب المصن میں ہے وقید بالولاد لجوازہ لبقیۃ الاقارب
 کالاخوة والاعمام والاخوان الفقراء بل ہم اولی لادہ صلہ
 وصدقۃ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زکوٰۃ و فطرہ و چرم
 قربانی مدرسہ یا کسی انجمن کو دیکھتے ہیں یا نہیں اگر کوئی ہندو جانناز تھنڈ
 دے تو اس پر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

چونکہ طلبہ علوم دینیہ کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ اس لئے رقم
 زکوٰۃ و فطرہ و چرم قربانی طلبہ علوم دینیہ کے حوائج میں صرف کرنے کے
 لئے کسی دینی مدرسہ کے متولی یا دینی انجمن کے سرپرست کو دیکھتے ہیں
 بشرطیکہ سرپرست انجمن طلبہ علوم دینیہ کے مصارف میں خرچ کرے
 درمختار کے کتاب الزکوٰۃ باب المصن میں ہے ان طالب العلم
 يجوز له اخذ الزکوٰۃ ولو غنيا اذا فرغ نفسه لا فائدة العلم
 واستفادته عجزه عن الكسب والحاجة داعية الى ما لا
 بد منه لکن اذکره المصنف رد المحتار میں ہے وفي المبسوط
 لا يجوز دفع الزکوٰۃ الى من يملك نصاباً الا الى طالب العلم

والغازی ومنقطع الحج لقوله عليه الصلوة والسلام
 يجوز دفع الزكاة لطالب العلم وان كان له نفقة اربعين
 سنة هند واگر کسی مسلمان کو جائز تحفہ دے تو اس پر نماز پڑھنا جائز
 ہے کیونکہ اہل ذمہ کا مسلمانوں کو ان کے مذہبی امور میں صرف کرنے کے
 لئے مال و جائیداد کا دینا درست ہے بشرطیکہ کسی خاص شخص یا اشخاص کو
 دیں۔ عالمگیری جلد (۴) ص ۲۰۵ میں و اهل الذمة في حكم الهبة
 بمنزلة المسلمين لانهم التزموا احكام الاسلام فيما يرجع
 الى المعاملات اسحاق في احكام الاوقاف ص ۱۱۹ میں ہے ولو
 اوصى الذمی ان تبني داره مسجد القوم باعيا نعموا ولا اهل
 محلة باعيا نعم جاز استحسانا لكونه وصية لقوم باعيا
 وكذلك يصح الايصاع بهما لرجل بعينه ليحج به لكونه
 وصية لمعين ثم ان شاء حج بذلك وان شاء ترك
 والله اعلم بالصواب

کتاب النکاح

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندو و سلمہ دونوں

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ریاست حیدرآباد میں مزارعین جو سرکاری زمینات کا محصول وین ادا کرتے ہیں کیا اس محصول کی ادائی کے بعد ان پر غلہ کا دسواں حصہ جس کو عشر کہتے ہیں فقراء کو دینا لازم ہے یا نہیں۔

الجواب

محصول سرکاری ادا کرنے کے بعد عشر مینے کی ضرورت نہیں ہے رد المحتار جلد ۲ ص ۵ کتاب الزکوٰۃ باب العشرین ہے لا عشر علی الخراج فی بلادنا اذ اکانت اراضیہم غیر مملوکہ لہم لان ما یاخذہ منہم نائب السلطان وهو المستأجر بالزعیم او التیماری ان کا عشر فلا حثائی علیہم غیرہ وان کان خراجاً فکذا لک لانه لا یجتمع مع العشر ولان اجورہ فکذا لک علی قول الامام من انه لا عشر علی المستأجر واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآل

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید عمر کو تجارت کے لئے روپیہ قرض دیا تھا عمر کو تجارت میں نقصان ہوا زید چاہتا ہے کہ اس روپیہ کو اپنے ذمہ کی زکوٰۃ میں عمر کو معاف کر دے کیا معافی قرضہ سے زکوٰۃ واجبہ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔ کیا بنی ہاشم کو زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست ہے اور سونے چاندی کے زیور میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

اگر ہے تو کس قدر

الجواب

قرضدار اگر تنگ دست ہے تو اس کو زکوٰۃ واجبہ کے معاوضہ قرض معاف کر دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ درختار کے کتاب الزکوٰۃ میں دوا بآذ الدین المدیون بعد الحول فلا زکوٰۃ سواہ کان الدین قویاً او لا خانیۃ وقیدۃ فی المحیط بالمعسر والمختار میں ہے ولو وہب الدین مہن علیہ وهو فقیر تسقط عنہ الزکوٰۃ بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ درختار کے کتاب الزکوٰۃ باب المصرف میں ہے ولا الی بنی ہاشم چھتیس تولہ ساڑھے پانچ ماشہ چاندی کا نصاب ہے اس میں دس ماشہ ساڑھے سات رتی زکوٰۃ دینا چاہیے تمام چاندی کے زیورات کی اس حساب سے زکوٰۃ دی جائے اور پانچ تولہ ڈھائی ماشہ سونے کا نصاب ہے اس میں ایک ماشہ ساڑھے چار رتی زکوٰۃ دینا چاہیے تمام سونے کے زیور کی اسی حساب سے زکوٰۃ دینا چاہیے واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقیقی بھائی کو زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

بشرط محتاجی حقیقی بھائی کو زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست اور بہتر ہے

اور ہمارے پاس عینی مذہب حنفی میں عراقی صاع معتبر ہے شرح وقایہ میں
نصف صاع عراقی دوسن کا بیان کیا گیا ہے اور ایک من ایک سو اسی
مثقال کا ہے اور در مختار میں ایک صاع ایک ہزار چالیس درہم کا بیان
کیا گیا ہے جس کا نصف پانچ سو بیس درہم ہے شرح وقایہ مطبوعہ انوار محمدی
جلد (۱) ص ۳۰ باب صدقہ فطر میں ہے لقرأ علم ان هذا الصاع هو
الصاع العراقي واما الحجازي فهو خمسة ارطال وثلاث رطل
فالواجب عند الشافعي من المخططة نصف صاع من الحجازي وعندنا
نصف صاع من العراقي وهو منوان على ان المن اربعون استاراً
والاستار اربعة مثاقيل ونصف مثقال فالمن مائة وثمانون
مثقالاً در مختار میں ہے وهو ای الصاع المعتبر ما یسع الفاً و
اربعین درہماً من ماش او عدس ہدایہ کے صدقہ فطر میں ہے
قال والصاع عند ابی حنیفہ و محمد بن ثمانیۃ ارطال بالعراقی
وقایہ کے صدقہ فطر میں ہے صاع ہما یسع فیہ ثمانیۃ ارطال من
حج او عدس نصاب زکوٰۃ کی تحقیق میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ ایک مثقال
تین ماشہ ایک رتی کا ہوتا ہے اور ایک درہم دو ماشہ دیر رتی کا پس اس
حساب سے شرح وقایہ کے موافق نصف صاع کے دوسن اور دوسن کے
تین سو ساٹھ مثقال ہوتے ہیں جس کا وزن ترانوسے تولہ نو ماشہ ہے اور
در مختار کے موافق نصف صاع پانچ سو پچیس درہم کا ہے جس کے چار تولہ
تولہ نو ماشہ چار رتی ہوتے ہیں در مختار کا وزن شرح وقایہ کے وزن سے

ایک تولہ چار رتی زائد ہے چونکہ در مختار کے جلد (۱) ص ۱۰ میں ہے
 فی مہسوط السرخسی من ان الاخذ بالاحتیاط فی باب العبادا
 واجب یعنی جس میں احتیاط ہے وہی قول عبادات میں واجب العمل ہے
 اس لئے در مختار کے قول پر عمل کرنے میں شرح دقایہ کے قول پر بھی عمل
 ہو جاتا ہے اس لئے صدقہ فطر میں نصف صاع گہیوں یعنی چورانوسے
 تولے نو ماشہ چار رتی دینا واجب ہے۔ حیدر آباد میں چونکہ انگریزی سیر
 مرج ہے اور انگریزی سیر کو کلدار روپیہ کے ساتھ وزن میں اسی روپیہ
 کلدار کے برابر پایا گیا اور کلدار روپیہ کو تولا گیا تو ساڑھے گیارہ ماشہ
 کا ثابت ہوا۔ اس حساب سے انگریزی سیر چھتر تولہ آٹھ ماشہ کا ہے اور
 نصف صاع کے چورانوسے تولہ نو ماشہ چار رتی انگریزی سیر کے حساب سے
 ساڑھے بارہ ماشہ کم سوا سیر ہوتے ہیں۔ اگر برائے احتیاط سوا سیر انگریزی
 دیدیا جائے تو صدقہ فطر ادا ہو جاتا ہے۔ دیہات میں جہاں انگریزی سیر
 رائج نہیں ہے بارہ ماشہ کے تولہ سے چورانوسے تولہ نو ماشہ چار رتی صدقہ
 فطر ادا کیا جائے شہر میں چونکہ بیوپاریوں کے سیر عموماً کم ہوتے ہیں اسلئے
 جو سیر بازار میں رائج ہے اسی سے پورے سوا سیر گہیوں دینا چاہئے جس سے
 بلاشبہ واجب ادا ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی اس سے زائد دے تو زائد اس
 طرف سے صدقہ ہو جائیگا۔ ریاست دکن میں عموماً جو ڈھائی سیر گہیوں
 مقدار صدقہ فطر مشہور ہے از روئے تحقیق فقہ کے معیار کتب یعنی شرح
 دقایہ ہدایہ و در مختار وغیرہ کے حساب سے دو گنا ہے واللہ اعلم بالصواب

وقتا دی ابنہ مولانا محمد معین رحمہ کنز الخیرات فی ایتاء الزکوٰۃ مطہر
 علوی ص ۳۵ میں ہے قال فی الهدایۃ المعتبرۃ فی الدرہم و وزن
 سبعة و هو ان يكون العشرة منها وزن سبعة مثاقيل بذلك
 جرى التقدير في ديوان عمر رضي الله عنه يعني درہم ایہ گفته کہ ستر
 درہم را ہم نصاب کہ دو صد درہم است و وزن سبہ است کہ دہ درہم از
 بمقدار ہفت مثقال باشد و ہمیں وزن در دفتر حساب امیر المومنین حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ تقریر یافت و ثابت و قائم ماند در شرح و قایہ گفته کہ یک درہم
 بایں وزن سبہ نیم مثقال و پنجم حصہ از مثقال می شود پس بریں تقدیر
 دہ درہم بوزن ہفت مثقال شد و مثقال بست قیراط است و قیراط
 پنج جو است پس یک درہم چارہ قیراط بوزن ہفتاد جو شد و رتی ای
 شہر کہ آنرا در فارسی سنج و در ہندی گنگی نامند بقدر چارہ جو است
 پس ہفتاد جو کہ ہفدہ و نیم رتی است بحساب فی ماشہ ہشت رتی بوزن
 دو ماشہ و یک و نیم رتی می شود پس یک درہم دو ماشہ و یک و نیم رتی
 می شود و دہ درہم شرعی بایں حساب بست و دو ماشہ رتی کم کہ بحساب
 فی روپیہ باز دہ ماشہ کہ رائج الوقت است و روپیہ کسرے کم یعنی
 پاؤ آنہ چارہم کم کہ تقریباً میشود ہر گاہ دانستی کہ دہ درہم شرعی بقدر
 دو روپیہ سکہ حالی است پس بدانکہ دو صد درہم کہ نصاب زکوٰۃ است
 بایں حساب سی و شش تولہ و پنج و نیم ماشہ می شود و در آن دادن زکوٰۃ
 دہ ماشہ و ہفت و نیم رتی واجب است و بحساب روپیہ ہائے مروجہ

چھل روپیہ تقریباً یعنی سی و نہ روپیہ دوازدہ آنہ و یک نیم پائو بالا کرے
کم خواہد شد در آن یک روپیہ کہ ربع عشر چھل است در زکوٰۃ بفقرا
دادن واجب و لازم است و اگر بقدر پنجسم حصہ زیادہ شود یعنی
بر چھل ہشت روپیہ مثلاً زیادہ شود یک روپیہ و سہ آنہ کسر سے زیادہ بدہد
و در زیادتی بر نصاب زکوٰۃ کہ کمتر از خمس باشد ہمون یک روپیہ کہ در
نصاب زکوٰۃ است کافی است زیادہ دادن نمی رسد زیرا کہ زما در کسور
زکوٰۃ نیست تاکہ زیادتی بقدر خمس نہ رسد زکوٰۃ واجب مگر دو ہر گاہ کہ
زیادتی بہشت رسد یک روپیہ و سہ آنہ کسر سے زیادہ بدہد و در ہر زیادتی ہمین قدر
خمس معتبر است مثلاً در چھل و شانزدہ روپیہ کہ زیادتی دو خمس است
یک روپیہ و شش و نیم آنہ تقریباً بدہد و نصاب طلبا بست مشغال است
و مشغال بست قیراط کہ بوزن بست و پنج رتی کہ مقدار سہ باطنہ و یک رتی است
پس یک مشغال بقدر سہ ماشہ و یک رتی شد و بست مشغال بمقدار
شصت و دو نیم ماشہ می شود و آن بحساب تولہ پنج تولہ و دو و نیم ماشہ
شد و ہمین نصاب طلاست۔ پس صورت مسئلہ میں نصاب زکوٰۃ تولہ
کے حساب سے چاندی میں چھتیس تولہ ساڑھے پانچ ماشہ اور سونے میں پانچ
تولہ ڈھائی ماشہ اور روپیوں میں تقریباً چالیس روپیہ سکہ عثمانیہ ہے جیسا
کہ کتب معتبرہ فقہ سے ثابت ہے۔ ساڑھے باون تولہ کی روایت چونکہ
حساب میں متون و شئح کے خلاف ہے۔ لہذا قابل عمل نہیں ہے۔
۵ صدقہ فطر کی مقدار تمام معتبر کتب فقہ میں نصف صاع بتالی کی

چالیس پرسولہ روپے زائد ہونے تک ایک روپیہ تین آنے ایک پیسہ اور ایک پیسہ کا پانچواں حصہ دیتے رہیں اور جب چالیس پرسولہ روپے زائد ہو جائیں تو ایک روپیہ چھ آنے دو پیسے اور دو پیسوں کا پانچواں حصہ دینا چاہئے۔ اسی طرح چاندی کے نصاب یعنی پھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشہ پر جبکہ پانچواں حصہ سات تولہ تین ماشہ چار رتی زائد ہو جائے تو مقدار زکوٰۃ یعنی دس ماشہ ساڑھے سات رتی کا پانچواں حصہ دو ماشہ ایک رتی دو جو زائد دیا جائے۔ اور سونے کے نصاب یعنی پانچ تولہ دھماکی ماشہ پر جبکہ اس کا پانچواں حصہ یعنی ایک تولہ چار رتی زائد ہو جائے تو اس کی زکوٰۃ ایک ماشہ ساڑھے چار رتی کا پانچواں حصہ دو رتی دو جو زائد دیا جائے۔ ایسا ہی ہر پانچویں حصہ کی زیادتی کے مقدار زکوٰۃ کا پانچواں حصہ دینا چاہئے اور جو زیادتی نصاب کے پورے پانچویں حصہ نہ پہنچے اس کی زکوٰۃ معاف ہے۔

عمدة الرعاہ میں مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ نے بھی زکوٰۃ کے نصاب کی یہی تحقیق کی ہے اور کنز الحنات فی ایتاء الزکوٰۃ میں بھی ملا مبین رحمۃ اللہ نے ہی لکھا ہے جس کو مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ نے معتبر مانا ہے۔ عمدة الرعاہ مطبوعہ
یرحاثیہ شرح وقایہ مطبوعہ انوار محمدی جلد (۱) ص ۲۸۵ باب زکوٰۃ الاولیاء
میں ہے۔ فاعلم ان الوزن المعروف فی بلادنا ماہجۃ و تولجۃ
هو الذی یقال له تولہ اثنتا عشرۃ ماہجۃ وهو الذی یقال له
ماشہ والماہجۃ یکون له ثمانیۃ اجزاء کل جزء منها لیسوی

بالفارسية سرخ ويقال له بالهندية سرتي بفتح الراء المهملة
 وكسر التاء المثناة الفرقية المشددة واسمه المشهور
 كهنجي بضم الكاف الفارسية بعدها هاء ثمرتون ثمركان
 فارسية ساكنة ثمر جيم فارسية مكسورة ولنسبه
 بالاحمر وهذا الجزء يكون بقدر أربعة شعيرات فيكون المتقال
 الذي هو مائة شعيرة خمسة وعشرين جزءا احمر وهو
 ثلث ما هجة واحمر واحد فيكون نصاب الذهب وهو عشرون
 مثقالا مقدار خمس تولجة واشنتين ما هجة كما يعلم من
 ضرب ثلث ما هجة واحمر في عشرين هذا في الذهب واما الفضة
 فقد عرفت ان نصابه مئتا درهم وكل درهم اربعة
 عشر قيراطا يعني سبعين شعيرة فتحصل في درهم سبعة
 عشر ونصف احمر وهو ما هجتان وواحد ونصف من ذلك
 الاحمر فيكون مقدار مائتي درهم ستا وثلاثين تولجة و
 نصف ما هجة ومن المعلوم ان السكة المضروبة المتداولة
 في بلادنا بلاد حكومت النصارى تكون بقدر احدى عشرة
 ونصف ما هجة فيعرف القدر منه بادنى تأمل فمن له مائة
 في الحساب او صفح ٢٨ من سب و ان شئت تحققت
 وزن المتقال والدرهم وغيرها بحسب ما تعارفه اهل بلادنا
 فارجع الى كثر الحسنات في ايتاء الزكاة لملا محمل مبين الكهنجي

میں ہے قولہ والدینا رای الذی هو المثلثا ص ۳ میں ہے
 نراد فی الذہر عن المراج الا ان کون الدرہما رجبۃ عشر قیراط
 علیہ الجمل الغفیر والجمهور اکثر و اطباق کتب المتقن
 والمتاخرین مجمع الانہر جلد ۱ باب الزکوۃ الذہب والفضہ میں ہے
 والقیراط خمس شعیرات متوسطۃ غیر مقشورۃ مقطوعۃ
 ما امتد من طرفیہا فالمثلثا مائۃ شعیرۃ پس ان روایات
 سے ظاہر ہے کہ سونے اور چاندی دونوں نصابوں کی انتہا قیراط ہے
 اور بالاتفاق قیراط پانچ جو کا بتایا گیا ہے اور جو بھی متوسط پوست سمیت
 لینے کا حکم ہے۔ ریاست دکن بلکہ تمام ہندوستان میں چار جو کی رتی لینے
 گھنگی اور آٹھ رتی کا ماشہ اور بارہ ماشہ کا تولہ مروج ہے جن میں تولہ
 کی انتہا بھی چار جو کی کی گئی اس لئے تحقیق کی غرض سے متوسط چار جو
 پوست سمیت جن کے دونوں بازو دراز تھے رتی لینے گھنگی کے مقابل
 کٹے میں رکھ کر تولے گئے اور بے کم و کاست وزن میں بالکل ایک گھنگی
 کے برابر پائے گئے۔ پس اس تحقیق سے ایک درہم جس کا وزن چودہ قیراط
 ہے ستر جو کا ہوا جس کے ساڑھے سترہ رتی لینے دو ماشہ دیڑ رتی ہیں اور
 دو سو درہم کے چھتیس تولے ساڑھے چار ماشے چاندی کی زکوۃ کا نصاب
 ہوا۔ حیدرآباد کا روپیہ چونکہ گیارہ ماشہ کا ہے اس لئے انچالیس روپے
 بارہ آنے و رتی روپیوں کے حساب سے زکوۃ کا نصاب ہوتا ہے جو
 تقریباً چالیس روپے ہیں۔ سونے کا نصاب بیس مثقال ہے۔ ایک مثقال

بیس قیراط یعنی سو جو کا ہوتا ہے اور سو جو کے بچپیں رتی یعنی تین ماشے ایک رتی ہیں اس حساب سے بیس مثقال کے پانچ تولے ڈھائی ماشے سونے کی زکوٰۃ کا نصاب ہے۔

مقدار نصاب کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ کی مقدار ہے جو دو سو درہم چاندی میں پانچ درہم اور بیس مثقال سونے میں آدھی مثقال ہوتا ہے تولوں اور روپیوں کے حساب سے چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی کی زکوٰۃ پانچ درہم یعنی دس ماشے ساڑھے سات رتی اور چالیس روپیوں کی زکوٰۃ ایک روپیہ ہے اور پانچ تولے ڈھائی ماشے سونے کی زکوٰۃ آدھی مثقال یعنی ایک ماشہ ساڑھے چار رتی ہے۔

اشرافی چونکہ ہمارے پاس چھوٹی بڑی ہے اس لئے اس کو سونے کے وزن سے حساب کر لینا چاہیئے۔ مقدار نصاب کے بعد جس قدر زیادتی ہوتی جائے جب تک وہ نصاب کے پانچویں حصے کو نہ پہنچے معاف ہے اور جب پورا پانچواں حصہ زائد ہو جائے تب اصل نصاب کی زکوٰۃ کے علاوہ زائد پانچویں حصے کی زکوٰۃ مقدار زکوٰۃ کا پانچواں حصہ دیا جائے۔ مثلاً چالیس روپے نصاب پر اگر دو تین چار پانچ سات روپے زائد ہو جائیں تو اسکی زکوٰۃ معاف ہے۔ اس میں محض چالیس کا ایک ہی روپیہ دینا ہوگا اور اگر آٹھ روپے زائد ہو جائیں جو چالیس کا پانچواں حصہ ہے تب چالیس کا تو ایک روپیہ دیا جائے اور آٹھ روپے کی زکوٰۃ ایک روپیہ کا پانچواں حصہ یعنی تین آنہ ایک پیسہ اور ایک پیسہ کا پانچواں حصہ دیا جائے بھر ہی طرح

ریاست حیدر آباد دکن کے لحاظ سے زکوٰۃ کا نصاب کس قدر ہے
اور سونے چاندی میں تولوں کے حساب سے زکوٰۃ کے نصاب کی کیا
مقدار ہے اور حیدر آباد کے مروجہ سیر سے صدقہ فطر کتنا ہوگا۔

الجواب

چاندی کا نصاب صاحب جواہر اخلاطی اور مولانا مسین الزکری
مشتی شیح کنز نے ساڑھے باون تولہ بیان کیا ہے اور سونے کا نصاب
سات تولے۔ مالا بد کے کتاب الزکوٰۃ میں حاشیہ پر جواہر اخلاطی کی یہ عبارت
ہے فیکون مائتا درہم اثنین وخمسين تولجة من الفضة
خزانة الروایہ کے کتاب الزکوٰۃ میں ہے وفي حاشية الكنز لمولانا
معين الدين من الشرح والقيراط واربعة اخماس حبة
فيكون وزن الدرهم خمسة وعشرين حبة وخمس حبة و
كل تولجة ثلاثة دراهم وعشرون حبة وخمس حبة لان تولجة
اليوم ستة وتسعون حبة لان كل تولجة في اصطلاحنا
اثنا عشرة ماهجة وكل ماهجة ثمانية حبة فعلى هذا
يكون نصاب الفضة بوزن بلادنا اثنین وخمسين تولجة
ونصف تولجة والواجب تولجة وست حبات ونصاب الذهب
بوزن بلادنا سبع تولجات ونصف تولجة والواجب
ثمان تولجة ونصف ثمن تولجة وذلك بالماهجة ما مجتمعا
وربع ماهجة وهو التحقيق في هذا الباب۔ فتاویٰ حمادیہ میں بھی

یہی عبارت حمیدی سے منقول ہے مگر معتبر متون و شرح میں سونے کا
نصاب بیت مثقال بتایا گیا ہے اور چاندی کا نصاب ایسے دو سو درہم
ہیں جن کے ہر دس سات مثقال کے برابر ہوں اور اسی کو وزن سببہ
کہا جاتا ہے۔ مثقال بیت قیراط کا بیان کیا گیا ہے اور درہم چودہ قیراط کا
قیراط پانچ متوسط جو کا ہوتا ہے جن کا پوست نہ نکلا جائے اور ان کے
کنارے دراز ہوں اور پوست چھیلا ہوا یا کٹے ہوئے نہ لئے جائیں بلکہ
صحیح و سالم ہوں۔ شرح وقایہ کے کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ الاموال میں ہے
وهو للذهب عشرون مثقالاً والفضة مئتا درہم کل عشرة
منها سبعة مثاقیل اعلیٰ ان هذا الوزن یسعی وزن سبعة
وهو ان یکون الدرہم سبعة اجزاء من الاجزاء الیٰتی یکون
المثقال عشرة منها ای یکون الدرہم نصف مثقال وخمس
مثقال فیکون عشرة درہم یوزن سبعة مثاقیل والمثقال
عشرون قیراطاً والدرہم اربعة عشر قیراطاً والقیراط خمس
شعیرات در مختار کے کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ المال میں ہے نصاً
الذهب عشرون مثقالاً والفضة مئتا درہم کل عشرة درہم
وزن سبعة مثاقیل والدینا ر عشرون قیراطاً والدرہم
اربعة عشر قیراطاً والقیراط خمس شعیرات فیکون الدرہم
الشرعی سبعین شعیرة والمثقال مائة شعیرة فهو
درہم وثلاث اسباع درہم و المختار جلد (۱) ص ۲۹

کذا فی جواهر النایۃ قبرے چالیس قدم ہٹ کر اذان کہنا فقہ کی
شہور کتابوں میں نہیں ہے۔

(۵) جو امور کہ کتب فقہ سے حسب تفصیل بالاستحباب یا سنت
یا مباح ہیں ان کے مستحب یا سنت و مباح ہونے کا عقیدہ رکھنا لازم
ہے اور جو ثابت نہیں ہیں ان کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا درست نہیں ہے
واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگوں کے نام سے
قرآن شریف وغیرہ پڑھانا اور غریبا کو کھانا کھلانا جس کا نام عرس ہے
اور اس سے ایصالِ ثواب مقصود ہوتا ہے اگر اس کو صاحب عرس کی
مزار پر نہ کر کے کسی اور مقام پر کیا جائے تو شرعاً درست ہے یا نہیں

الجواب

ایصالِ ثواب کے لئے کوئی جگہ معین نہیں ہے۔ ہر جگہ سے
ایصالِ ثواب ہو سکتا ہے مگر مزار پر کرنے میں حاضرین کو زیارتِ قبر کا
موقع ملتا ہے جو شرعاً مستحب ہے۔

روم شمار جلد (۱) باب الجنائز میں ہے قولہ لا باس بزیارۃ
القبر اور ای لا باس بما یل تنذب کما فی البحر عن المجتبیٰ واللہ
اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد اور عورت کی تجہیز و تکفین کے مصارف کم از کم کیا ہو سکتے ہیں۔

الجواب

مرد کے لئے مسنون کفن تین کپڑے ہیں اور عورت کے لئے پانچ اور کپڑے کی نوعیت ہیئت کی زندگی کے لباس پر رکھی گئی ہے کہ وہ زندگی میں جس قیمت کا لباس پہنا کرتا تھا اسی انداز کا کفن دینا چاہیے سراجی نظامی کے حاشیہ میں تنویر سے منقول ہے اما قیمتہ فان المیت اذا لیس فی حالة الحیوة اتوا با قیمتہا عشرة و نانیں فالزیادة والنقصان منها فی الکفن تبذیر و تقتیر دفن میں بھی اس کی حیثیت کا لحاظ رکھنا چاہیے اور مسنون طریقہ پر ہونا چاہیے واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب الزکوٰۃ

(۰)

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سکہ عثمانیہ مروّجہ

بدائع صنائع جلد (۱) فصل دفن میں ہے ولسیجی قبر المرأة
 بثوب لما روى ان فاطمة رضى الله عنها سبجی قبرها بثوب
 ونخس على جنازتها لان مبنی حالها على السر فاولم لیسبحر بما
 انكشفت عورة المرأة فيقع بصر الرجال عليها ولهذا يضع
 النخس على اجازتها دون جنازة الرجال محیط سرخی جلد (۱) باب
 الدفن میں ہے الا ترى ان جنازتها خصت بوضع النخس عليها
 ولهذا استحسن مشائخنا اتخاذ التابوت للنساء فانه اقرب
 الى السر والى التحرز عن مسها عند الوضع في القبر فاما
 مبنی حال الرجال على الانكشاف فلا یسبحی قبره بثوب كما لا
 ینحش على جنازته لانه ممنوع عن التشبه حال حیوته فلا
 یشبهه ایضاً بعد حماته كشف الحقائق جلد (۱) میں ہے لا قبره
 لما روى عن علی رضى الله عنه انه مر على قوم قد دفنوا میتاً
 وبسطوا على قبره ثوباً فجذبه وقال انما یضع هذا للنساء -

کفایہ جلد (۲) باب الجنائز فصل فی الدفن میں ہے قوله لا
 یسبحی قبر الرجل لان علی رضى الله تعالى عنه راى قبر رجل
 سبجی بثوب ففنی الثوب وقال لا تشبهوه بالنساء -

(۲) دفن کے بعد میت کی آنست کے واسطے اس کے لئے
 دعا رواستغفار کرتے ہوئے اونٹ کو ذبح کر کے اوس کا گوشت تقسیم
 کرنے کی مقدار تک قبر کے اطراف ٹہرنا اور منکر و کبر کے سوال میں اس کے

ثابت قدم رہنے کی اللہ سے دعا مانگنا مستحب ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دفن کے بعد قبر پر سورہ بقرہ کی پہلی آیتیں اور ختم کی آیتیں یعنی الکفر سے مفلحون تک اور 'امن الرسول بخمسیم سورہ تک پڑھنا مستحب فرمایا ہے۔

در مختار کے باب الجنائز مطلب فی دفن المیت میں ہے ویستحب حشیه من قبل رأسه ثلاثا وجلس ساعة بعد دفنه لدعاء وقراءة بقدر ما یخیر الجزور ویفرق لجمہار والمختار میں ہے قوله وجلس الخ لما فی سنن ابی داؤد کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علی قبره وقال استغفر والاخیکم واسالوا للہ التثبیت فانه الا ان یسئل وکان ابن عمر یستحب ان یقرأ علی القبر بعد الدفن اول سورة البقرہ فانتہا وروی ان عمرو بن العاص قال وهو فی سباق الموت اذا نامت فلا تصحبینی نائحة ولا ناکذا دفنتمونی فتنوا علی التراب ثننا ثم اقموا حول قبری قدر ما ینخرج جزور ویقسم لجمہا حتی استانس بکمر والنظر ما ذا ارجو رسل ربی لہوہرۃ۔

عالمگیری جلد ۱۱، باب الجنائز فصل سادس میں ہے ویستحب اذا دفن المیت ان یجلسوا ساعة عند القبر بعد الفراغ بقدر ما ینخرج جزور ویقسم لجمہا یتلون القرآن ویدعون للمیت

لا شریک لک وان محمد اعبدک ورسولک صلی اللہ علیہ وسلم
 فلا تکلنی الی نفسی و تقر بنی من الشر و تبعد فی من الحنذر
 وانا لاثق الابرحتک فاجعل لی عهداً عندک تو فیئیدہ یوم
 القیامۃ انک لا تغلف المیعاد۔ هل يجوز ولذا لک اصل فاذا
 بقولہ نقل بعضہم عن نوادر الاصول للترمذی ما يقتض
 ان هذا الدعاء له اصل وان الفقيه ابن عجيل كان يامره
 ثم افتى بجواز كتابته قياساً على كتابة الله في ابل الزكوة و
 اقره بعضہم اس کے بعد دوسرے صفو میں ہے نقل بعض
 المحشین عن فوائد الشرحی ان مما یکتب علی جمعة المیت
 بخیر مداد بالاصبع المسبحة بسم الله الرحمن الرحیم
 وعلی الصدر لا اله الا الله محمد رسول الله وذلک بعد الغسل
 قبل التکفین اس کے قبل کے صفو میں ہے قولہ عہد نامہ
 بفتح المیم وسکون الہاء ومعناه بالفارسیۃ الرسالۃ
 والمعنی رسالۃ العہد والمعنی ان یکتب شیء ما یدل انه علی
 العہد الا زلی الذی بینہ و بین ربہ یوماخذ الميثاق من
 الايمان والتوحيد والتبرک باسمائہ تعالیٰ ونحو ذلک۔
 (۲) پیر کے دے ہوئے شجرہ وغیرہ کا کفن میں رکھنا کتب فقہاء
 سے ثابت نہیں ہے۔

(۳) جنازہ پر جو لکڑی کا سرکپش ڈھانکا جاتا ہے اس کو عربی

نعش کہتے ہیں۔ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات کے قبل اس کا رواج نہ تھا آپ نے وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ ڈھانکا جائے چنانچہ آپ کی وفات کے بعد کعبہ کی ڈالیوں کا سرپوش بنا کر آپ کے جنازہ پر ڈھانکا گیا اور اسی وقت سے اس کا رواج بہ طریقہ سنت قائم ہوا۔ چونکہ عورتوں کو مردوں کی نظروں سے چھپانا ضروری ہے اس لئے اس کا استعمال عورتوں کے جنازہ ہی کے ساتھ مخصوص ہے مردوں کے لئے نہیں ہے۔ کفایہ شرح ہدایہ کے جلد (۲) باب الجنائز فصل فی الدفن میں ہے الا ترى انها خصت بالنعش علی جنازتها وهو الشبیه المحض متشبهک یطبق علی المرأة اذا وضعت علی الجنائز وقد صرح ان قبر فاطمۃ رضی اللہ عنہا سجدی بثوب و نعش علی جنازتها ولم یکن النعش فی جنازة النساء حتی ماتت فاطمة فاوصت قبل موتها ان تسار جنازتها فاتخذوا لها نعشا من جريد الخيل فبقی سنة هکذا فی جمیع النساء جنازه پر کپڑا ڈال کر لے جانا اور دفن کے وقت قبر کو کپڑے ڈھانکنا۔ عورتوں ہی کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ دفن وغیرہ میں بعض اوقات عورت کے جنازہ کی بے ستری کا اندیشہ رہتا ہے۔ اور مردوں کے جنازہ میں یہ احتمال نہیں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک قوم کو دیکھا کہ وہ ایک مرد کی قبر پر کپڑا ڈالے ہوئے تھے تو آپ نے کپڑا ہٹا دیا اور یہ فرمایا کہ اس کو عورتوں کے مشابہت بناؤ۔

استفتاء

علمائے دین سدرجہ ذیل مسائل میں کیا فرماتے ہیں۔

(۱) غسل و کفن کے بعد میت کی پیشانی اور سینہ پر عبیر ڈالکر یا عطر سے کلمہ شہادت اور بسم اللہ وغیرہ لکھنا درست ہے یا نہیں۔
(۲) میت کے کفن میں دعا یا آیت یا شجرہ وغیرہ پیر و مرشد کا دیا ہوا رکھنا درست ہے یا نہیں۔

(۳) مرد کی میت کو سر پوشش و غلات ڈھانک کر قبر تک لیجانا درست ہے یا نہیں۔

(۴) دفن کے بعد قبر سے چالیس قدم ہٹ کر اذان کہنا درست ہے یا نہیں۔

(۵) اگر کوئی ان امور کو فرض یا واجب یا سنت یا مستحب جانتے تو کیا یہ عقیدہ شرعاً صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب

میت کی پیشانی پر انگشت شہادت سے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا اور سینہ پر کلمہ لکھنا یا کفن و عمامہ پر خداوند عالم کے اسماء و کلمہ طیب وغیرہ جسکو عہد نامہ لکھتے ہیں لکھنا مباح و مستحب ہے بعض بزرگواروں نے اپنے سینہ و پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کی وصیت کی تھی چنانچہ حسب وصیت لکھ دیا گیا دفن کے بعد کسی نے آپ کو جب خواب میں دیکھا اور یہ پوچھا کہ اس کے لکھنے سے آپ کو کیا فائدہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جب میں

قبر میں رکھا گیا تو عذاب کے فرشتے میرے پاس آئے مگر میری پیشانی پر جو
بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا پایا تو کہنے لگے کہ تو عذاب سے امن پایا اور عذاب
کے کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الجنائز میں ہے کتب علی جہۃ المیت
او عامتہ او کفنتہ عہد نامہ یرجی ان یغفر اللہ للمیت اوصی بعضہم
ان ینکب فی جہتہ و صدرہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ففعل
ثم روي في المنام فسئل فقال لما وضعت في القبر جاء تني
ملكته العذاب فلما روا مكتوباً على جہتی بسم اللہ الرحمن الرحیم
قالوا امنت من عذاب اللہ و التمار میں ہے قوله یرجی الخ مفادہ
الاباحۃ او الذب فی البزایۃ قبیل کتاب الجنایات و ذکر الامام
۱ اصفار لو کتب علی جہۃ المیت او علی عامتہ او کفنتہ
عہد نامہ یرجی ان یغفر اللہ تعالیٰ للمیت و یجعلہ اماً من عذاب
القبر قال نصیر هذه رواية في تجويز ذلك وقد روى انه كان
مكتوباً على الفخاذا فراس في اصطبل الفاروق حبس في سبيل
اللہ تعالیٰ و فی فتاویٰ المحقق ابن حجر المکی الشافعی سئل عن کتابۃ
العہد علی الکفن و هو لا اله الا اللہ واللہ اکبر لا اله الا اللہ و حد
لا شریک لہ لا اله الا اللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و قيل انہ اللهم فاطر السموات و الارض
عالم الغیب والشہادۃ الرحمن الرحیم انی اعتمد علیک فی هذه
الحیوۃ الدنیا انی استشهد انک انت اللہ لا اله الا انت وحدک

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک حید گاہ کے چبوترہ کی توسیع کی جارہی ہے۔ چبوترہ کے متصل جانب شمال چند قبور ہیں جو مسندہم ہو کر زمین کے برابر ہو گئی ہیں کیا ان قبروں کو چبوترہ میں شریک کر کے اس پر نماز پڑھنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔

الجواب

قبریں اگر اس قدر چڑانی ہیں کہ ان کے مردوں کی آئینہ گلکمر مٹی کے برابر ہو گئی ہیں اور غلاطت و عفوئت کا کوئی اثر باقی نہیں ہے تو انہیں مسجد یا چبوترہ کی تعمیر کر کے نماز پڑھنا درست ہے۔ مگر تعمیر کے لئے شرط یہ ہو کہ صاحب قبر کے ورثاء سے اس پر تعمیر کرنے کی اجازت لے لی جائے کیونکہ قبر بوسیدہ ہونے کے بعد مالک کی ملک میں آجاتی ہے جس پر اس کی اجازت کے بغیر کوئی شخص تصرف نہیں کر سکتا اگر ان کا کوئی مالک باقی نہیں ہے تو یہ بیت المال کی ملک میں جن پر سرکار کی اجازت سے تعمیر ہو سکتی ہے۔ یعنی شرح بخاری جلد (۱۲) ص ۳۵۹ میں ہے المقبرة اذا عفت ودثرت تعود ملكا لا ربا بها فاذا عادت ملكا يجوز ان يبني موضع المقبرة مسجداً وغير ذلك فافهم الم يكن لها ارباب يكون لبیت المال وفيه ان القبر اذا العرفت في قبه يقية من الميت ومن ترا به المختلط بالصل يدعوا الصلوة فيه عالمگیری جلد ۱ کتاب الجنائز فصل سادس میں ہے ولو لم يمت وصاد ترا باجاز دفن غيره في قبرة وضرعه والبناء

علیہ کذا فی التبیین واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زوجہ کی بیماری
اور تجہیز و تکفین کے مصارف شوہر کے ذمہ ہیں یا نہیں۔

الجواب

زوجہ کی تجہیز و تکفین کے مصارف زوج پر واجب ہیں زوجہ
بیماری کی حالت میں اگر شوہر کے مکان میں رہے یا اس کی اجازت سے
اپنے عزیز واقارب کے پاس چلی جائے تو ان دونوں صورتوں میں
شوہر پر صرف اس کے کھانے پکڑے کے مصارف لازم ہیں۔ دوا کا خرچ
اور طبیب کی اجرت وغیرہ شوہر پر واجب نہیں ہے۔ رد المحتار جلد ۱
باب الجنائز میں ہے واختلف فی الزوج والفتویٰ علی وجوب کفنتها
علیہ وان ترک ما لا در مختار میں ہے والاصل فیہ ان من
یحجر علی نفقۃ فی حیاتہ یحجر علیہا بعد موتہ در مختار کے
کتاب الطلاق باب النفقۃ میں ہے او مرضت فی بدت الزوج فان
النفقۃ استحساناً لقیام الاحتماس وکذا الو مرضت ثم
الیہ نقلت او فی منزلها بقیۃ ولنفسها ما منعت وعلیہ
الفتویٰ اسی صنف میں ہے کما لیلزمہ ملا و تھار رد المحتار میں ہے ایاتیانہ
لہاب واء المرض ولا اجرۃ الطیب ولا القصد ولا الحجامة
(ہندیہ) واللہ اعلم بالصواب۔

اولاد چاہتی ہے کہ اپنے مدفن سے اس اجنبی میت کو نکال دے۔ کیا شرعاً زید کی اولاد کو یہ حق حاصل ہے۔

الجواب

میت اگر غیر کی زمین میں بلا اجازت دفن کر دی جائے تو زمین کے مالک کو یہ حق ہے کہ اس کو نکال دے یا قبر کا نشان شاگرد زمین کو بیرونی استعمال میں لے لے۔ دروغتار کے باب الجنائز میں ہے۔ ولا یخرج منه بعد ما هالة التراب الا لحق ادمی کان تکون الارض مغمورة او اخذت لبشفعة ویغیر المالك بین اخراجه ومساواته بالارض کما جازن رعه والبناء علیه اذا بلی وصار تراباً (نریلعی) والله اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبروں پر پھول ڈالنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

قبروں پر پھول ڈالنا یا سنبری یا درخت لگانا درست ہے رد المحتار کے کتاب الجنائز میں ہے یکره ایضاً قطع النبات الرطب الحشیش من المقبرة دون الیاس کما فی البیض والدرر وشرح المنیة وعلله فی الامداد بانہ ما دام مرطاً لیس بحر الله تعالیٰ فیہ نس للمیت وتنزل بذکره الرحمة اه وخواص فی الخانیة اقول ودلیلہ

ماوردی الحدیث من وضعه علیہ الصلوٰۃ والسلام الجرد
 الخضر اء بعد شقها نصفین علی القبرین الذین یعدیان
 وتحلیلہ بالتخفیف عنہما ما لم یلبس اى یخفف عنہما
 بمرکۃ تسبیحہما اذ ہوا کل من تسبیح الیابس لما فی الاخر
 من نوع حیاء وعلیہ فکر اھل قطع ذلک وان بذبت بنفسہ
 ولم یملک لان فیہ تفویت حق المیت ولوخذ من ذلک ومن
 الحدیث ندب وضع ذلک للاتباع ویقاس علیہ ما اعتد
 فی زماننا من وضع اعصان الآس وغوہ وصرح بذلک ایضاً
 جماعۃ من الشافعیۃ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں کی قبروں
 پر ہتھکڑیاں سیسہ می فروخت کرنا اور استعمال کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

مسلمانوں کی قبروں کے پاس غبر افعال کا ارتکاب کرنا یا انجیل شیا
 لا کر رکھنا اور ڈالنا شرعاً ممنوع ہے جیسا کہ عالمگیری جلد (۱) فصل ساد
 کی اس روایت سے مستفاد ہے ویکرہ ان یدنوا علی القبر او یقعد
 او ینام علیہ او یوطاء علیہ او یقطن حاجۃ الانسان من بول
 او غائط واللہ اعلم بالصواب

ایسی صورت میں سب کے لئے کیا ایک ہی نماز کافی ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں
اگر کافی ہو سکتی ہے تو جانے نماز پڑھنے کے لئے کس ترتیب سے رکھے جائیں

الجواب

ایسی صورت میں جدا جدا نماز پڑھنا بہتر ہے اور اگر سب پر
ایک ہی نماز پڑھی جائے تو درست ہے۔ نماز کے وقت جانے صف
باندھا کر رکھ دئے جائیں اور امام ان سب میں افضل کے جنازہ پر
کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو ٹھیک ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ امام کے متصل
مردوں کے جنازے رکھے جائیں۔ پھر لڑکوں کے ان کے بعد خنثے کے
پھر بالغہ عورتوں کے پھر لڑکیوں کے اسی طرح امام کے رد و قبلہ اور
امام کے درمیان تمام جنازے رکھے جائیں۔

درمختار کے باب الجنائز میں ہے و اذا جمعت الجنائز فافرا
الصَّلَاةَ عَلَى كُلِّ وَاحِدَةٍ اُولَى مِنَ الْجَمْعِ وَتَقْدِیْمُهَا لَا فَضْلَ
اَفْضَلُ وَاِنْ جُمِعَ جَازِئُهَا شَاءَ جَعَلَ الْجَنَائِزُ صَفًّا وَاحِدًا
فَقَامَ عِنْدَ اَفْضَلِهِمْ وَاِنْ شَاءَ جَعَلَهَا صَفًّا مِمَّا یَلِی الْقِبْلَةَ
وَاحِدًا اَخْلَفَ وَاحِدًا بِحِثِّ یَكُونُ صَدْرُ كُلِّ جَنَازَةٍ مِمَّا یَلِی الْاَمَامَ
لِیَقْرَبَ مِنْ حِثِّ اَعْصَدِ السَّكَلِ وَاِنْ جَعَلَهَا دَرَجَاتٍ فَحَسَنَ
لِحَصُولِ الْمَقْصُودِ رَاعِی التَّرْتِیْبَ الْمَعْمُودَ خَلْفَ حَالَةِ الْحَیَاةِ
فَیَقْرَبُ مِنْهُ اَكْثَرُ فَضْلًا فَالْاَفْضَلُ الرَّجُلُ مِمَّا یَلِیهِ فَالْصَّبِیُّ فَالْخَنَّاسُ
فَالْبَالِغَةُ فَالْمَرَاهِقَةُ فَالصَّبِیُّ الْحَوْلِیُّ عَلَى الْعَبْدِ وَالْعَبْدُ

علیٰ المرآة - واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جنازہ کے ساتھ پکار کر ذکر کرنا یا اشعار پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

میت کو لیجاتے وقت اس کے ساتھ پکار کر کلمہ طیب پڑھنا یا کوئی اور ذکر کرنا یا اشعار و قصائد وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے درختی کے باب الجنائز میں ہے کما کرہ فیہا رفع الصوت بذكر أو قراءة (فتی) اسی جگہ رد المحتار میں ہے۔ قوله کما کرہ الخ قیل تحریما وقیل تنزیہا کما فی البحر عن الغایہ وفیہ عنہا ویذبحی لمن تبع الجنائزۃ ان یطیل الصمت وفیہ عن الظہریۃ فان اراد ان یدکر اللہ تعالیٰ بذكرہ فی نفسه لقولہ تعالیٰ انہ لا یحیی المیتین ای المجاہرین بالدعاء والذکر فما ظنک بالغناء الحادث فی ہذا الزمان واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے اور اپنی اولاد کے دفن کے لئے ایک زمین خرید کر مدفن بنایا جس میں خود بھی دفن ہوا اور اب اس کی اولاد دفن ہوتی رہتی ہے بکر زید کے مدفن میں اس کے اولاد کی اجازت کے بغیر اپنے ایک عزیز کو جبراً دفن کر دیا زید کی

بعد اٹھ صنائع کی جلد (۱۱) ص ۵۱۱ میں ہے وقیل معنی
 النہی ان المقابر لا تخلوا عن النجاسات لان الجہال لیستأذون
 بما شرف من القبور فیدبولون ویتغوطون خلفہ فعلی ہذا لا
 تجوز الصلۃ لو کان فی موضع یفعلون ذلک لانہذا امر طہارۃ
 المکان البتہ اگر مقبرہ میں کوئی ایسی پاک جگہ ہے کہ جہاں نجاست وغیرہ
 نہ ہو اور اس میں کوئی قبر بھی نہ ہو اور نمازیوں کے سامنے بوقت نماز
 کوئی قبر بھی نہ آئے تو وہاں نماز پڑھنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ رد المحتار
 جلد (۱۱) ص ۲۸ کتاب الصلاۃ میں ہے ولا یأثم بالصلاۃ
 فیہا اذا کان موضع اعد للصلاۃ ولیس فیہ قبر ولا نجاسة
 کما فی الخانیۃ ولا قبلتہ قبر بحلیہ اعاذت صیحو میں اگرچہ یہ ثابت
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اموات کے دفن کے بعد
 ان کی قبر پر تشریف لیا کہ نماز پڑھی ہے جس سے مقبرہ میں نماز پڑھنا ثابت
 ہوتا ہے اسی طرح اگر کوئی میت بلا نماز کے دفن کر دی جائے تو اس کی
 قبر پر تین دن تک نماز پڑھنا درست ہے۔ جس سے مقبرہ میں نماز جنازہ
 پڑھنے کی اجازت ثابت ہوتی ہے مگر یہ بر بنار ضرورت ہے کیونکہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ رحمت تھی اس لئے آپ نے بعض میت کے
 نماز پڑھا کر دفن کئے جانے کے بعد بھی اس کی قبر پر نماز پڑھی ہے اور
 یہ فرمایا ہے کہ میری نماز رحمت ہے۔ اور بلا نماز کے دفن کئے جانے کی
 صورت میں تو بر بنار ضرورت قبر پر نماز پڑھنا ہے تاکہ ایک مسلم کی

بلانا زہرہ جائے اور فقہ کا کلیہ ہے کہ الضرورة تبديله المحظورات
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ مسجد میں
پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور کیا صحن مسجد داخل مسجد ہے یا خارج اور
اس میں نماز جنازہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے اور مسجد کا صحن جو مسجد سے
متصل ہے اس میں بھی نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔ رد المحتار جلد (۱)
باب الامامة میں ہے وذكر في البحر عن المجتبیٰ ان قضاء المسجد
له حکم المسجد اسی صفحہ میں ہے لان الصحن قضاء المسجد اس کے
چند سطر بعد ہے وفي الخرائج قضاء المسجد ما اتصل به وليس
بينه وبينه طريق والله اعلم بالصواب۔

در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۱) باب الجنائز میں ہے
وكرهت تحريمًا وقيل تنزيهاً في مسجد جماعة هواي المميت فيه
وحداه اومع القوم واختلف في الخارجة عن المسجد وحده
اومع بعض القوم والمختار الكراهة۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر چند موتی جمع
ہو جائیں جن میں بعض بالغ اور بعض نابالغ بعض مرد اور بعض عورت ہوں

والجماعۃ کذا فی البدائئ ص ۶۳ میں ہے وان اتخذ طعاماً
للفقرۃ کان حسناً عرس کے دن روشنی و دیگر تعلقات کرنا سلف
صالحین و فقہار اہل سنت کے اقوال سے ثابت نہیں ہے واللہ اعلم
بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلے میں کہ نماز جنازہ کے لئے جو
وضو کیا جاتا ہے کیا اس سے دوسری نمازیں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب

نماز جنازہ کے لئے جو وضو کیا جاتا ہے اس سے ہر قسم کی نماز فرض
نفل وغیرہ پڑھ سکتے ہیں رد المحتار جلد (۱) ص ۹۷ کتاب الطہارۃ
میں ہے ولعل الفرق بین التیمم والوضوء ان کل وضوء
تصح بہ الصلوۃ بخلاف التیمم۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلے میں کہ قبرستان میں نماز
جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

نماز جنازہ چونکہ اور نمازوں کی طرح فرض عبادت ہے اسلئے
طہارۃ مکان جس طرح نماز پنجگانہ کے لئے شرط ہے اسی طرح نماز
جنازہ کے لئے بھی شرط ہے۔ مقبرہ میں ہر قسم کی نماز پڑھنا مکروہ ہے

اس لحاظ سے نماز جنازہ بھی مقبرہ میں مکروہ ہے۔

یعنی شرح بخاری جلد (۲) ص ۳۵۵ باب ما کبرہ الصلۃ فی القبور
میں ہے وذهب الثوری والوحیفة والا وراعی الی کراہۃ
الصلۃ فی المقبرة بدائع صنائع جلد (۱) ص ۱۱ کتاب الصلۃ
فصل شرائط الارکان میں ہے وقد روی عن ابی ہریرۃ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انه نھی عن الصلۃ فی المزبلة والمجزرة
ومعاطن الابل وقوارع الطريق والحمام والمقبرة یعنی شرح
بخاری کے جلد (۲) ص ۲۶۹ میں ہے عن ابی سعید الخدری
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرض کلمھا
مسجد الا المقبرة والحمام درمختار مطبوعہ بر حاشیہ والمختار
جلد (۱) کتاب الصلۃ میں ہے وكذا نکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ
وفی طریق ومزبلة ومجزرة ومقبرة اور ممانعت کی وجہ سے
علماء نے یہ بتائی ہے کہ مقبرے عموماً نجاستوں سے خالی نہیں ہوتے کیونکہ
جاہل لوگ قبروں کی آڑ میں رفع حاجت کرتے ہیں ایسی حالت میں وہاں
نماز مناسب نہیں اور بعض نے یہ کہا ہے کہ اموات کی حرمت وعزّت
کے خیال سے وہاں نماز مکروہ ہے۔ یعنی کی اسی جلد میں ص ۲۵۲ میں ہے
حکی اصحابنا اختلافاً فی الحکمة فی الذہی عن الصلوۃ فی
المقبرة فقیل المعنی فیہ ما تحت مصلحة من النجاسة
الوفی اسی جگہ ہے والذي دل علیہ کلام القاضی ان الکراہۃ لعموم

اقوال سے ثابت ہے کہ بزرگوں کے عرس کے دن زائرین کو جو برکتا
 و فیوض حاصل ہوتے ہیں وہ بہ نسبت دوسرے ایام کے بہت کچھ زائد
 ہوتے ہیں۔ ما ثبت بالسنة کے ص ۶۸ میں مولانا شاہ عبدالحق صاحب
 محدث دہلوی رحم فرماتے ہیں فان قلت هل لهذا العرف الذي
 شاء في ديارنا في حفظ اعراس المشائخ في ايام وفاهم اصل
 فان كان عندك علم بذلك فاذكرة قلت قد سالت عن
 ذلك شيخنا الامام عبد الوهاب المتقي المكي واجاب بان
 ذلك من طريق المشائخ وعاد اقمرو لهم في ذلك نيات قلت
 كيف تعين اليوم دون سائر الايام فقال الضيافة مسنونة
 على الاطلاق فاقطعوا النظر عن التعيين اليوم وله نظائر
 كمصافحة بعض المشائخ بعد الصلوة وكالاكتحال يوم عاشوراء
 فانه سنة على الاطلاق وبدعة من جهة الخصوصية ثم قال
 وقد ذكر بعض المتأخرين من مشائخ المغرب ان اليوم الذي
 وصلوا فيه الى جناب العزة وحظائر القدس يرجي فيه من
 الخير والكرامة والبركة والنورانية اكثر واوفر من سائر الايام
 ثم اطلق ملياً ثم رفع راسه وقال لم يكن في زمن السلف
 شيء من ذلك وانما هو من مستحبات المتأخرين عرس کے دن
 صاحب عرس کی مزار پر حاضر ہو کر بغرض افعال ثواب سورہ فاتحہ و سورہ
 اخلاص او اہل سورہ بقرہ سورہ تبارک آمن الرسول سورہ یسین

آیۃ الکرسی وغیرہ پڑھنا فقراء و مساکین کو خیرات کرنا یا کھانا کھانا
 موجب برکت و ثواب ہے۔ ایصال ثواب کرنے والے کو چاہیے کہ روئے
 زمین کے تمام مسلمانوں کو خواہ زندہ ہوں یا مردہ اسی ثواب میں شریک
 کرے۔ خداوند عالم سب کو برابر ثواب پہنچاتا ہے رد المحتار جلد (۲)
 ص ۶۳۱ باب الجنائز میں ہے۔ لما ورد من دخل المقابر فقرأ
 سورة يسين خفف الله عنهم يومئذ وكان له بعد من
 فيها حسنات فجوفى شرح الباب ويقراء من القرآن والتيسر
 له من الفاتحة واول البقرة الى المفلحون واية الكرسي و
 امن الرسول وسورة يسين وتبارك الملك وسورة التكاثر
 والاخلاص اثني عشرة مرة او احدى عشر او سبعا وثلثا
 ثم يقول اللهم اوصل ثواب ما قرأناه الى فلان او اليهم
 (تنبیہ) صرح علماء کافی باب الحج عن الغیر بان الانسان
 ان يجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوما او صدقة او
 غیرها کذا فی الهدایة بل فی زکوة التارخانیه عن
 الحیط الافضل لمن يتصدق نفلاً ان ينوی لجميع المومنین
 والمؤمنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شیء
 هو مذهب اهل السنة والجماعة اسی صفحہ میں ہے وفي البحر
 من صام او صلى او تصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات
 والاحیاء جاز و يصل ثوابها اليهم عند اهل السنة

نہ جاسے اور جس مکان میں جاسے گی پھر وہاں سے بھی تاختم مدت بلا
خوف و خطر باہر طہ نہیں سکتی۔ مالگیری جلد (۱) صفحہ ۳۲۵ میں یہاں
لم یکن الخوف شدیداً لیس لہا ان تنقل ذلک الموضع
وان کان الخوف شدیداً کان لہا ان تنقل اسی صفحہ میں ہے
واذا انتقلت لعدو یرکون مسکنها فی البیت الذی انتقلت
الیہ بمنزلہ کوھا فی المینزل الذی انتقلت منه فی حرمة
الخروج عنہ کذا فی البدائع رد المحتار جلد (۲) صفحہ ۶۳
فصل الحداد میں ہے فتخرج لا قرب موضع الیہ و فی الطلاق
الی حلیث شاء الزوج۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مشائخین جو بزرگ کی
وفات کے دن مزار پر روشنی وغیرہ کو کے جمع کرتے ہیں جس کا نام عرس ہے
کیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر
سال کی ابتداء میں شہداء اہل احد کے قبور پر بعنصر من زیارت تشریف فرما
ہوتے تھے۔ رد المحتار جلد (۱) صفحہ ۶۳ باب الجنائز میں ہے وفیہ
یستحب ان یزور شہداء جبل احد لما روی ابن ابی شیبہ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یأتی قبور اہل الشہداء باحد

علی رأس کل حول فیقول السلام علیکم بما صدرتم فتح
 حقیقی الدار اور حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہے کہ سوال و جواب
 کے بعد نیک بندہ کی قبر چار ہزار نو سو گز کشادہ کر دی جاتی ہے اور
 اس میں نور پھیلا یا جاتا ہے۔ پھر یہ کہا جاتا ہے کہ تو اس میں سو رہ تب
 وہ خوشی میں کہتا ہے کہ میں اپنے لوگوں کو اس انعام و افضل الہی
 کی خبر دیتا ہوں۔ تب اس کو کہا جاتا ہے کہ تو یہاں قیامت تک اس طرح
 سو رہ جیسے عروس لینے دو لہا سو رہتا ہے کہ اس کے محبوب کے سوا اس کو
 کوئی اور جگہ نہیں سکتا۔ اب خداوند عالم ہی اس جگہ سے اٹھائے گا۔
 ترمذی شریف مطبوعہ نظامی کے جلد (۱) ص ۱۲ باب مذاب قبر
 کی طویل حدیث میں ہے تشریف ہے لہ فی قبرہ سبعون ذراعا
 فی سبعین تدریور لہ فیہ ثم ینقال لہ تم فیقول ارجع الی اہلی
 فاخبرہم فیقولان تم کنوۃ العروس الذی لا یوقظہ الا
 احب اہلہ حتی یبعثہ اللہ من مضجعہ ذلک صورت مسرورہ میں
 مشائخین وغیرہ کا سال میں ایک دفعہ صالحین و اولیاء کبار کے قبور پر
 بغرض زیارت جمع ہونا یہ حدیث زیارت شہداء اُحد سے ثابت ہے۔ اور
 وفات کے دن کا نام عرس رکھنا یہ حدیث تم کنوۃ العروس سے مستفاد
 ہے کیونکہ اس روز محبوب حقیقی کے وصال اور اس کے بے غایت انعام
 و افضل نے ان کو جو سرور کیا ہے اس کی مثال دنیا میں اہل دنیا کی شادی
 کے دن کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ اور ملک مغرب کے بعض مشائخین عظام کے

کتاب الجنائز

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا انتقال بجاالت
سفر علاقہ خاندیس میں ہوا کیا اس کی لاش کو دفن کے بعد مقام دفن
سے سات کو س کے فاصلہ پر دوسرے مقام میں منتقل کر سکتے ہیں یا نہیں

الجواب

دفن کے بعد میت کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ منتقل کرنا درست
نہیں ہے۔ درمختار مطبوعہ برعاشیہ رد مختار جلد ۱ ص ۶۲۵
کتاب الجنائز میں ہے ولا یخرج منه بعد اہالۃ التراب علیہ
ص ۶۲۹ رد المحتار میں ہے واما نقلہ بعد دفنہ فلا مطلقاً
واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کی تعمیر کے وقت
زمین میں سے مردوں کی پرانی مٹی یاں برآمد ہوئیں۔ اور یہ معلوم ہو کہ یہاں
زمانہ سابق میں قبرستان تھا کیا ایسی جگہ مسجد بنانا اور بن جانے کے بعد
اس میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

مقبرہ جبکہ اتنا پُرانا ہو جائے کہ مردوں کی لاشیں گلہری مٹی ہو جائیں

اور غلاطت و عفوئت کا کوئی اثر باقی نہ رہے تو اس پر مسجد بنانا اور نماز پڑھنا درست ہے۔ پرانی ٹہیوں کا برآمد ہونا مسجد کی تعمیر کے لئے مانع نہیں ہے۔ عینی شرح بخاری جلد (۲) ص ۳۵۹ میں ہے المقبرة اذا عفت و دثرت تعود ملکا لاریا بھا فاذا عادت ملکا یحییٰ ابن یبنی موضع المقبرة مسجد و غیر ذلک فاذا المریکن لها اذیاء لیكون لبیت المال وفيه ان القبر اذا المریقی فيه بقية من المیت ومن ترا به المختلط بالصديد جائزت الصلاة فيه عالمگیری جلد (۱) ص ۱۶ کتاب الجنائز فصل سادس میں ہے ولو ملی المیت وصارت رابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ و نہ ررعه والبدن علیہ کذا فی التبیین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ حاملہ کے خاوند کا انتقال ہو کر دیر ماہ کا عرصہ ہوا ہے ہندہ اس وقت خاوند کے مکان میں سکونت پذیر ہے مگر اس مکان میں ایک رشتہ دار کے علیل ہو جانے سے حکماء نے ہندہ کو تبدیل مکان کی رائے دی ہے کیا ایسی حالت میں ہندہ تبدیل مکان کر سکتی ہے۔ بلیغ التوجہ و ا۔

الجواب

اگر ہندہ کو اپنی جان کا سخت خوف ہے تو تبدیل کر سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس مکان کے قریب کسی دوسرے مکان میں رہے دور

اجوالصف الاول

ثواب عطا فرماتا ہے۔

بحالت نماز صفت سیدھی رکعتیں کا حکم
اور دو متفرق کھڑے رہنے کی نماز

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وصل صفاً وصلہ اللہ ومن قطع صفاً قطعہ اللہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صفت کو ملا یا خدا اُس سے بیگا اور جو صفت کو دور کیا خدا اُس سے دور ہوگا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لتسون صفوفکم فی صلاتکم اولتھا لئن اللہ یزین لوبکم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نماز میں صفیں سیدھی نہ رکھو گے تو خداوند عالم تمہارے دلوں میں خلافت ڈال دیگا

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لتسون الصفوف اولتھا لئن اللہ یزین لوبکم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

راصدوا الصفوف فان الشيطان
يقوم في الخلل۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم
سواوا صفوفكم فان التسوية الصف
من اقامة الصلوة۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم
من حسن الصلوة اقامه
الصف۔

قال النبي صلى الله عليه
وسلم من زين الصلوة
الحذاء۔

قال عمر بن الخطاب
راضى الله تعالى عنه ان الله
وملائكته يصلون على
الذين يقيمون الصف۔

کہ صف میں جگہ مت چھوڑو اور بالکل
ملے رہو۔ کیونکہ شیطان خالی جگہ میں
(دوسرے ڈالنے کے لئے) کھڑا ہو جاتا ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ صفیں سیدھی رکھو کیونکہ صف
سیدھی رکھنے میں نماز کی درستی ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ صف سیدھی رکھنے میں نماز
کی خوبی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ صف سیدھی رکھنے میں نماز
کی زینت ہے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنه نے فرمایا کہ خداوند عالم
اور اس کے فرشتے صف سیدھی
رکھنے والوں پر رحمت
بھیجتے ہیں۔

کفل من الوزر و من قال به فقد تکلم و من تکلم فلا جمعه له -	دو بوجہ ہیں اور جو کہ خطبہ سن کے باتیں کرے اس پر گناہ کا ایک بوجہ ہے اور جو دوسرے کو چپ کہا وہ بات کیا اور بات کرنا الیکا جمعیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کے دن خطبہ کے وقت جو بات کرے وہ مثل گھسے کے ہے جس پر دفتر لدا ہوا ہے اور جو دوسرے بات کرنے والے کو چپ کہے اس کا جمعہ نہیں ہوتا۔
---	--

تختی علی الرقاب یعنی لوگوں کی گردنوں پر سے
پیر ڈالتے ہوئے آگے جاتے کی سخت ممانعت

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرجل قلہ سأتیک یتخطی رقاب الناس و توذیہم من اذی المسلمین فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ عنا و جل -	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھیلا گئے ہوئے آگے کی صف میں پہنچا اپنے آپ کو فرمایا میں نے تجھے دیکھا کہ تو نے لوگوں کی گردنیں پھیلا گ کر انکو اذی دی اور جسے مسلمانوں کو اذی دی وہ مجھے اذی دیا اور جسے مجھے اذی دی وہ خدا کے عزوجل کو اذی دیا۔
---	---

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی یتخطی رقاب الناس ویضرق بین الاثنین یوم الجمعة	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے دن امام کے خطبہ کیلئے نکلنے کے بعد لوگوں کی گردنیں پھیلا گئے
---	---

بعد خروج الامام کالجاء
قصبة فی النار۔

ہوے اور دو شخصوں کو جدا
کرتے ہوئے آگے جائے وہ
وہ مثل اس شخص کے ہے جس نے
اپنی آنتوں کو جہنم میں کھینچا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو کوئی جمعہ کے دن
لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا
آگے جائے وہ جہنم میں جانے کا
پل بنا لیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تم دیر سے آتے ہو
اور لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر
ان کو ایذا پہنچاتے ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو کوئی لوگوں کی ایذا
تکلیف کے خیال سے گردنیں پھلانگ کرے
آگے نہ جائے اور جہاں جگہ ملے
وہیں بیٹھ جائے خدا کے پاک اسکو
صف اول کے ثواب سے دو چند

روی الترمذی عن معا
بن جبل قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم من تخطى
رقاب الناس يوم الجمعة اتخذ
جسراً الى جهنم۔

قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم يبطى احدكم
ثم يخطى رقاب الناس و
يؤذيهم۔

قال النسبي صلى الله
عليه وسلم من ترك
الصف الاول مخافة
ان يؤذى مسلماً فصلی
فی الصف الثانی او
الثالث اضعف الله له

مقام سرکعتین -

قال سعد الرجل يوم الجمعة
لا صلوة لك فذكر ذلك الرجل
للنبي صلى الله عليه وسلم فقال يا
رسول الله ان سعد اقال
لا صلوة لك فقال النبي صلى الله
عليه وسلم لم ياسعد قال انه
تكلم وانت تخطب فقال صدق
سعد -

عن ابی سلمة بن عبد الرحمن
بن عوف قال كان ابوذر الغفاری
جالسا الى جنب ابی ابن کعب يوم الجمعة
و رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقطب فتلا رسول الله صلى الله
عليه وسلم الآية لم یکن ابوذر
سمعا فقال ابوذر لابی متی انزلت
هذه الآية فلم یکن له فلما
اقیمت الصلوة قال له ابوذر ما
منعک ان تتکلم فی عین سالتک

قائم مقام خطبہ ہے۔

سعد رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن
ایک شخص سے کہا کہ تیری نماز نہیں ہوئی
اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا آپ نے سہ سے پوچھا
کہ تم نے کیوں ایسا کہا سعد نے فرمایا کہ
یا رسول اللہ آپ کے قطب پڑھنے کی وقت
اس نے بات کی سٹے میں نے کہا کہ تیری نماز
نہیں ہوئی تب آپ نے فرمایا کہ سعد جو کہتے ہیں سچ ہے
جمعہ کے دن خطبہ کے وقت

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ابی ابن
کعب رضی اللہ عنہ کے بازو سے بیٹھے
ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ میں ایک آیت پڑھی جس کو حضرت ابوذر
نے نہیں سنا تھا تب آپ نے ابی ابن
کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ
آیت کب نازل ہوئی آپ نے کچھ جواب
نہیں دیا جب نماز کھڑی ہوئی تب ان کے
جواب زدوینے کا سبب دریافت کئے تو

فَقَالَ لَهُ ابْنِي إِنَّهُ لَيْسَ لَكَ مِنْ
جَمْعَتِكَ إِلَّا مَا لَعُوتَ فَمَا لَطَلَقَ
ابُو ذَرٍّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ مَدَّ
إِلَيَّ فَقَالَ ابُو ذَرٍّ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَ
أَتُوبُ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَمْدُ
لِغَفْرِ لَابْنِي ذَرٍّ وَتُبَ عَلَيْهِ

عن صالح بن ابراهيم بن
عبد الرحمن بن عوف قال
دخل علينا انس يوم الجمعة
والامام لم يخطب ونحن نتحدث
فقال ما قلنا اقيمت الصلوات
قال اني اخاف ان اكون اطلت
جمعتي بقولكم ما قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم من دنا
فاستمع وله ينصت كان عليه
كفلان من الائم ومن دنا ولم
يستمع ولم ينصت كان عليه

تو آپ نے یہ فرمایا کہ بحالت خطبہ بات
کر نہیں تمکو جمعہ کے ثواب کے بدلے گناہ ملا
تب ابو ذر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر
واقعہ کی اطلاع دی آپ نے فرمایا کہ ابی بن
کعب نے جو کہا ہے وہ سچ ہے تب ابو ذر
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو
توبہ و استغفار کی اور آپ نے بھی ان کے لئے
قبول توبہ و بخشش کی بارگاہ ایزدی میں عاف فرمائی۔

صالح بن ابراهيم بن
فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن امام کے
خطبہ پڑھتے وقت حضرت انس رضی اللہ
عنه آئے اور ہم اس وقت باتیں کر رہے
تھے آپ نے ہم کو چپ رہنے فرمایا۔
جب نماز کھڑی ہوئی تو فرمانے لگے
کہ تم کو جو میں نے چپ رہنے کہا اس سے
مجھے خوف ہے کہ میری نماز جمعہ باطل
ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو کوئی نماز جمعہ کے لئے آئے اور
خطبہ سنتے وقت باتیں کرے اس پر گناہ ہے

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نفل نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا اور نوافل میں قرأت جہر سے پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

تراویح کے سوا دیگر نوافل جماعت سے پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے رد المحتار جلد (۱) کتاب الصلوٰۃ باب التزویٰ والنوافل میں ہے والنفل بالجماعۃ خیر مستحب لانه لم یفعله الصحابة فی غیرہم مضل اھ وهو الصحیح فی انھا کراہۃ تلزیہ نفل نمازیں اگر دن میں پڑھی جائیں تو ان میں قرأت آہستہ پڑھی جائے اور اگر رات میں پڑھی جائیں تو آہستہ اور آواز سے دونوں طریقہ سے پڑھنا جائز ہے کنز الدقائق کے باب صفۃ الصلوٰۃ میں ہے ویسیر فی شیعہ ما لم یکن فیہ بالانفاس وخیر ما یفرد فیما یجہر لکن یقل باللیل واللہ اعلم بالصواب۔

نماز جمعہ و عید کے لئے ضروری ہدایات

یہ بات ظاہر ہے کہ فرائض و واجبات کی ادائی سے ہر ایک مسلمان کی یہی غرض ہوتی ہے کہ حقوق شرعیہ سے سبکدوشی حاصل کر کے سرمایہ آخرت فراہم کیا جائے اور یہ غایت اسی وقت حاصل ہوگی جبکہ ہر ایک فرض و واجب کی ادائی اس کے آداب و لوازمات مشروعہ کے ساتھ کی جائے۔ نمازی عید گاہ میں نماز عید کے لئے

اور مساجد میں نماز جمعہ کے لئے جمع ہوتے ہیں مگر عجیب دہگاہ و مسجد کے آداب و ضروریات نماز سے ناواقف ہونے سے اکثر ایسے افعال ممنوعہ میں مرتکب ہو جاتے ہیں جن سے بچنے کے لئے شریعت میں خوف دلایا گیا ہے اور صریح ممانعت کے ساتھ بعض کے متعلق یہ بھی ظاہر کر دیا گیا کہ ان امور کا مرتکب نفسِ نماز کے ثواب سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے حالانکہ حصولِ ثواب و تقییل حکمِ ربّانی میں ہر ایک مومن سارے مصائب برداشت کرتا ہے اور جب وہ حامل نہ ہو تو پھر خسارہ آخرت یقینی ہے اسلئے بغرض افادہ عام چند احادیث اور ان کا سلیس اُردو میں ترجمہ ذیل میں درج کیا گیا تاکہ مسلمان نصیحتِ حاصل کریں اور اپنی عبادت کے لئے بے بہاصلہ کو تھوڑی سی بے احتیاطی میں ضائع نہ کریں۔

خطبہ سننے کی ترغیب اور بات کر نیکی ممانعت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خطبہ دو رکعت نماز کے قائم مقام ہے یعنی اگر کسی کا خطبہ فوت ہو گیا تو گویا اس کی دو رکعتیں گئیں۔

حدیث میں وارد ہے کہ خطبہ نماز کے نصف حصہ کے مانند ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ ظہر کی چار رکعتوں سے دو رکعتوں کے قائم مقام تو نماز جمعہ ہے اور باقی دو کے

عن عمر قال انما جعلت الخطبة موضع الركعتين۔

هذا تاويل لما ورد به الاثر من ان الخطبة كسطر الصلوة فان مقتضاها انما قامت مقام ركعتين من الظاهر كما قامت المحبة

لکھذا فی الہدایہ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

زید شاہان سلف کے عطا کردہ اسناد کے بموجب خدمت خطا پر مامور ہے جس کے ذمہ متجانب سرکار رویت ہلال کا اعلان کر کے نماز عید قائم کرنا ہے اس کے مقابل ایک حامی شخص نے جندہ مخالفت سے بطور خود رویت ہلال کا اعلان کیا اور چند اشخاص کے ساتھ علحدہ نماز عید پڑھی پھر زید نے بھی حسب عملہ رآمد قدیم جماعت کثیر کے ساتھ عید کی نماز اور خطبہ پڑھا کیا حامی کی نماز عید مع اس کے رفقاء کے درست ہوئی یا نہیں۔

الجواب

نماز جمعہ اور نماز عید کے شروط ایک ہی ہیں صرف فرق اتنا ہے کہ عیدین میں خطبہ نماز کے بعد سنون ہے فتاویٰ عالمگیری جلد (۱) صفحہ (۹۶) میں ہے ویشتروط للعید ما یشتروط للجمعة الا الخطبة کذا فی الخلاصة فانها سنة بعد الصلوة نماز جمعہ کے لئے بادشاہ وقت یا اس کا نائب یعنی قاضی خطیب وغیرہ ہونا شرط ہے ان کی اجازت کے بغیر جمعہ جائز نہیں ہے عالمگیری جلد (۱) صفحہ (۹۳) میں ہے ومنھا السلطان عادلاً کان او جائراً مکذا فی التلخیص خانیة ناقل عن النصاب او من امر به السلطان وهو لا یمیر او القاضی او الخطباء۔ کذا فی العینی شرح الہدایة حتی

لا یجوز اقامتہا بغیر امر السلطان و امر نائبہ کذا فی السنن
پس صورت مسئلہ میں جس شخص نے خطیب مقررہ سرکاری کی
اجازت کے بغیر نماز عید پڑھی ہے شرعاً درست نہیں ہے واللہ
اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ امام آیات فہم یعمل
مثقال ذرّۃ تاخیر ایّہ و من یعمل مثقال ذرّۃ شراً ایّہ میں
تقدیم و تاخیر کر کے پھر صحیح طور پر اس کا اعادہ کیا کیا نماز ہوئی یا
نہیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب

ایسی تقدیم و تاخیر ہے چونکہ معنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور
امام نے اس کا صحیح طور پر اعادہ بھی کر لیا ہے اس لئے صورت
مسئلہ میں نماز تمام ہو گئی حالیکہ جلد دوم کتاب الصلوٰۃ فصل زلّۃ القاری
میں ہے ان قدم کلمۃ او اخران لم یتغیر المعنی لا تفسد۔
دوسری جگہ ہے وان قدم کلمتین علی کلمتین خفیما یتغیر بہ المعنی
تفسد و فیما لا یتغیر لا تفسد انتہی ملخصاً خزائن الروایہ کی فصل
زلّۃ القاری میں ہے ذکر فی الفوائد ولو قرأ فی الصلوٰۃ بخطاً
فلشئ ثم سرجع و قرأ صحیحاً قال عندی صلاۃ بجا ئزۃ۔
واللہ اعلم بالصواب۔

ایام سے حیض و نفاس کے ایام کی نماز وضع کر دی جائے اس کے بعد جتنے دن رہتے ہیں ان میں ہر دن کے نماز پچگانہ و وتر جملہ چھ نمازیں مقرر کی جائیں اور ہر نماز کے لئے سوا سیر گہیوں یا اس کی قیمت فقرا و مساکین کو دی جائے۔ اس طرح ہر سال کے رمضان کے روزوں کے لئے ہر روزہ کا فدیہ سوا سیر گہیوں دیا جائے اور ہر سال کا صدقہ فطر بھی سوا سیر گہیوں یا اس کی قیمت دی جائے یہ مکمل عبادت بدنی روزہ نماز کے فدیہ کا ہے اور عبادت مالی یعنی زکوٰۃ کے لئے یہ حکم ہے کہ مرحومہ کے مال کا حساب لگا کر جتنے سال کی زکوٰۃ کہ مرحومہ پر واجب تھی اس قدر رقم فقرا و مساکین کو دی جائے ورنہ مختار مطبوعہ بر حاشیہ ردّ مختار جلد (۲) صفحہ (۱۲۲) کتاب القوم میں ہے و فدية صلاة ولو تروا كما مر في قضاء الفوائت كصوم يوم على المذهب وكذا الفطرة والاعتكاف الواجب يطعم عنه لكل يوم كالفطرة والواجبة والحاصل ما كان عبادة بدنية فان الوصي يطعم عنه بعد موته عن كل واجب كالفطرة - والمالية كالزكاة يخرج القدر الواجب او صفحہ (۱۲۱) میں ہے وان لم يوص وتبوع وليه جاز ان شاء الله

۲ استفتاء

کیا فراتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ تمیوں کا مال کھانے والے کے پیچھے نماز بلا غل جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

یتیموں کا مال ناجائز طریقہ پر کھانا گناہ کبیرہ ہے شرح عقائد
نفسی میں ۴۰ و الکبیرۃ قد اختلف السراویات فیہا فروی عن ابن
عشر انہا تسعة الشریک باللہ و قتل النفس بغير حق و قذف
المحسنة والزنا و الفراسر عن الزحف و السحر و اكل مال الیتیم
اور کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے جس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے
شرح عقائد نفسی میں ہے الاول ان الامة بعد اتفاقهم
على ان مرتكب الكبیرۃ فاسق اختلفوا فی انه مؤمن و هو مذهب
اہل السنة و مختار کے کتاب الصلوٰۃ باب الامامہ میں ہے و یکرہ
امامة عبد و اعرابی و فاسق واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حنفی مقتدی اگر امام
کے پیچھے عہد آیا سہو سورہ فاتحہ پڑھے تو کیا مقتدی کی نماز فاسد ہوگی
یا سجدہ سہو لازم آئیگا۔

الجواب

امام کے پیچھے سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھنے سے مقتدی کی نماز
مکروہ ہوتی ہے فاسد نہیں ہوتی اور نہ سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ فتاویٰ
عالمگیری جلد ۱۱، فصل ما کرہ فی الصلوٰۃ میں ہے و تکرہ القراءة خلف
الامام عند ابی خلیفۃ و ابی یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ

صرف زبان سے امام و نامیہ سب کے لئے مکروہ ہے البتہ امام کے بیٹھے رہنے تک دل سے دعا مانگ سکتے ہیں۔ رد مختار مطبوعہ برماشہ رد مختار جلد (۱) صفحہ (۲۵، ۲۶) باب الجہد میں ہے اذا خرج الامام من الصلاة ولا كلام الى تمامه رد المختار میں ہے ومحل الخلاف قبل الشروع اما بعده فالكلام مكروه وتحريراً باقسامه كما في البدائع بحره ونهيه وقال البقالي في مختصره واذا شرح في الدعاء لا يجوز للقوم رفع اليدين ولا تأمين باللسان جهراً فان فعلوا ذلك اثموا وقيل اسأؤ ولا اثم عليهم والصحيح هو الاول وعليه الفتوى۔ مبسوط سرخسی جلد ۲ باب الجہد میں ہے وجوب الانصات غير مقصور على حال تشاغله بالخطبة حتى يكره الكلام في حالة الجلسة بين الخطبتين۔ فتاویٰ مولانا عبدالحی جلد (۳) صفحہ (۶۴) میں ہے لما على قارى در شرح مشکوٰۃ می آرد وكيف يدعو وهو مأمور بالانصات اجيب ليس من شرط الدعاء التلفظ به بل استحضار به بقلبه كاف انتهي اس کے چند سطر بعد ہے ودر مشکوٰۃ می آرد عن ابن عمر قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لا يخطب ثم يجلس ولا يتكلم ثم يقوم فيخطب انتهي اسی صفحہ میں ہے في الكافي شرح الوافي للامام حافظ الدين ابی البركات النسفي وكراهة الكلام غير مقصور على حال الخطبة عند ابی حنيفة حتى يكره الكلام في حال الجلسة بين الخطبتين

الاطلاق الحدیث رد المختار باب الجمع میں ہے قال فی المعراج
فیسبق الدعاء بقلبه لا بلسانه لانه مأمور بالسکوت واللہ اعلم
بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے روز زوال کے
وقت سنت و نوافل پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینو اتوجروا۔

الجواب

جمعہ کے دن یا دوسرے ایام میں زوال کے وقت سنت و
نوافل پڑھنا مکروہ ہے بدائع و منائع فصل بیان بایکہ التطوع میں ہے
ففی هذه الاوقات الثلاثة یکرہ کل تطوع فی جمیع الايام ما لم
یوم الجمعة وخیرہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندو کا انتقال
اکٹھ سال کی عمر میں ہوا جو فریضہ حج سے فارغ تھی اب اس کے
ورثاء چاہتے ہیں کہ مرحومہ کی نجات و بخشائش کے لئے اس کے
آیام بلوغ سے وفات تک کے تمام روزے و نماز کا فدیہ دیں تو ان
کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔

الجواب

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرحومہ کے بلوغ سے وفات تک جملہ

انھا تدل علیہ ان ہدم المساجد و تخريبها ممنوع و کذا المنع عن الصلوة
و العبادۃ وان کان مملوکاً للہما نعم وقد اوعد اللہ تعالیٰ علیہ و شتمہ
علیہ الفقہاء و تمسکوا بحدۃ الایۃ عالمگیریہ جلد (۳) ص ۴۵۰ کتاب النجاة
میں ہے و اختاروا فی نفسہا لکبار و اوصی ما قبل فیہ ما نقل عن الشیخ
الامام شمس الائمۃ حلو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ انہ قال ما کان شنیعاً
بین المسلمین و فیہ ہتک حرمة اللہ تعالیٰ و الدین فہو من جملة
الکبائر و کذا لای ما فیہ نید المرودۃ و الکفر فہو من جملة الکبائر شیخ
تقاسد جلد ۲ ص ۱۹۸ میں ہے و الفسق هو الخروج عن طاعة اللہ تعالیٰ
بار کتاب الکبیرۃ - واللہ اعلم بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سبب میں کہ امام کو مقتدی کی نیت کرنا ضروری ہو یا نہیں

الجواب

امام کو مقتدی کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے مگر جب جماعت میں عورتیں بھی ہوں
تو ان کی نیت کرنا لازم ہے بشرطیکہ وہ کسی مرد کے محاذی یعنی برابر صف میں کھڑی ہوں اگر
محاذی نہ ہوں تو بھی بریلے احتیاط نیت کرنا چاہیے کیونکہ اس میں فقہاء کا اختلاف
ہے البتہ نماز بخلازہ و عید و جموں میں عورتوں کے لئے نیت کی حاجت نہیں ہے درمختار
باب شروط الصلوۃ میں ہے والامام بنوی صلوۃ فقط لا امامۃ المقتدی لو
رجا الا وان امر نساء فان اقتدت بہ محاذیۃ لرجل فی غیر صلیح جنازۃ
فلاحید من نية امامتها وان لم تقند محاذیۃ اختلف فیہ اسی جگہ ہے

الاجناترۃ اجماعاً وکجمعة وعید علی الاصح واللہ اعلم
بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز پنجگانہ وجوہ و
عیدین دعا پکار کر مانگنا بہتر ہے یا آہستہ۔ منیوا تو اجدوا

الجواب

دعا مانگنا خواہ کسی حالت میں ہو ستر یعنی آہستہ سنت ہے بدائع
صنائع کے جلد (۱) ص (۲۰۴) فصل السنن میں ہے والسنة فی الدعاء
الانخفاء عنایہ شرح ہدایہ کے باب صفة الصلوة میں ہے (قولہ
لانه دعاء فبتاہ علی الانخفاء) کافی خارج الصلوة قال اللہ
تعالیٰ ادعوا سر بکم تضرعاً وخفیة تفسیر احمدی کے سورۃ اعراف میں
ہے وقالوا ان الانخفاء فی الدعاء اسرع اجابة بدلیل قولہ
تعالیٰ اذنادی سر بہ نداء خفیا وقولہ تعالیٰ ادعوا سر بکم تضرعاً
وخفیة وهذا ایضاً بالاتفاق۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دو خطبوں کے درمیان
امام کے بیٹھ جانے کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون ہے یا ناجائز۔

الجواب

دو خطبوں کے درمیان دعا مانگنا ہاتھ اٹھا کر یا بلا ہاتھ اٹھانے کے

یَلْبَعْدُ الْاِمَامُ كُنْ اِنْ الْقَنِيَّةَ وَفَتَاوَى قَاضِي خَوَاں وَاَللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْصَوَابِ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بجا لٹ نشہ بغرض ادا کی نماز عید گاہ میں آیا اور نشہ کی بدحواسی میں بدزبانی شروع کی مصلیان عید گاہ نے محض اس نیت کو ایسی حالت میں اسکی نماز درست نہ ہوگی بلکہ اسکی بدزبانی سے دوسرے مصلیوں کی نماز میں خلل ہوگا اس کو مسجد سے چلے جائیگی نہ جہائش کی جب وہ باہر جائیے انکار کیا تو مجبوراً اسکو جماعت سے علیحدہ کر دیا گیا اب زید نے مصلیان مسجد پر عدالت فوجداری میں ازالہ حیثیت عرفی کی نالاش دائر کی ہے کیا ایسی حالت میں مصلیوں کا فیصل شرعاً جائز تھا یا نہیں۔

الجواب

مسجد یا عید گاہ میں اگر کوئی شخص بد بودار چیز استعمال کر کے آئے جس کی بو سے مصلیوں کو تکلیف پہنچتی ہے یا کوئی شخص بدزبانی سے لوگوں کو اذیت پہنچائے تو ایسے شخص کے متعلق مصلیوں کو یہ حق ہے کہ اس کو مسجد میں آنے سے منع کریں اور اگر آگیا ہے تو اس کو باہر کر دیں۔ بنابرین صورت مسئلہ میں مصلیوں کا فیصل درست ہے درمختار مصلیہ ج ۱ برعاشیہ رد مختار جلد (۲) ص ۲۱۴ احکام مسجد میں ہے واکل یخو ثوم ویمنع منه وکن اکل مؤذ ولوی لسانہ یعنی شرح بخاری جلد (۲) ص ۲۱۴ میں ہے والحق بالحدیث کل من اذی الناس بلسانہ فی المسجد وبہ افتی ابن عمر رضی اللہ عنہما وهو اصل فی نفی کل من یتاذی بہ اسی صفحہ میں ہے وفیہ تروک الا تیان المسجد عندا کل

الثمور ونحوہ وهو لیس مہیتناول المجامع کمصلى العيد والجمازة
ومكان الولیة وحکم رجعة المسجد حکمہ لانه منہ۔ واللہ
اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سئلے میں کہ زید بلا عذر شرعی رمضان کے روزے ترک
کرتا ہے اور بعض امور خلاف شرع کا ارتکاب کرتا ہے کیا ایسا شخص امامت کر سکتا ہے۔

الجواب

امام رک میام فرض فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے درمختار کے باب
الامامۃ میں ہے وکیہ امامۃ فاسق۔ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے پیش امام کے حق میں جو کہ اپنی ذاتی
اکدورت کی وجہ سے کسی مسلمان کو مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آئیے منع کرے
اور اگر وہ مسجد میں آجائے تو اس کو مسجد سے نکال دے۔

الجواب

ایسا امام فاسق و فاجر ہے کیونکہ اس نے بغض آئہ کریمہ ومن اظلم
من متعم مساجد اللہ ان یدکر فیہا اسلہ وسعی فی خرابھا مسجد کی ویرانی کی
فکر کی ہے اور ایسی حرکت کا ارتکاب کیا ہے جسکو تمام مسلمان ناگوار سمجھتے ہیں چونکہ یہ
فعل شرعاً منسوع و خلاف مروت و کرم ہے اس لئے اس کا مرتکب فاسق یعنی مرتکب
گناہ کبیرہ ہے تفسیر احمدی مطبوعہ بمبئی ص ۳۳ میں ہے والمقصود من ذکر الایۃ

فهل يخرج بذلك عن حل الامردية وخصوصاً قد نبت له شعراً
 في ذقنه تؤذن بأنه ليس من مستدبري اللحي فهل حكمه في الامامة
 كالرجال الكاملين ام لا اجاب سئل العلامة الشيخ احمد بن يوسف
 المعروف بابن المشبلي من متأخري علماء الحنفية عن هذه المسئلة
 فاجاب بالجواز من غير كراهة وناهيك به قدوة وكذلك سئل
 عنها المفتي محمد تاج الدين القلجی فاجاب كذلك والله اعلم بالصواب
 استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جب امام جمعہ کا خطبہ ثانیہ پڑھا ہے
 اس وقت کسی قسم کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

امام کے خطبہ شروع کرنے کے بعد دونوں خطبے ختم کرنے تک بلکہ نماز جمعہ پڑھ لینے
 تک نفل یا سنت پڑھنا یا بات کرنا مکروہ ہے درمختار کے کتاب الصلوة باب الجمعہ میں
 ہے (اذا خرج الامام من الحجرة ان كان ولا فقيامه للصعود شرح المجمع
 فلا صلوة) ولا كلام الى تمامها) رد المحتار میں ہے وغاية البيان انهما ايها
 من حين يخرج الامام الى ان يفرغ من الصلوة والله اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زنا کار امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

زنا کار کی امامت کردہ ہے درمختار کتاب الصلوة باب الامامة میں ہے ویکو

امامة اعرابی و فاسق و اعمیٰ رد التمارین ہے قولہ فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة و لعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزانی و آكل الربوا و نحو ذلك کذا فی الہر جندی واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مغرب کی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ سورۃ قارعہ شروع کیا اور تین آیت پڑھ کر ہول جانیے ایک تسبیح کی مقدار سکوت کر کے پیر تبدیل سے شروع کیا سکوت کی حالت میں مقتدیوں نے اسکو لقمہ دیا اگر زید لقمہ نہیں لیا کیا ایسی صورت میں بلحاظ تکرار واجب و تاخیر کن سجدہ سہو کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب

صورت مسئلہ میں سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے مگر نماز مکروہ ہوئی عالمگیری جلد (۱) کتاب الصلوۃ باب سابع میں ہے۔ ویکرة للمقتدی ان یفتح علی امام من ساعده لجواز ان یتذکر فیصدقارئاً خلف الامام من غیر حاجة کذا فی محیط السخسی ولا ینبغی للامام ان یلجئہما الی القرأۃ خلفہ واندہ مکروہ بل یرکع ان قرأ قل ما تجوز بہ الصلوۃ ولا ینتقل الی ایۃ اخری کذا فی الکافی وتفسیر الجعافان یردد الایۃ او یقف سبباً کذا فی النہج عمدة الرعاۃ حاشیہ شرح وقایہ کے ص ۱۹۱ باب یفسد الصلوۃ میں ہے ینبغی للامام ان لا یلجئ المقتدی الی الفتح بل یرکع ان کان قرأ قل ما تجوز بہ الصلوۃ او ینتقل الی ایۃ اخری فان احوج الی ذلک بان وقف سبباً کثراً او مکراً ولم یرکع ولم ینتقل کرہ وکن ایکرة للمقتدی ان یجمل فی الفتح ما لم

بیس پچیس سال سے اس پر محراب و منبر قائم کر کے نماز پڑھنا اور جمعہ ادا کیا جاتا ہے کیا
ایسا چوترا شرعاً مسجد سجھا جائے گا یا نہیں بیوا تو جروا۔

الجواب

ملک زمین نے اگر مہینہ برس کے لئے اس چوترا پر نماز پڑھنے کی اجازت دی
ہے تو یہ اس کی ملک سے خارج نہیں ہے اور اگر بلا تعین مدت نماز پڑھنے کی اجازت
دی ہے تو یہ چوترا اس کی ملک سے خارج اور اذافین داخل ہے دوسرے مساجد
کی طرح یہ بھی مسجد ہے چہت و مینار مسجد کے لئے شرط نہیں ہے بحر الرائق جلد (۵)
صفحہ ۶۸ کتاب الصلوة فصل لما اختص المسجد من ہے ولو قال المضعف رحمہ اللہ
ومن جعل ارضه مسجداً بدل قوله ومن بنى لکان اولی لا تہ لوکان لہ
ساحة لا بناء فیہا فامر قومہ ان یصلوا فیہا ولعید کرا بدأ الا انہ
اراد بھا الا بد ثمرات لا یكون میراثاً عنہ وان امرہم بالصلوة
شہراً أو سنة ثمرات تكون میراثاً عنہ لا تہ لا ید من التابید
والترقیۃ ینافی التابید کذا فی الخانیۃ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کی خدمت کے لئے شامان
سلف سے پمیں امام و موزن و چار و بکش کو سادی محاش مقرر ہے متولی مسجد چاہتے
ہے کہ اس مساوات کو منسوخ کر کے پیش امام کی محاش میں کچھ زیادتی کرے اور کچھ
مسجد کی تعمیر و ترمیم میں صرف کرے جس سے موزن و چار و بکش ناخوش ہیں کیا
متولی کو شرعاً ایسا حق حاصل ہے۔

الجواب

اس قسم کی زیادتی دکی کا حق شرعاً سلطان وقت کے حاصل ہے اس لئے متولی کو چاہیے کہ سرکار سے اس کی منظوری حاصل کرے فتاویٰ مہدویہ جلد (۲) صفحہ ۶۴۹ کتاب الوقف میں ہے ویکون الاصلاح لازماً لا يجوز نقضه ولا اخراجه من ايدي مستحقه غير انه ليس وقفاً حقيقياً فلا تراعى شرطه بالمعنى السابق وهو انه اذ رأى ولي الامر المصلحة في زيادة فيه او نقص في مصارف الوقف المذکور ليسوع له ذلك والله اعلم بالصواب استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بالغ ہے مگر اس کو داڑھی مویہ نہیں ہے کیا یہ امامت کے قابل ہے یا نہیں۔

الجواب

جس بالغ کی عمر اتنی ہے کہ ابھی اس کے داڑھی مویہ نکلیں کا زمانہ ختم نہیں ہوا ہے تو اس کو امر دیکھتے ہیں جس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور جس کے داڑھی مویہ نکلیں کا زمانہ ختم ہو گیا ہے اور اب تک نہیں نکلی ایسی شخص کی امامت بلا کراہت درست ہے ومنتار کے کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ میں ہے وکذا تکبر خلف امرء۔
روایت میں ہے الظاهر انما تذهیۃ ایضاً والظاهر ایضاً کے اقال
الرحمتی ان المراد یہ الصبیحہ الوجہ لانہ محل الفتنہ اسی صفحہ میں ہے
سئل علامۃ الشیخ عبدالرحمن بن عیسی المرشدی عن شخص بلخ
من السن عشرین سنۃ وتجاوز حد الانبات ولم ینبت عذرا

پڑھنے سے اس کی اقتدا کرنا بہتر ہے یا نہیں۔

الجواب

جبکہ کوئی شخص ان اشخاص سے بہتر موجود نہیں ہے تو تنہا نماز پڑھنے سے اُن کی اقتدا کرنا اولیٰ و بہتر ہے رد المحتار جلد (۲) کتاب الصلوٰۃ باب الاماتہ میں ہے
لَمْ قَالَ فَيَكُ لِهْمُ التَّقَدُّمِ وَيَكُوهُ الْاَقْتِدَاءُ بِهِمْ تَزِيحًا فَانْ اَعْلَنَ الصَّلَاةَ
خَلْفَ غَيْرِهِمْ فَهُوَ اَفْضَلُ وَاَلَا فَالْاَقْتِدَاءُ اَوَّلِيَّ اَمِنْ الْاَنْفِرَادِ - وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد یا عید گاہ کے صحن میں چند قبریں واقع ہیں جب مصلیٰ نماز ادا کرتے ہیں یہ قبریں مصلیٰ اور قبلہ کے درمیان ہوتی ہیں کیا اس طرح نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

قبر کو سامنے لیکر نماز پڑھنا مکروہ ہے رد المحتار جلد (۱) ص ۳۳ کتاب الجنائز میں ہے وَقَالَ فِي الْحَلِيَّةِ وَتَكْرَهُ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ وَآلِهِ لَوْ رَوَدَ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد سے ملحق راستہ سے جس کے کنارہ پر مسجد کے لئے مختصر پیشاب خانہ بنا لیا گیا رفتہ رفتہ پیشاب خانہ وسیع کر دیا گیا جس سے راستہ تنگ ہو گیا اور اب راستہ پر دیوار اٹھا کر اس پیشاب خانہ کو

مسقف کر کے مسجد کے لئے دوکان تیار کئے جا رہے ہیں۔ کیا ایسی زمین جو مسجد کے روپیہ سے نہ خریدی گئی ہو اور کسی نے اس کو مسجد کے لئے وقف بھی نہ کیا ہو اور جس کے مسجد میں شریک کرنے سے عام راستہ تنگ ہوتا ہو اور مسلمانان محلہ اس کی شرکت سے اپنا سخت ہرج بتاتے ہوں اور اس کے مسجد میں شامل نہ کرنے سے مسجد کا کوئی نقصان بھی نہ ہو کیا اس کا مسجد کے دوکانوں میں شریک کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔

الجواب

جس زمین کے مسجد میں شریک کرنے سے راستہ تنگ ہوتا ہے اور رکبڑوں کو تکلیف ہوتی ہے ایسی زمین کو مسجد میں شریک کرنا درست نہیں ہے فتح القدیر صریحاً جلد ۵ ص ۴۴ فصل فی احکام المسجید ہے فلو کان طریقاً للعامة ادخل بعضہ بشرط ان لا یضرب بالطریق مجمع الانہر جلد ۱ ص ۴۸ کتاب الوقف میں ہے ولو ضاق المسجد علی المصلین وبجنبہ طریق العامة یوسعہ المسلمین منہ اى من الطريق اذا لم یضرب بالصحاب الطريق فتاویٰ قاضی خاں کتاب الوقف باب من یحیل دارہ مسجد ایں ہے قوم بنوا مسجد او احتاجوا الی مکان لیتسح المسجد فاخذوا من الطريق وادخلوه فی المسجد ان کان یضرب ذلک بالصحاب الطريق فلا یجوز والا فلا بأس بہ پس صنویت مسؤل میں راستہ کی زمین کو مسجد کے دوکانوں میں شریک کرنا شرعاً جائز نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلے میں کہ ایک چوتھرہ جس پر نہ چہت ہے نہ نیار

۵	یکم فروردی	۵	۲۴	۱۲	۳۱	۴	۳۶	۶	۸	۷	۳۱
۵	۱۵ فروردی	۵	۱۸	۱۲	۳۱	۴	۴۱	۶	۱۵	۷	۳۵
۶	یکم بهشت	۵	۹	۱۲	۲۹	۴	۴۸	۶	۲۱	۷	۴۱
۶	۱۵ بهشت	۴	۵۸	۱۲	۲۵	۴	۴۶	۶	۲۴	۷	۴۳
۷	یکم خرداد	۴	۴۴	۱۲	۲۰	۴	۴۵	۶	۲۸	۷	۴۶
۷	۱۵ خرداد	۴	۳۳	۱۲	۱۶	۴	۴۳	۶	۳۰	۷	۵۰
۸	یکم تیر	۴	۱۸	۱۲	۱۳	۴	۴۱	۶	۳۵	۷	۰
۸	۱۵ تیر	۴	۶	۱۲	۱۳	۴	۴۵	۶	۳۹	۷	۸
۹	یکم ارداد	۳	۵۰	۱۲	۱۵	۴	۵۰	۶	۴۵	۷	۱۹
۹	۱۵ ارداد	۳	۵۸	۱۲	۱۸	۴	۵۴	۶	۴۹	۷	۲۶
۱۰	یکم شہریور	۴	۶	۱۲	۲۱	۴	۵۷	۶	۵۱	۷	۲۴
۱۰	۱۵ شہریور	۴	۱۲	۱۲	۲۳	۴	۵۵	۶	۵۰	۷	۲۲
۱۱	یکم مہر	۴	۱۹	۱۲	۲۲	۴	۴۹	۶	۴۳	۷	۱۱
۱۱	۱۵ مہر	۴	۲۷	۱۲	۲۰	۴	۴۶	۶	۴۶	۷	۱
۱۲	یکم آبان	۴	۳۵	۱۲	۱۵	۴	۴۱	۶	۲۳	۷	۴۴
۱۲	۱۵ آبان	۴	۴۱	۱۲	۱۰	۴	۳۴	۶	۱۲	۷	۳۰

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جذامی یا کوڑھی امام سے کوئی بہتر شخص بروقت نماز موجود نہیں ہے تو ایسی حالت میں کیا تنہا نماز

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک چھوٹا گاؤں ہے جس کا حاکم مسلمان ہے اور وہاں بلا راہی لکنا ہے کہ ایسے گاؤں کے مسلمان جمعہ قائم کریں تو کیا ان سے ٹھہرا قاطع ہو جائیگا

الجواب

اگر اس گاؤں میں مسلمان جن پر نماز جمعہ فرض ہے اتنے ہیں کہ وہ سب کے سب اس گاؤں کی سب سے بڑی مسجد میں اگر جمع ہو جائیں تو مسجد ان کے لئے کافی نہیں ہوتی تو ایسی حالت میں یہ گاؤں شرعاً مصر کا حکم رکھتا ہے مسلمانوں کو اس میں بہ اجازت حاکم جمعہ ادا کرنا درست ہے اور بعد ادا الی جمعہ ان سے ٹھہرا قاطع ہو جائیگا اگر مسلمان اتنے نہیں ہیں تو اس کا حکم مصر کا نہیں ہے جس میں جمعہ ادا کرنا درست نہیں۔ درمختار کے کتاب الصلوٰۃ باب الجمعہ میں ہے المصنوع وہو ما لا یسع اکر مساجد اہلہ الملک کلفین عا و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء مجتہب لظہور التوائی فی الاحکام واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید پیدائشی نابینا ہے جو حافظ قرآن اور مسائل ضروریہ یا مجوز بہا الصلوٰۃ سے واقف ہے اور نماز پنجگانہ جماعت سے ادا کرنے کا پابند ہے حتیٰ الوسع طہارت کا بھی بخوبی خیال رکھتا ہے اس لئے تمام قوم خوشی سے اس کی اقتدا کرتی ہے اس کی امامت کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے جبکہ حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کا باوجود نابینا ہونے کے امامت کرنا ایجاد صحیحہ سے ثابت ہے تو پھر نابینا کی امامت مکروہ ہونے کا کیا مطلب ہے۔

الجواب

حاضرین میں اگر کوئی شخص نابینا سے زیادہ علم والا نہیں ہے تو اس وقت نابینا ہی امامت کے لئے اولیٰ اور بہتر ہے عتبان و ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کو جو آں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پر خلیفہ و امام مقرر فرمایا تھا اس کی بھی وجہ تھی کہ آپ کی روانگی کے وقت مدینہ میں رہنے والے صحابہ میں ان دونوں سے کوئی بہتر نہیں تھا اگر بروقت نماز کوئی نابینا یا نابینا سے علم و فضل میں زائد موجود ہو تو ایسی حالت میں نابینا ہی امامت کا مستحق ہوگا اس کے مقابل نابینا کی امامت مکروہ ہے۔ در مختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد (۱) ص ۳۹۳ میں ہے ویکرہ امامۃ عبد واعر ابی و فاسق و اعمیٰ الا ان یکون اعلم القوم فہو اولیٰ رد المختار میں اسی جگہ ہے و رد فی الاعیٰ نص خاص ہو استخلافہ صلی اللہ علیہ وسلم لابن ام مکتوم و عتبان علی المدینۃ وکانا اعمیان لانه لم یبق من الرجال من ہوا صلح منہما و ہذا ہوا لمناسب لاطلاقہم واقصا رہم علی استثناء الاعیٰ ام و حاصلہ ان قولہ الا ان یکون اعلم القوم خاص بالاعمیٰ اما غیرہ فلا تنفی الکراہۃ بعلمہ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں بلدہ حیدرآباد میں سال کے بارہ مہینوں میں اوقات نماز کیا ہوں گے اس کی تفصیل تحریر فرمائی جائے تاکہ حسب عمل ہو۔

تطوع یقوم الی التطوع بلا فصل لا مقداران یقول اللہم انت السلام
ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام ویکرم تاخیر السنۃ عن حال
اداء الفریضۃ باکثر من نحو ذلک القد راسی صغیر ہے واما ماروی من
الاحادیث فی الاذکار عقب الصلوة فلا دلالة فیہا علی الاتیان بک عقب
الفرض قبل السنۃ بل یجوز علی الاتیان بہا بعد السنۃ ولا یخرجہا تحلیل
بینہما و بین الفریضۃ عن کونها بعدہا وعقبہا لان السنۃ من لواحق
الفریضۃ وتوابعہا ومکملاتہا فلم تکن اجنبیۃ منہا فہا یفعل
بعدہا یطلق علیہ انہ فعل بعد الفریضۃ وعقبہا واللہ اعلم بالصواب
استفتاء

کیا فراتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بکر سرکاری مسجد کا امام ہے جو کھیل ہونے کی
وجہ سے سرکاریں جلسا بازی و دھوکہ بازی نہ کر سکی عاف اٹھایا ہے باوجود اس کے یہ
زید یوزن کی ماہوار اس کی وفات کے بعد دو سال تک فکریہ کار سے اس کو زندہ
بتا کر حاصل کرتا رہا کیا ایسا شخص امامت کر سکتا ہے۔

الجواب

بکر اس فعل کی وجہ سے شرعاً فاسق و فاجر ہے جس کی امامت مکروہ ہے و بختار جلد
ب۔ امامت میں ہے و بکرہ امامۃ عبد داعی ابی و فاسق و داعی رد التمام میں
(قوله و فاسق) من الفسق و هو الخروج عن الاستقامۃ و لعل المراد بہ من
یرتکب الکبائر کشارب الخمر و آکل الربوا و نحو ذلک کذا فی البرجندی واللہ
اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر خطیب خطبہ اولیٰ میں صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام لے اور خطبہ ثانیہ میں بھی ان کا نام لے تو اس سے کسی قسم کی کراہت ہے یا نہیں۔

الجواب

صحابہ کرام وغیرہ کا نام خطبہ ثانیہ میں لینا چاہیے جیسا کہ عالمگیری اور مراقی الفلاح کی اس عبارت سے ثابت ہے عالمگیری جلد (۱) باب الجمع میں ہے وینبغي ان تكون الخطبة الثانية الحمد لله ثم ذكر الخلفاء الراشدين والعتبة رضوان الله تعالى عليهم مستحسن وبذلك جرى التوارث كذا في التمهيد مراقی الفلاح شرح نور الایضاح مطبوعہ برجاشیہ مطبوعہ مصر ۱۲۹۹ میں ہے و سن اعادة الحمد واعادة الشاء واعادة الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم كائنة تلك الاعادة في ابتداء الخطبة الثانية وذكر الخلفاء الراشدين والعتبة مستحسن بذلك جرى التوارث جمہ کے دونوں خطبے طویل مفصل سے کسی ایک سورہ کی مقدار دراز ہونی چاہیے اس کے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے مراقی الفلاح میں اسی جگہ ہے و لیسن تخفیف الخطبتین بقدر سورة من طوال المفصل وبكرة التطويل پس خطبہ ثانیہ کے علاوہ خطبہ اولیٰ میں بھی صحابہ کرام وغیرہ کا نام لینا بوجہ عدم ثبوت ناشروع فعل ہے جو بوجہ تطویل موجب کراہت ہے واللہ اعلم بالصواب۔

قنوت النازلۃ عندنا تخفص بصلوۃ الفجودون غیرہا من الصلوۃ
 الجہریۃ والسرۃ مفادہ ان قولہما بان القنوت فی الفجر منسوخ معناه
 نسخہ عموم المحکم کہ نسخہ اصلہ کما نبہ علیہ نوح آفندی
 وظاہر تقييدہم بالامام اندہ لا یقتت المنفرد وھل المقتدی
 مثله امر لا وھل القنوت ہنہا قبل الركوع او بعدا لہم
 ارہ والذی یتظہر لی ازالمقتدی یتابع امامہ الا اذا جہر فیؤمن
 وانہ یقتت بعد الركوع لا قبلہ بدلیل ان ما استدل بہ
 الشافعی علی قنوت الفجر وفيہ التصریح بالقنوت بعد الركوع
 حملہ علما ونازع علی القنوت للنازلۃ ثمرس آیت شریبۃ لیسۃ
 فی مراقی الفلاح صرح بانہ بعدا واستظہر المحموی اندہ قبلہ
 والاظہر ما قلناہ واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلے میں کہ زید سجد میں ایسے وقت میں داخل ہو جبکہ
 وتر یا جماعت ہو رہی تھی اور زید فرض عشاء ادا نہیں کیا تھا کیا ایسی حالت میں زید
 وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور کیا وتر کو فرض عشاء پر مقدم کرنا
 درست ہے۔

الجواب

فرض عشاء اور وتر میں چونکہ ترتیب واجب ہے اس لئے زید کا بغیر فرض عشاء
 ادا کئے ہوئے وتر کی جماعت میں شریک ہونا درست نہیں ہے۔ کنتہ الدقائق

ستب الصلوة میں ہے ولا یقدم علی العشاء للترتیب بحر الرائق جلد ۱ صفحہ ۲۵۹
 کتاب الصلوة میں ہے ای لا یقدم الوتر علی العشاء لوجوب الترتیب
 بین العشاء والوتر ولا ینہما فرضان عند الامام وان کان احدهما
 اعتقاداً والاخر عملاً فاذا نہ عند التذکر حتی لو قدم الوتر ناسیاً
 فانه یجوز والله اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فرض نماز ادا کر نیچے بعد امام اور مقتدی کو
 کتنی دیر تک ٹہرنے اور کس مقدار میں دعا مانگنے کا حکم ہے بعض احادیث سے جو یہ
 ثابت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ آید الکرسی
 اور تین مرتبہ سبحان اللہ اور تیس مرتبہ الحمد للہ اور چوبیس مرتبہ اللہ اکبر اور ایک دفعہ
 کلید تجید پڑھنے کا حکم فرمایا ہے کیا اس کو فرض نماز کے ساتھ ہی پڑھنا چاہیے یا سنت
 موکدہ ادا کرنے کے بعد مینوا تو جبروا۔

الجواب

فرض نماز کے بعد دعاء مانورہ للہم انزلنا السلام منک السلام الخ مقدار دعا مانگنے تک ٹہرنے کا
 حکم ہے اس بعد سنت کے لئے کھڑے ہو جانا چاہیئے فرض کے بعد جس قدر
 وظائف احادیث سے ثابت ہیں وہ سب سنت موکدہ ادا کرنے کے بعد پڑھنا
 چاہیئے سنت چونکہ فرض کے توابع و لواحق سے ہے اس لئے فرض و سنت
 کے مابین دعاء مانورہ سے زیادہ توقف کرنا مکروہ ہے کبیری شرح نیتہ المصلی
 مطبوعہ محمدی کے ص ۳۳ میں ہے فان کان بعدھا ای بعد المکتوبۃ

یا زبانی کہلوایا جائے کہ ہم نے یہ چندہ اس محلہ کے مسلمانوں کو دیا ہے یا غلام فلاں
اشخاص کو دیا ہے تو پس اس تقریر یا تقریر کے بعد اس مسجد میں نماز پڑھنا بلاشبہ درست ہے
اسعاف کے ص ۱۱۹ میں ہے۔ ولواوصی الذی ان تبدی دارۃ
مسجد القوم باعیانہم او لاهل محلۃ باعیانہم جازا مستحسنا
لکونہ وصیۃ لقوم باعیانہم وکذا لک یصم الا یصاء بما لرجل
لجینہ لیجہ بہ لکونہ وصیۃ لمعین واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

چہ سیر یا نید علمائے اخاف اندریں سہ کہ بہ زمانیکہ در میان کفار و اہل اسلام جنگ
پیکار و اربا باشند قنوت نازلہ اندرون نماز خواندن جائز است یا نہ اگر جائز باشد پس نسخ
قنوت عند الاخاف چہ معنی دارد و دیگر اینکه در ہمہ نماز ہا خواندن باید یا در نماز ہا
جہر یہ یا صرف در نماز صبح و تیر پیش از رکوع خواندن باید یا پس از آہم و مقتدی ہمہ را خواندن
باید یا خواندن امام کفایت میکند و منفرد ہم خواندن میتوان دیا نے پس ہر چہ قول صحیح باشد
حکم فرمایند۔

الجواب

ہر گاہ کہ مسلمانان را آفتے رسد بافتہ یا ہمیشہ پیش آید قنوت نازلہ خواندن نزد اخاف
جائز است چھنیں جنگ و پیکار کہ اشد فتنہ است درین زمان قنوت نازلہ خواندن درست
است اما قنوت کہ در مذہب اخاف منسوخ است محمول است بر نسخ عموم یعنی در
زمانیکہ فتنہ و بلا و نیشاند قنوت خواندن نزد منسوخ است و بزبان فتنہ و بلا سنون
اما در وقت فتنہ و بلا اور ہر نماز پنجگانہ خواندن قنوت نزد اقوال مفتی بہ نیست بلکہ

فتویٰ برین است کہ در نماز صبح بعد رکوع رکعتہ ثانیہ قنوت نازلہ خواندہ شود۔ اگر کسی
 نماز صبح تنہا بیکندارد باید کہ قنوت نخواند و اگر با جماعت میگذازد و امام تسنوت بہ
 جہر بخواند باید کہ آمین بگوید و اگر سر آیمخواند باید کہ او ہم سر آیمخواند چنانچہ در مختار جلد
 ۱۱ اور باب الوتر نوشتہ است (ولا یقنت لخیوہ) الا لزالۃ فیقنت
 الامام فی الجہریۃ وقیل فی الکمل وہم درین مقام در مختار آورده است
 قوله فیقنت الامام فی الجہریۃ) یواخضہ ما فی البحر والنیل لیمۃ
 عن شرح النقایہ عن الخایۃ دان نزل بالمسلمین نازلۃ قنت
 الامام فی صلوۃ الجہریۃ وهو قول النوری واحمد وکذا ما فی شرح
 الشیخ اسمعیل عن ابناۃ اذ وقعت نازلۃ قنت الامام فی
 صلوۃ الجہریۃ لکن فی الاشباہ عن الخایۃ قنت فی صلوۃ الفجر
 ویؤیدہ ما فی شرح المنیۃ حیث قال بعد کلام فتکون شرعیۃ
 ای شرعیۃ القنوت فی النوازل مستمرۃ وهو عمل قنوت من قنت
 من الصوایۃ بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو من ہبنا وعلیہ
 الجمهور وقال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عندنا فی الصلوۃ
 الفجر من غیر بلیۃ فان وقعت فتۃ او بلیۃ فلا بأس بما فعلہ رسول
 صلعم واما القنوت فی الصلوات کلہا للنوازل فلم یقل بہ الا الشافعی
 وکاخمر حلوا ما روی عنہ انہ قنت فی الظهر والعشاء کما فی مسلم
 وانه قنت ایضاً فی المغرب کما فی البخاری علی النسب لحد مرور و
 المواظبۃ والتکرار الوارد فی الفجر عندہ صلعم ام وهو صلیح فی ان

بھی حاصل ہوئی مگر بیداری کے بعد کپڑے پر کوئی وجہ نظر نہیں آیا اور نہ اس سے سنی یا مذہبی خابج ہوئی اور عمر و میت یا حیوان سے وطی کیا مگر انزال نہیں ہوا تو کیا ان دونوں صورتوں میں از روئے مذہب حنفی زید و عمرو پر غسل واجب ہو گا یا نہیں۔

الجواب

دونوں صورتوں میں زید و عمرو پر غسل واجب نہیں ہے کبیری شرح منیۃ العاصی مطبوعہ لاہور کے ص ۴۲ میں ہے وان احتملوا لم یخرج منه شئی فلا غسل علیہ اجماعاً اور ص ۴۰ میں ہے لو او لم یحیی البہیمۃ والمیتۃ والعضۃ الخ لا یجاءمہا مثلاً فلا یجب علیہ الغسل ما لم یزل واللہ اعلم بالصواب

کتاب الصلوٰۃ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نابالغ عاقل یعنی سجدہ ارکام جمعہ اور عید میں خطبہ پڑھنا درست ہے یا نہیں

الجواب

اگر نابالغ سجدہ اخطیب یا امام سرکاری کی اجازت سے بروقت ضرورت خطبہ پڑھے تو درست ہے مگر تبریہ ہے کہ نماز پڑائی والا ہی خطبہ بھی پڑھے درختار کے باب الجمعہ میں ہے (لا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب) لانہما کشتی واحد

(فان فعل بان خطب صبی باذن السلطان وصى بالغیر جازم) وهو المختار
رد المحتار میں تحت قول وهو المختار ہے وفى الظہایرۃ لو خطب صبی اختلف
المشائخ والخلاف فی ہبی یعقل اھ والا کے فر علی الجواز اسمعیل
واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے دو فرزند ہیں خالد کلاں اور کبر محمد و
کبر اگر اپنے برادر کلاں کے تمام اوصاف میں مساوی ثابت ہو تو کیا وہ اپنے والد
یا کسی عورت کی نماز جنازہ پڑھائیگا مستحق ہو گا یا خالد برادر کلاں

الجواب

خالد چونکہ برادر کلاں ہے اس لئے ہی اپنی موجودگی میں عورت کی نماز جنازہ پڑھا
حق رکھتا ہے عالمگیری جلد ۱۱ کتاب الصلوۃ فصل خامس میں ہے فان
تساوی ولیان فی درجۃ فا کبرھم سنا اولی واللہ
اعلم بالصواب -

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قدیم مسجد کی تعمیر از سر نو مسلمانوں اور
ہنود کے چندہ سے کی گئی جن میں تین سے مسلمانوں کا روپیہ ہے اور ایک حصہ ہنود کا
کیا اسی مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں -

الجواب

جن ہنودوں نے چندہ دیا ہے ان سے یا ان کے ورثہ سے یہ لکھو ایسا جائے

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان کے مکان میں خنزیر آیا اور مٹی کے برتن میں پانی پیکر برتن پیدا کر دیا کیا برتن کا مالک خنزیر کے مالک شرک سے اس برتن کا تادان لے سکتا ہے۔

الجواب

مٹی کا برتن جب نجس ہو جائے تو اس کو پانی سے اچھی طرح دھو کر خشک کرنا چاہیے اگر تین مرتبہ ایسا کیا جائے تو برتن پاک ہو جاتا ہے پس صورت مسئلہ میں مسلمان کو چاہئے کہ برتن کو اس طرح دھو کر پاک کر لے اور آئندہ کے لئے شرک کو تنبیہ کرے جب برتن دھوئیے پاک ہو جاتا ہے تو اس کا تادان درست نہیں ہے۔ درالمختار جلد ۱۰ کتاب الطہارت باب الانجاس میں ہے وان علم نشر به کالحرف الجدید والذهن الملبس بدھن نجس والحنطة المنفحة بالنجس فعند محمد لا یطہر ابداً وعند ابی یوسف ینقع فی الماء ثلاثاً ویجفف کل مرة والاول اقیس والثانی اوسع اھ و بہ یفتی ھم اسی جگہ درمختار میں ہے وقد ربت تلث جفاف ای انقطاع تلقا فی غیرہ ای غیر منحصراً مہما یتشرب النجاسة واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں اگر کوئی شخص لواطت کرے یا احتلام یا جلق سے ناپاک ہو جائے تو کیا اس پر غسل واجب ہے یا نہیں اور اس غسل کی نیت کیا ہے۔

الجواب

جنابت یعنی ناپاکی دو وجہ سے ثابت ہوتی ہے ایک تو یہ کہ منی شہوۃ کے ساتھ
 کو قوی ہوئی شرم گاہ سے خارج ہو پس منی دیگر انسان کو اس طرح عورت کے چھونے
 یا دیکھنے یا احتلام یا حلق سے بیداری میں یا نیند میں نکلے تو اس سے انسان ناپاک
 ہو جاتا ہے اور اس پر غسل واجب ہوتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مرد اپنے
 آلات تناسل کو عورت یا مرد کی شرم گاہ میں اس طرح داخل کرے کہ شغف یعنی آگاہی
 شرم گاہ میں غائب ہو جائے تو اس سے بھی فاعل و مفعول دونوں پر منی نکلے یا نہ
 نکلے غسل واجب ہو جاتا ہے بشریعت میں ان سب صورتوں کو جنابت کہتے ہیں اور
 اس کی نیت یہ ہے نیت ان اغتسل لرفع الجنابة ترجمہ میں نے نیت کی کہ ناپاکی دور
 ہونے کے لئے غسل کروں عالمگیری جلد ۱، باب الغسل فصل ثالث فی المعانی
 الموجبة للغسل وہی ثلثہ میں ہے منها الجنابة وہی تثبت لبسین احدهما
 خروج المنی علی وجه الدفء والشهوة من غیر ایلاج بالمس من النظر
 او الاحتلام او الاستمناہ کذا فی المحيط المستخرج من الرجل والمرأة
 فی النور والبقیة کذا فی الہدایہ ص ۵۱ میں ہے (السبب الثانی الایلاج
 الایلاج فی احد السبیلین اذا توارت المحشفة یوجب لغسل علی الفاعل
 والمفعول بہ انزل اول مرتین ل و هذا هو المذهب لعلہما کذا فی المحيط
 وهو الصحیح کذا فی فتاویٰ قاضی خان واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید خواب میں وطی کیا اور اس کو لذت

تنبیہ و تادیب ہو۔ آمنہ بی آگ باوجود کافی فہمائش کے اسلام سے مرتد ہو جائے
 بیٹے کوئی کفر زبان سے نکالے یا کسی فعل کفر کا ارتکاب کرے تو چاہئے
 کہ اس کو مرتد ہونیکے جرم میں عدالت میں پیش کرے۔ ماکم عدالت کو چاہئے
 کہ پہلے اس پر اسلام پیش کر کے ہدایت کرے اور جو شبہات کہ اس کے
 دل میں اسلام کے خلاف پیدا ہو گئے ہیں ان کو دفع کر اسے باوجود اسکے
 اگر آمنہ بی کفر سے باز نہ آئے اور اسلام کی طرف رجوع نہ ہو تو اس کو جہنم
 کہ وہ اسلام کے طرف رجوع نہ ہو قید رکھے اور روزانہ اس پر تین کوڑے لگائیں
 حکم دے قید بھی قید تہائی دیجائے کہ کوئی اس سے نہ بات کرے اور کہانے
 وغیرہ میں شریک نہ ہو۔ درنختار مطبوعہ بر حاشیہ رد مختار جلد ۲، صفحہ ۲۹۲۔
 کتاب الجہاد المرتدین میں ہے۔ من ارتد عیض الحاكم علیہ السلام
 استجابا علی المذہب لبوئہ الدعوة و نکشف شہتہ صفحہ ۱۲ میں ہے
 و المرتدة و لوصغیرة او خنثی بھی۔ نجس ابدًا ولا تجالس
 ولا تؤاكل۔ حقائق۔

حتیٰ تسلم ولا تقبل۔ روا المتار میں ہے قولہ تحبس لمرید کوضوہا
فی ظاہر الروایۃ وعن الامام انها تضرب فی کل یوم ثلاثۃ اسواط
واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب الطہارۃ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید جنابت کا غسل کرنے کیلئے
گھنٹہ دو گھنٹے کے بعد دیکھا کہ اس کے کان میں عطر کا پاؤں رہ گیا ہے تو کیا ایسی
صورت میں پاؤں کا لکڑا اس مقام کو ترک کر لینا کافی ہے یا از سر نو غسل کی ضرورت ہوگی۔

الجواب

پاؤں کا لکڑا اس مقام کو ترک کر لینا کافی ہے اور اگر کوئی فرض نماز اس غسل کے بعد
ادا کیا ہے تو اس کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ کبیری شرح منہ المصلیٰ مطبوعہ محمدی کے
صفحہ ۴۴ میں ہے ولو ترکھا ہی ترک المضمضة او الاستنشاق
اولمعة من اقی موضع کان من البدن ناسیاً فغسل ثم تذکر ذاک
یتضمن اولیٰ استنشاق او یغسل الممعة ویعید ما صلی ان کان
فرضاً لعدم صحته وان کان نفلاً لالعدم صحۃ شر وعہ
واللہ اعلم بالصواب۔

ثبت کرتا ہے اہل سنت کے پاس کافری ہے۔ بحر الرائق کے جلد ۱ ص ۱۲۹
باب المرتدین میں ہے فیکف اذا وصف الله تعالى بما لا يليق به
ادسحق باسم من اسمائه او بامره او انكر وعده او وعيده
او جعل له شيكا او دلدا او درجته او نسبہ الى الجھل
او العجب او النقص قائل نے آیہ کریمہ ان الله بكل شيء عليم کا
مقبوم مخالف نکالا کہ خداوند عالم کو ایسے بشی کا عالم نہ ہونا بیان کیا ہے
اس کا ذاتی اجتہاد ہے جو علماء اہل سنت کے مذہب و عقیدہ کے خلاف
ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کئی مسلمانوں کے
رد برد اسلام قبول کی پھر مرتد ہو کر اپنے سابق مذہب میں شامل ہو گئی
اس کے بعد دوبارہ مسلمان ہوئی کیا اس کا اسلام شرعاً مقبول ہے اور کیا
کوئی اس پر کفارہ لازم آئیگا۔

الجواب

اس عورت کا دوبارہ اسلام لانا شرعاً مقبول ہے عورتوں کو چاہئے کہ
اپنے پچھلے فعل سے توبہ کر کے اقرار و اٹاق کرے کہ آئندہ پھر کبھی مرتد
نہ ہوگی۔ توبہ خود کفارہ ہے اس کے سوا کوئی کفارہ اس پر لازم نہیں ہے
مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو احکام اسلام سمجھائیں اور اس کا عقیدہ
درست کریں تاکہ اس کے دل میں اسلام کی محبت اور پچھلے مذہب سے

نفرت پیدا ہو درمختار کے کتاب الجہاد باب المرتد میں ہے وکل مسلم
اس تک فتوبتہ مقبولۃ الا الکافر بسب نبی ادا الشیخین وادھا
والسحر والذنہ ندقہ واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ آنسبی نو مسلم جو کہ اپنی رضا و رغبت
مسلمان ہوئی اور قاضی کے حکم سے ایک عید کے ساتھ نکاح بھی کی اور
صاحب اولاد ہے اب بارہ سال کے عرصہ کے بعد چند مفیدوں کے انوار پر
مرتد ہونا چاہتی ہے اس کے متعلق شوہر کو کیا چارہ کار اختیار کرنا چاہئے اور
کس عسکر میں اس کی کارروائی کرینی ضرورت ہے۔

الجواب

آنسبی سے جینک کوئی کلمہ کفر یا فعل کفر صادر نہ ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج
نہیں ہے اگر آنسبی کے زبان سے کوئی کلمہ کفر نکلنے یا کسی فعل کفر میں
مرتجب ہونے کے پہلے اس کے خاوند کو چاہئے کہ مفیدین دقتہ پر دراز ہو
اس کے پاس آنے اور منے سے منع کرے اور اس کے دل میں جو شبہات
کہ اسلام کے خلاف پیدا ہوئے ہیں ان کو دفع کرے اگر یہ اس سے
ناممکن ہے تو کسی عالم دافع مذہب کے پاس لیجا کر ان شبہات کی اصلاح
کرائے تاکہ وہ مرتد ہونے کے ارادہ سے باز آجائے۔

مفیدین دقتہ پر دراز اگر اس کے روکنے اور منع کرنے اپنے فعل سے باز نہ آئیں
تو عدالت میں ان کے نام اغواء و فریب کی بالش کرے تاکہ سرکار سے اپنی

اس میں نہیں آسکتا جیسے علم و قدرت و عزت و عظمت خداوند عالم چوں کہ ان صفات سے موصوف ہے اس لئے اب اس میں ان کا نہ لینے چل بجز ذات کبھی نہیں آسکتی اور صفات فعلی وہ ہیں کہ موصوف کے ان صفات سے متصف ہونے کے بعد ان کے ضد سے بھی متصف ہو سکتا ہے جیسے رفت و رجعت سخا و غضب یعنی جہ طرح کہ خداوند عالم نرمی و مہربانی سے موصوف ہے اسی طرح اس کے ضد سختی و غضب کے ساتھ بھی موصوف ہے شرح فقہ اکبر کے صفحہ ۲۳ میں ہے وعند فان کل ما وصف به ولا یجوز ان یوصف بضمہ فہومن صفات الذات كالقداسة والعلم والعزة والعظمة وکل ما یجوز ان یوصف به وضمہ فہومن صفات الفعل كالساقطة والراحۃ والسخیط والغضب ال سنت کے پاس خداوند عالم کا علم اس کے صفات ذاتیہ سے ہے شرح فقہ اکبر کے صفحہ ۱۶ میں ہے۔ و صفاتہ الذاتیۃ كالعلم والحیۃ والکلام خداوند عالم کے صفات بین ذات و غیر ذات ہونیکے متعلق اختلاف ہے مگر متکلمین اہل سنت و اجماعت کا یہ مذہب ہے کہ خداوند عالم کے صفات نہ اس کے عین ذات میں اور نہ غیر شرح عقائد شفی مطبوعہ انوار مجدی کے صفحہ ۱۰۷ میں ہے۔ دھکی لا ہو ولا غیر یعنی ان صفات اللہ تعالیٰ لیست عین الذات ولا غیر الذات پس صورت مسئلہ میں جن اشخاص کے عقائد مندرجہ بالا عقائد کے خلاف ہوں ان پر کفر کا اطلاق اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک کہ ان کا عقیدہ کسی ظاہر نفس کے خلاف نہ ہو اور جس سے کسی نفس کا انکار لازم نہ آتا ہو واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ خداوند عالم کو معدوم لیس بشی کا علم نہیں ہے کیونکہ قرآن شریف میں ان الله بكل شیئی علیم وارد ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ جوشی ہے اس کا علم خداوند عالم کو اور جو لیس شیئی ہے اس کا علم نہیں ایسا اعتقاد رکھنے والا شرعاً کافر ہے یا مومن

الجواب

معدوم کی دو قسمیں ہیں ایک ممکن الوجود یعنی جس کا ہونا ممکن ہے جیسے زید عمر وغیرہ دوسری ممتنع الوجود یعنی جس کا پیدا ہونا محال ہے جیسے خدا کا شریک وغیرہ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ خداوند عالم معدوم ممکن الوجود و معدوم ممتنع الوجود دونوں کو جانتا ہے اور جو یہ کہے کہ خداوند عالم معدوم کو نہیں جانتا وہ کافر ہے۔ شرح فقہ اکبر مطبوعہ گزدار محمدی کے صفحہ ۷۱ میں ہے
فان الله تعالى عالم بجميع الموجودات لا يغيب عن علمه مثقال ذرة في العلويات والسفليات وانه تعالى يعلم الجهر والسر وما يكون اخفى منه من المغيبات بل احاط بكل شیئی علما من الجنائما والکلیات والموجودات والمعدومات والممكنات والمستحيلات فهو بكل شیئی علیم بحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۳۰ کتاب الیسر باب المرتبین میں ہے دیکھنا بقولہ المعدوم لیس بمعلوم الله تعالى پس صورت مسئلہ میں قائل کی غرض معدوم لیس شیئی سے یا تو معدوم ممکن الوجود ہے یا ممتنع الوجود ان ہر دو کے متعلق شان خداوندی میں یہ کہنا کہ وہ معدوم لیس شیئی یعنی معدوم ممکن یا ممتنع کو نہیں جانتا خدا نے پاک کی طرف جہل و لاعلمی کی نسبت کرنا ہے اور جو شخص خدا سے پاک کی طرف جہل کی

او بامر من ادا مراد انکے وعدہ اور وعید کا اور جعل لہ شریک
 اور ولد اور نسل و جہ او نسبہ الی الجہل اور العجز اور التقصیر
 صفحہ ۳۰ میں ہے دیکھ بقولہ المعلوم لیس بمعلوم اللہ تعالیٰ
 عالمگیری جلد (۲) کتاب السیر باب تاسع فی احکام المرتدین منہا ایضاً بالقرآن
 میں ہے اذ انکسر الرجل ایتہ من القرآن او تنسخ بایتہ من القرآن
 و فی الخزانۃ او عاب کفر کذا فی التماس خانیۃ اہل سنت و اجماعت کا
 یہ عقیدہ ہے کہ خداوند عالم کا علم بے انتہا ہے یعنی وہ موجود و معدوم ممکن
 متعین جزئی و کلی ظاہر و باطن حاضر و غائب ہر چیز کو جانتا ہے کوئی شئی اس کے
 علم سے خارج نہیں ہے جیسا کہ آیہ کریمہ واللہ بکل شیئی علیم عالم الغیب
 و الشہادۃ لا یغرب عنہ مثقال ذرۃ یعلم خائئۃ الاعین و ما تخفی الصدور
 یعلم ما یسر و ما یعلنون اور آیہ کریمہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل
 الغیث و یعلم ما فی الاسحام و ما تدری نفس ما ذاک کتب عندہ ما تدری
 نفس بای امر یتوفی ان اللہ علیم خبیر اور دیگر آیات بنیات سے واضح ہے
 شرح فقہ اکبر مطبوعہ مکران محمدی صفحہ ۱۱ میں ہے فاللہ تعالیٰ عالمہ للجمیع الموجودات
 لا یغرب عن علمہ مثقال ذرۃ فی العلویات و السفلیات و انہ تعالیٰ یعلم الجہر
 و السور و ما یکن انفی منہ من المغیبات بل احاط بکل شیئی علماً من الجزئیات
 و الکلیات و الموجودات و المعدومات و الممکنات و المستحیلات فهو بکل شیئی
 علیم من الذوات و الصفات بعلم قدیم لم یزل موصوفاً بہ علی وجہ الکمال
 لا بعلم حادث فی ذاته بالقبول و الایقاع و التغیر و الاقتضال
 تعالیٰ اللہ من ذلک شات و تعظم عما تخاک برہانہ اور صفحہ ۱۵
 ہے شہدۃ العام مخصوص بقولہ تعالیٰ واللہ بکل شیئی علیم فانہ

باق حیلہ الصمم و شامل للوجود والمعدوم والجمال فالمرحوم کما
 بینہ الامام الاعظم بقوله يعلم الله تعالى المعدوم في حال عدمه
 معدوماً اي وصف المعدومية انه كيف يكون اذا اوجده اي عالم
 الزبونية بل ويعلم ان شيئاً لا يكون ولو كان كيف يكون ويعلم الله تعالى
 الموجود في حال وجوده موجوداً اي بعد ان علمه حال عدمه معدوماً
 شرح مقاصد مہری کے صفحہ ۶۶ جلد ۲۱ میں ہے علم اللہ تعالیٰ غیر متناہ
 بمعنی انہ لا ینقطع ولا یصیر بحیث لا یتعلق بالمعلوم و محیط بما ہو
 غیر متناہ کالاعداد ما لا شکل و نعیم الجنان و شامل لجميع الوجود
 و المعدومات المکنۃ و المنصۃ و جمیع الکلیات و الجزئیات اما سمعاً
 فمثل قوله تعالیٰ و الله بكل شیء علیم عالم الغیب و الشہادۃ لا یغرب
 عنہ مثقال ذرۃ یعلم فائتۃ الاعین و ما تخفی الصدور یعلم
 ما یسر و ما یعلنون الی غیر ذلک واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خداوند عالم کے صفات اس کے مین
 ذات ہیں یا غیر اور علم خداوند عالم کی ذاتی صفت ہے یا نہیں اور جو شخص
 خداوند عالم کے علم کو ذاتی نہ جائے کیا وہ کافر ہے یا مسلمان۔

(الجواب)

خداوند عالم کے صفات دو قسم کے ہیں ایک ذاتی دوسرے فعلی ذاتی صفات
 وہ ہیں کہ موصوف جب ان سے معصوف ہو جائے تو پھر ان صفات کا ضد

مہر و مہر ہے پھر دیدہ دانستہ اس لفظ کو برتنا مسلمان کی شان سے
 بعید ہے۔ مصنف صاحب صفحہ ۱۲۲ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اس بیعت کے متعلق کہ آپ چلتے وقت سب سے قدمیں بلند معلوم
 ہوتے تھے یہ لکھا ہے کہ اس قسم کی روایات آپ کے متعلق مشہور
 میں خوش اعتقادیوں کے حصہ کو حداثہ کر نیکی بعد اس کا اصل
 ثبوت ٹھہرتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف صاحب اس سبب پر
 ستر ض ہیں اور اس کو مسلمانوں کی خوش اعتقادی تصور کرتے ہیں
 حالانکہ اس سے بڑے بیخبرے آپ کے روئے زمین کے مسلمانوں
 کے پاس مسلم الثبوت ہیں۔ مصنف صاحب نے صفحہ ۲۳۰ کی تحریروں
 بدہ سیر و پوئلید سکندر وغیرہ کے مائل بتایا ہے۔ حالانکہ آپ کے
 اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا ان متذکرہ اشخاص سے کسی کو
 اسلام نے محترم نہیں مانا اور نہ ان کی شان انبیاء علیہم السلام کی طرح
 چوسکشی۔ غرض یہ وجود بالایہ کتاب اس قابل نہیں ہے کہ عام مسلمانوں
 میں اس کی اشاعت کی جائے جس سے کہ ان کے عقائد میں فرق
 آئے مصنف صاحب کو چاہئے کہ اس گفتار سے توبہ کریں اور اسلامی
 ریاست پر لازم ہے کہ اس کی اشاعت کو ممنوع قرار دے ایسا نہ ہو کہ
 مسلمان اس کو دیکھ کر انبیاء علیہم السلام کی شان میں ایسے الفاظ
 برتنے لگیں اور ایمان میں فرق آئے کیونکہ انبیاء علیہم السلام پر کوئی
 عیب لگانا یا ان کے لئے کسی شان الفاظ کا استعمال کرنا جس میں
 ان کی حق و تہک ہے شرعاً گنہگار ہے۔ بڑا ذیہ کے کتاب سیر و الجہاد
 باب ثالث میں ہے ولو عابینا کف قاضی خاں کے کتاب سیر و الجہاد

میں ہے واذ اعاب الرجل النبی علیہ السلام فی شئی کان کافراً
بحر الرائق کے جلد (۵) باب المرتد میں ہے ویکف بعد الامتناع
بعض انبیاء علیہم السلام او عیہ نبیا بشئی ما لکیرہ جلد (۲)
کتاب السیر میں ہے سئل عن ینسب الی الانبیاء الفواحش
کفر معہم علی الزناد وخوا الذی یقولہ الحشویۃ فی یوسف علیہ
السلام قال یکف لانہ شتم لہم واستخفاف لہم بحر الرائق کے
باب المرتد میں ہے و فی المایرة ولا یعتبار التعظیم المعنا فی
للاستخفاف کفر المحنفیۃ بالفاظ کثیرۃ وافعال تصدیر من
المتہمکن لدلائل علی الاستخفاف بالذین والذین اعلم بالصواب
والیہ المرجع والمآب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ
خداوند عالم زید کو اس کے وجود کے پہلے نہیں جانتا تھا جسے خداوند عالم
کو مدد و مستغ کا علم نہیں ہے کیا ایسا شخص شرعاً کافر ہے یا نہیں اور
اہل سنت کا اس بارہ میں کیا عقیدہ ہے۔

الجواب

جو شخص ایسا کہتا ہے اہل سنت کے پاس کافر ہے کیونکہ اس نے خداوند
کی طرف جہل و لاعلمی کی نسبت کی ہے اور بہتیرے آیات قرآنی کا انکار
کیا ہے بحر الرائق جلد (۵) کتاب السیر باب المرتد میں ہے شیخ
اذ اوصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او شیخ باسم من اسمائہ

صاف یہ سنا دیا گیا کہ انہی لاشعری من اجبت اور یہ حکم ہوا کہ
 ان علیہ الا البلاغ یعنی آپ محض پہنچانے کے سوا کچھ نہیں
 کر سکتے اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ لت علیہم بمعین یعنی آپ ان پر
 مسلط نہیں ہیں کہ چارو ناچار ان کو مسلمان کریں دوسری جگہ یہ ارشاد
 ہے لعنک بائع ففسلت علی آثارہم ان لم یؤمنوا بهذا الحدیث
 اسفایہ یعنی آپ حسرت و اندوہ سے کیا اپنی جان ہلاک کریں گے کہ
 یہ کفار آپ کے کھنپیر ایمان نہیں لاتے۔ پس ان آیات سے واضح
 ہے کہ آپ اپنی ذاتی سلطنت کے بقا و تحفظ کے لئے نہ اسور تھے
 اور نہ ناگزیر آپ کو اس کے وسائل اختیار کرنا پڑا تھا معصنف صاحب
 جو کچھ لکھا ہے وہ کلام پاک کے خلاف اور شان رسالت کے منافی
 ہے۔ مصنف صاحب اپنے آپ کی شان میں جو انیسٹرح کا لفظ استعمال
 کیا ہے یہ بھی خلاف ادب ہے کیونکہ تکرار دو کی اصطلاح میں اس لفظ کا
 استعمال عامی اشخاص کے لئے کیا جاتا ہے اسوقت اسی لفظ کی ایسی
 وقت نہیں ہے کہ یہ اپنے اصلی معنی کے لحاظ سے آنحضرت
 صلعم کی ذات ستودہ صفات پر استعمال کیا جائے۔ اگرچہ خود
 مصنف نے آنحضرت کی تعظیم و تکریم میں صفحہ (۱۳۵) سے ۱۴۰
 تک تین ورق مسلسل مضمون لکھا ہے اور تقریباً اکثر آیات تعظیم
 و ادب ان صفحات میں جمع کر دئے ہیں مگر خود اس پر عمل کرنے سے
 قاصر رہے۔

آیت کریمہ لا تجعلوا دعار الرسول بینکم و دعار بعضکم بعضا
 سے واضح ہے کہ خدائے پاک نے آپ کو ان معمولی الفاظ سے

پکار نیکی مانفت کردی جیسے مسلمان ایک دوسرے کو آپس میں پکارا کرتے تھے اور آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا لا تقولوا ساعناؤنا ولوا انظرنا میں مسلمانوں کو منع فرمادیا کہ تم جو آپ کو راعنا کہتے ہو اگرچہ اس کے معنی تمہارے پاس یہ ہیں کہ اپنے رسول پاک ہماری طرف توجہ فرمائے مگر کفار کے پاس یہ لفظ گالی ہے وہ بھی اس کو آپ پر استعمال کرتے ہیں مگر مقصود انکا کچھ اور ہوتا ہے اس لئے لفظ کو چھوڑ دو اور اس کے بجائے اس کا مرادف انظرنا کا لفظ استعمال کرو۔

ف۔ صنف صاحب نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو مجہول النسب کا لفظ استعمال کیا ہے یہ بھی آیات قرآنی کے خلاف ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم مخلقہ من تربث و نساء قالہ لہ کن فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممتزین دوسری جگہ ہے قالت سب ابی یكون لی ولہ ولہ لم یستثنیٰ لیس قال کذلک اللہ یخلق ما یشاء اذا قضیٰ امرنا فانما یقول لہ کن فیکون یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق آدم علیہ السلام کی طرح محض ہمارے امر کن سے ہوئی ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کا وجود اور اننازل کی طرح نہیں تھا بلکہ آپ کی ایک مقدس ہستی تھی جو قدرت الہی کا مجسم نمونہ تھی ان آیات بینات کے باوجود کسی مسلمان کا آپ کو مجہول النسب جیسے سخت و ناگوار لفظ سے منسوب کرنا خلاف ادب ہے۔ اصطلاح میں مجہول النسب اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی انسان کی نسل سے ہو اور وہ انسان نامعلوم ہو یا معلوم ہو مگر اس کا استخراج مولود کی ساتھ نہ ہو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان بہ حکم خداوندی قطعی طور پر اس عیب سے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل رایتہا قال لماراہ
بعینی ورایتہ بفواہی مرتین ثم تلائمونی فتدلی۔ واللہ اعلم
بالصواب۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ عجد الما جدمؤلف کتاب
فلسفۂ اجتماع نے اپنی اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی شان میں جن الفاظ کا استعمال کیا ہے درج ذیل ہے۔ ایسے شخص اور
ایسی کتاب کے لئے شرع میں کیا حکم ہے اور اسلامی حکومت کو ایسی تصنیف
کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔

کتاب مذکور کے صفحہ (۱۳۴) میں ہے (ہماری مراد شارع اسلام سے حضرت محمد
سے ہے۔ خوب غور کر کے دیکھو کہ ان کا ساہمہ تن مذہب شخص اپنے سطوت کے
بقا و تحفظ کے لئے ناگزیر اند کیا کیا وسائل اختیار کرتا ہے) صفحہ (۱۵۰) میں ہے (جس
صحابی عرب کے ایک ان پڑھ کو دنیا سے اس کی رسالت تسلیم کرانے اور قائم دین
عظام کی صف میں اسے اس قدر ممتاز جگہ دینے میں اس کی تمام خصوصیات
سے زیادہ مدد دی) صفحہ (۱۸۶) میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے (سید
میں ایک مجہول النسب بچہ پیدا ہوتا ہے جس کی والدہ کی عصمت کو اہل وطن مشکوک
نظر سے دیکھتے ہیں) اسی صفحہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں
ہے (اسی طرح سرزمین حجاز میں ایک یتیم بچہ پیدا ہوتا ہے جسے کتب کی معمولی
تعلیم تک نصیب نہیں ہوتی) پھر صفحہ (۱۲۳) میں ہے (حضرت محمد کے

متعلق بہت سی روایات اس قسم کی مشہور ہیں کہ جب وہ دوسروں کے ساتھ چلتے تو سب میں بڑے وہی معلوم ہوتے تھے خوش اعتقادوں کے حصہ کو حذف کرنے کے بعد اس طرح کی تمام روایات کا منبع قائدین کی اسی سطوت کو دو دھڑاتا ہے (۱) ضلّاء میں ہے (۲) محمد مسیح بدھ۔ سکندر سیتر نبولین اور ایک خاص حیثیت سے فیاض خورش۔ فلاطون۔ ارسطو۔ کینیٹ ڈارون وغیرہ صرف گنتی کے چند اشخاص اب تک دنیا میں ایسے پیدا ہوئے ہیں جو اول درجہ کے قائدین کے لقب کے مصداق ہو سکتے ہیں کیا دمانہ اس پایہ کے اشخاص روز پیدا کر سکتا ہے کیا تاریخ میں ان کی نظیر آسانی سے مل سکتی ہے

الجواب

عبد الماجد صاحب بی۔ اسے کی کتاب فلسفہ اجتماع کے وہ صفحات جن میں مندرجہ بالا عبارات درج ہیں۔ دیکھے گئے صاحب موصوف کا آنحضرت صلی اللہ علیہ کی شان میں یہہ لکھنا کہ (ان کا سامہ تن مذہب شخص اپنے سطوت کے بقا و تحفظ کے لئے ناگزیر نہ کیا کیا وسائل اختیار کرتا ہے) اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اشاعت اسلام کے وسائل کو اپنی نفسانی سطوت کے قائم کرنے کے لیے اختیار کیا ہے حالانکہ یہ قول آیتہ کریمہ و ما یفلق عن العوی ان هو الا وحی یوحی کے خلاف ہے آپ کو اصلاً اپنی ذاتی سطوت و وقار ثابت کرنا منظور نہیں تھا چنانچہ آیتہ کریمہ انا بشر مثلم یوحی الی سے واضح ہے بلکہ مقصود یہ تھا کہ خداوند عالم کی طرف سے جو بھی کچھ حکم نافذ ہوا وہ مسلمانوں کو سنا دیا جائے اور اپنا ذرہ برابر بھی لگاؤ نہ رہے اگرچہ آپ کا فرض میں ہدایت تھا مگر باوجود اسکے آپ کو

الى ما شاء الله تعالى من العلى حتى اى ثابت بالخبر المشهور حتى
ان منكرة يكون مبتدعاً وانكاره وادعاء استحالة انما يبنى
على اصول الفلاسفة والا فالحرق والالتيام على السموات
جائز والاجسام متماثلة يصح على كل ما يصح على الآخر
والله تعالى قادر على الممكنات كلها فقوله في اليقظة اشارة
الى الرد على من زعم ان المعراج كان في المنام على ما روى عن
معاوية رضي الله عنه سئل عن المعراج فقال كانت رؤيا صالحة
وروى عن عائشة رضي الله عنها قالت ما فقد جسد محمد عملي
المعراج وقد قال الله تعالى وما جعلنا الرؤيا التي اريناك
الا فتنة للناس واجيب بان المراد الرؤيا بالعين والمعنى
ما فقد جسده عن الروح بل كان مع روحه فكان المعراج
للروح والجسد جميعاً وقوله بشخصه اشارة الى الرد على
من زعم انه كان للروح فقط ولا يخفى ان المعراج في المنام
او بالروح ليس مما ينكر كل الانكار والى الكفرة انكروا امر
المعراج غاية الانكار بل كثير من المسلمين قد ائتمروا
بسبب ذلك وقوله الى السماء اشارة الى الرد على من زعم ان
المعراج في اليقظة لم يكن الا الى بيت المقدس على ما
نطق به الكتاب وقوله ثم الى ما شاء الله تعالى اشارة الى اخلا
اقوال السلف ف قيل الى الجنة وقيل الى العرش وقيل الى فوق العرش

وقیل الی طرف العالم فالاسراء وهو من المسجد الحرام
 الی بیت المقدس قطعی ثبت بالکتاب والمعراج من الارض
 الی السماء مشہور ومن السماء الی الجنة او الی العرش او
 غیر ذلک احاد شرح نعم اکبر مصنفہ ملا علی قاری میں ہے (و خبر للمعراج)
 ای بحمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یقظہ الی السماء ثم الی
 ما شاء اللہ تعالیٰ فی المقامات العلیٰ (حق) ای حدیثہ ثابت
 بطرق متعددہ (ممن سر دہ) ای ذلک الخبر ولم یؤمن بمقتضی
 ذلک الاثر (فہو ضال مبتدع)۔

ف معراج میں رویت الہی آپ کو آنکھ سے ہوئی یا دل سے اس میں علماء کا
 اختلاف ہے۔ بعض آنکھ سے دیکھنے کے قائل ہیں اور بعض دل سے ہر ایک
 فریق نے جن احادیث سے استدلال کیا ہے وہ درج ہیں۔ تفسیر در منثور جلد ۱
 صفحہ (۱۲۴) تفسیر سورہ النجم میں ہے واخرج الترمذی وحسنہ و
 الطبرانی وابن مردودہ والبیہقی فی الاسماء والصفات
 عن ابن عباس رضی فی قوله تعالیٰ لقد رآہ نزلة اخرى قال ابن
 عباس قد رآی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ عز وجل
 اسی صفحہ میں ہے واخرج ابن مردودہ عن ابن عباس رضی ان النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم رآی ربہ بعینہ دوسرے صفحہ میں ہے واخرج
 عبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم عن محمد بن کعب
 القرطبی عن بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قالو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب العقائد

(۰۰)

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوئی تھی یا روحانی بہ صورت اولیٰ خرق والتیام یعنی آسمانوں کے پھٹنے اور ملنے کو محال سمجھنے والا شخص جو جسمانی معراج کو محال سمجھے اس کے متعلق کیا حکم ہے اور معراج میں آپ کو رویت خداوندی آنکھ سے ہوئی یا دل سے۔

الجواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج ہوئی تھی اور یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے جو شخص اس سے انکار کرے وہ بدعتی ہے خرق والتیام کا محال ہونا یہ فلاسفہ کا مذہب ہے جو اسلام کے مخالف ہے۔ شرح عقائد نسفی میں ہے والمعراج لرسول اللہ فی الیقظة بشخصہ الی السَّمَاء ثم

۳۷۰. اہتمام اسلام پر گاتہ ہے۔
۳۷۱. بعد کے نماز کے وقت حاضرین بچہ کو سلام نہ کرنا چاہئے مگر سلام کرے تو رد اسلام ضرور نہیں۔
- کتاب الوصایا
۳۷۱. بلا اجازت باقی دشتاوارث کی وصیت نافذ نہوگی
۳۷۲. موصی اگر وارث نہیں ہے تو ثلث مال میں وصیت نافذ ہوگی۔
۳۷۶. وصیت میں الوثما، خلاف فرض شرعی رضا و رضا پر موقوف ہے۔
۳۷۶. وہی زبانی بھی بتایا جاسکتا ہے۔
- کتاب الفرائض
۳۷۷. حق وراثت وراثت کے وفات کے بعد ہوتا ہے۔
۳۷۸. بیت ایمانی مستحق ترکہ نہیں ہے۔
۳۷۹. بمقابلہ تقبیح بھائی غلامی محروم ہیں۔
۳۷۹. بعد از وفات زوجه اولیٰ ہمیشہ زوجه سے جزلہ کا ہر گز زوجه اولیٰ کے لئے ارکے سے غلامی کھلائیگا۔
۳۸۰. خود و انفس النفس سے کچھ نہ بچے تو وصیات محروم ہیں۔
۳۸۰. اقرار اہلین تو ریت کیلئے کافی ہیں۔
۳۸۰. بمقابلہ بیازاء بھائی چہ از ابھائی کی اولاد محروم ہے
۳۸۱. اس زمانہ میں بعد مہر جو دگی وراثت دیگر فرض و در کی زوجه بھی حق ہے۔
۳۸۲. مسلمان لڑکا کافر باپ کی میراث سے شرفاء محروم ہے

۲۲۵	شعے موقوفہ میں شروط واقف کی رعایت لازمی ہے	۲۵۲	کتاب الوکالتہ
۲۲۶	عطا کیے لفظانی رہنما و تملیک وقف کیا سکتی ہے۔	۲۵۳	وکیل بلا اذن مولیٰ کی وہ حکم کو عمل نہیں بنا سکتا۔
۲۲۷	اگر متولی موقوفہ میں تو سرکار جدید متولی مقرر کر سکتی ہے	۲۵۴	نائب کو عزل کا اختیار ہے۔
۲۲۸	حادث کو واقف کے شرط کے خلاف کا حق نہیں ہے	۲۵۵	کتاب البدعہ
۲۲۹	شرط دیانت و صبی کا وہی مثل و صبی کے ہے۔	۲۵۶	حاکم عدالت کو گواہوں کے رد کا حق نہیں ہے۔
۲۳۰	شعے موقوفہ کا جبہ شرعاً درست نہیں۔	۲۵۷	بغیر خارج شرعی کسی چیز کیلئے دعویٰ تین سال تک نہ کرنے سے
۲۳۱	متولی وقف کی تعریف اور شروط۔	۲۵۸	بغیر اس سلطان وہ دعویٰ نہ سما جائیگا۔
۲۳۲	کتنے آدمی کی گواہی سے وقف ثابت ہو سکتا ہے۔	۲۵۹	کتاب الاقرار
۲۳۳	اوقاف میں شہادت سماعتی معتبر ہے۔	۲۶۰	انکی فراہمی شریعہ سے نہ ثابت ہو گیا ہے کی حاجت نہیں
۲۳۴	سرکاری زمین پر مکان بنا کر وقف کرنا درست ہے	۲۶۱	کسی کو اپنی ملک و ممالک کو کچھ بغیر کی دینے سے کوئی قول نہیں
۲۳۵	مسجد ہند کے کچھ بھارتی مسکنوں کی سبجی کے	۲۶۲	کتاب الودیعہ
۲۳۶	استیفاء استغفار کا وقف درست ہے	۲۶۳	امتداد کے کافی حفاظت کے بعد اگر مال تلف ہو جائے تو ضمان ہوگا
۲۳۷	سیرس اور اہل خدمات شریعہ کو تعطیل کی تو کوئی نکتہ	۲۶۴	امتداد و غیر ضرورت ہو کر کے پاس و دیعت لکھو یا دوسرے
۲۳۸	محض زبان سے کہنے سے وقف لازم ہو جاتا ہے۔	۲۶۵	اس کو تلف کر دیا تو دوسرے پر ضمان ہوگا۔
۲۳۹	کتاب البیوع	۲۶۶	کتاب العاریہ
۲۴۰	صورت بیع مسلم جو بوجہ لاعلمی بیخ ہونا جائز	۲۶۷	قیمتی لباس اور زیور و وجہ کی ملک ہوگی یا متروک زوج
۲۴۱	بیع ضروریہ قرض کو چارہزار پر فروخت کرنا جائز ہے	۲۶۸	کتاب الاجارۃ
۲۴۲	ایک بار قبول سے انعقاد بیع ہو جاتا ہے مگر اگر فسخ کا حق	۲۶۹	تعلیم علوم عربیہ و امامت وغیرہ میں ماہور لینا جائز ہے
۲۴۳	زر و ہر کے نفع کی رقم زرہ کی ملک ہے۔	۲۷۰	سود کے لین دین کیلئے مکان کر لیا پر دینا۔
۲۴۴	جس قرض میں جرمنغت ہے وہ حرام ہے۔	۲۷۱	کتاب الشفقتہ
۲۴۵	صورت بیع محابات۔	۲۷۲	کر لیا دار کو حق شفعہ نہ ہوگا۔
۲۴۶	کتاب القضاۃ	۲۷۳	جرائمات کیلئے ہی حق شفعہ ہے۔
۲۴۷	عورت کو قضاۃ امامت پر مامور کرنا درست نہیں ہے	۲۷۴	کتاب الہبتہ
۲۴۸	اگر عورت کو سرکار سے نانکے عرائش تشرکات سے کوئی نکتہ	۲۷۵	مال تجارتی یا پاک جہہ کیا ہو یا فرزند کا ہوگا ورنہ متروک ان
۲۴۹	زوجہ طلاق ہو کر کے دانی کیلئے زوج مالہ کو قید کر سکتی ہے	۲۷۶	اپنی اولاد پر بغیر ضمان کسی کو کسی کو زائد دینا درست ہے

۲۶۸	لفظ عنایت ہمہ پر اطلاق کیا جائیگا۔	۲۸۴	بچہ اور غافل عقل کا ساطح میں فیض ہو بلا ہمازت ملی صحیح ہے۔
۲۶۸	ہبہ قبض کا مل یا قبضہ کو مل سے پورا ہوتا ہے۔	۲۸۴	پندرہ سال کے بعد مرد اور عورت بائع سمجھے جائیں گے۔
۲۶۹	مرغض کا مرض موت میں مجسمہ کرنا قبضہ کر دینے کے متناہی ہے اور مرد و عورت قبضہ کے باطل ہے۔	۲۸۵	ولی زوجہ زوجہ کا نام انا لہ جو نام بتلاے تو مقبرہ خود سے نکالے گا۔
۲۷۰	ہبہ کیلئے شے موصوفہ و اہل ہبہ کے ملک قبضہ میں ہونا شرط ہے۔	۲۸۵	کتاب الصید والدبائح
۲۷۱	بایک کرے اور قبضہ نہ دے تو یہ ہبہ شرعی ہے۔ ہبہ کا ترک کرنا ہبہ کا	۲۸۸	نشدہ اگر کبوتر شکار پر گولی چلانے سے شکار حلال نہیں ہوتا۔
۲۷۲	شے سے جو ہبہ فانی و مہربان ہونا چاہیے۔	۲۸۹	بکالت ناپاکی ذبح کرنا درست ہے۔
۲۷۳	مرغض کا بچہ بچل و مصیت کے ہے۔	۲۸۹	مشکر ذابح اگر مسلمان بتلاے تو یہ کہنا ہمازت ہوگا۔
	باب العطا یا	۲۹۱	مشکر قصاب پر اعتبار کر کے اس کے پاس گوسفند کہنا ناگوار ہے۔
۲۷۴	عطا یا عطا یا جو ہر بنا سے تمکک نہ ہو مشرک نہ ہوگا۔	۲۹۲	قصاب وغیرہ اگر مسلمان ہوں تو ان کا ذبیحہ درست ہے۔
۲۷۵	سلطان وقت اگر کسی کو زمین کا مالک بنا دے تو وہ مالک ہے۔	۲۹۳	ذبیحہ کی گردن جدا کر دینا مکروہ ہے۔
	جس میں یہ وہبہ و مہربان و غیرہ کر سکتا ہے۔		کتاب الاضحیۃ
۲۷۶	عطا یا عطا یا علی السوۃ تقسیم ہوگی۔	۲۹۴	قیمت دینے سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔
۲۷۷	عطا یا شرط الخیرت صاحب غنیمت کی ہوگی۔	۲۹۴	قربانی میں گائے اوبیل میں گائے تل ہے۔
۲۷۸	اٹھائے بغیر عطا یا عطا یا میں دخل نہیں۔	۲۹۵	زندہ جانوروں کا چمڑا ذبح سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں۔
۲۷۹	نسلان بیکسل میں ان کے اور انکیاں پر دو سال ہونگے۔		کتاب النحر والاباحۃ
۲۸۰	لفظ ولید ذکور و انثا پر دو سال ہیں۔	۲۹۶	کفار کو بغیر بیعت ہدایت قرآن شریف کی زبانی تعلیم دینا درست ہے۔
۲۸۰	عطا یا عطا یا بغیر حق شرعی نہیں ہو سکتے۔	۲۹۷	شرط جو از سماع و منع و سجدہ
	کتاب الفرض المبرہن	۳۰۱	سجدہ طاق کا شرط ثبوت نہیں ہے۔
۲۸۱	قبل از مسعد مستندہ راہن نہیں طلب کر سکتا ہے۔	۳۰۲	چلم و برسی کی دعوت قرابتہ افغانی جس عیال کو دیکھتا ہے۔
۲۸۱	مترجم کے بلا دنا سندی راہن نہیں کر سکتا۔	۳۰۳	لفظ سلام اسلام علیکم اور سلام علیکم ہے۔
۲۸۲	نشدہ دوسرے کے عہد میں بلا ہمازت تعذر نہیں ہو سکتا۔	۳۰۵	اتم اعلم بام دنیا کم کا کیا مطلب ہے۔
۲۸۳	قرض قبل از وصول مہربان نہیں ہو سکتا۔	۳۰۶	برے نام کو اچھے نام سے بدل سکتے ہیں۔
۲۸۴	حیروا کراہ سے قرض عطا نہیں ہوتا۔	۳۰۸	قراچ کا نیکے کافی کے رویہ کی دعوت کھانا حرام ہے۔
	کتاب الحج والہما ذون	۳۰۹	مسلمان اگر کافر دیکھے نہ ہی حلال اختیار کرے نہ شرعاً نہ کفر کے

۱۵۲	امراض خبیثہ میں روہ فائدہ سے طلعہ نہیں کر سکتا	۱۶۷	غلامیہ پر کسی شہر میں طلاق بائن کا اختتام نہ ہو سکتا
۱۵۳	کرم منخل کے زوہ کے حرم کا مطالبہ اس کے دلی نسیب	۱۶۸	تحریر کرنا اور خلافت کے بعد طلاق کے لیے بعد قہر سے نکاح
	کیا جا سکتا مگر عیب مذمہ داری ہے۔		عمل میں الزم ترین۔
۱۵۳	بادہ سال سے نہ بولائے اور فقہ مدینے سے درج خارج	۱۶۹	انکار طلاق تحریری
	از نکاح نہیں ہوتی۔	۱۷۰	الفاظ طلاق کنایہ
۱۵۴	حرم بلارضا مندی زوہ پر اثر انداز نہیں ہوتا۔	۱۷۱	تجدید نکاح میانہ عدت اور بعد عدت کے
۱۵۴	بعد از عدت زوہ پر درج متروکہ ہے حرم انقضائے قہر کا	۱۷۲	اندرون عدت بلارضا مندی زوہ پر رجوع کر سکتا ہے۔
۱۵۵	ہائے سے جدید نکاح کیلئے جدید ہر چاہئے۔	۱۷۳	مسائل طلاق میں زوج کا میان باخلف معتبر ہوگا۔
۱۵۶	کتاب الرضاع	۱۷۴	طلاق بائیں پر کفیل کو لہجہ واقع طلاق کیلئے کافی ہے۔
۱۵۶	حرم رضاعت کیلئے قہر اسادودہ کافی ہے۔	۱۷۵	نیت طلاق کل واحد ہے
۱۵۷	رضیع کا باپ رضع کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔	۱۷۵	تحریرت بردار ہو گیا ہے ایک طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے
۱۵۷	بعد از نکاح منکوحہ نکاح کے نانی کا دودہ پینا معلوم اور	۱۷۶	شوہر سے حرم طلاق کھو اگلیں تو طلاق واقع نہ ہوگا۔
	ثابت ہو تو قاضی سے تفریق کر دے۔	۱۷۷	حسب الفاظ طلاق وقوع طلاق
۱۵۸	رضاعی بھائی میں نفی ہو جائے تو کیا کرنا چاہئے	۱۷۷	واقع طلاق کیلئے الفاظ طلاق کافی ہے۔
۱۵۹	بہ از قہر عدت رضاعت دودہ پینے سے تحریر ثابت نہیں	۱۷۸	سلطنت قبل عدت پر نہ عدت ہے نہ ترکہ
۱۵۹	دو لہنی کے لڑکے والی ایک بی عورت کا دودہ پینے سے	۱۷۹	طلاق بالشروط شرط کے پات جانے سے واقع ہوگا۔
	رضاعت ثابت ہے۔	۱۸۰	غیر شروع اور ہم شرط پر قیطلق دینا صحیح نہیں ہے۔
۱۶۰	رضاعی بھائی کے بن سے نکاح درست ہے۔	۱۸۱	تبر طلاق کہنے کے بعد دیکھنے سے تبر طلاق واقع ہو جائیگا
۱۶۰	شیر خوار کے معارف دھانی سال تک باپ ہیں	۱۸۲	بہر طلاق کیلئے عدت لازم ہے مدت عدت وغیرہ
	کتاب الطلاق	۱۸۳	زوج مکروہ بائیں کا تحریری خلع صحیح نہ ہوگا۔
۱۶۱	ایک طلاق دینے اور کچھ پہلے ہر صاف کر دینے سے	۱۸۴	دو یا تین طلاق میں شکسب ہونے سے دو طلاق واقع ہوگا
	خلع نہ ہوگا بلکہ طلاق رجعی ہے جس میں رجوع کر لے	۱۸۴	توسیر یاں اور میں قیلم لیا کہنے سے طلاق واقع نہ ہوگا۔
۱۶۲	شروط و تعریف و ایام طلاق	۱۸۵	نفقہ زوجہ اور ازواجیت بیماری یا بنا پکے پاس کر
۱۶۲	احکامات کل تین طلاق سے باندہ جاتی ہے تحلیل کی ضرورت	۱۸۶	شیر خوار تسمیہ و نفقہ ملاں اور داد پر ہوگا۔
۱۶۲	ایا اپنے جہ کو طلاق یا بے کے جواب میں لڑکی کو ایک ہی واقع	۱۸۷	مدد پر جو فرض نفقہ شرعی سے محروم نہیں ہو سکتی اور نہ نکاح

۱۸۸	نطق حقانی والدہ اولاد پر لازم نہیں ہے۔	۳۰۳	صرف لالہ والا اللہ کہنے سے مسلم ہوگا۔
۱۸۹	سیت کے فرزند کا نفقہ دادا اہل مال پر	۲۰۴	زندقہ منافق دہریہ محمد میں فرق۔
۱۸۹	نفقہ زوجہ بعد وفات شوہر داناوندہ چہرہ ہوگا۔	۲۰۵	مرنے وقت عیون کی تو پر قبول اور کافر کا ایمان قبول نہیں
۱۹۰	حدت موت کا نفقہ زوجہ خود کرے	۲۰۶	قاتل سے حق قصاص ملی مقتول کو ہے۔
۱۹۱	دو گواہ مقبرہ کے بعد سیاحت نکاح کی حاجت نہیں	۳۱۰	قسم قرآن شریف قسم نہ ہوگی۔
۱۹۲	خود کا نسب اپنے باپ کے ثابت ہو چکے بعد دوسرے کا لیا	۲۱۱	سین غوس کا کفارہ نہیں ہے بلکہ توبہ کرے
	کر کا ہے کہ تانہ ہوگا۔		کتاب اللقطہ
۱۹۳	باپ نے زید کو اپنا لڑکا ہے کہ نکاح انتقال کیا اس لیے	۲۱۲	بھگ کر آیا ہو اکبر تر ملک کو داپس دیدینا چاہئے۔
	نکاح سے نکاح کر کے ہے تو زید کا نسب باپ سے ثابت ہوگا		کتاب الشکرۃ
۱۹۳	بیہوشات زوج چار سال کے بعد بچہ پیدا ہو تو نسب ثابت ہوگا	۲۱۳	بچہ ترک شکر کر داریت متصرف کا ہوگا۔
	باب الخصانۃ	۲۱۴	ترک شکر کر داریت متصرف کا ہوگا جب اس میں دوسرے حضرت
۱۹۴	سات سال کے بعد حق خصانت کس کو ہوگا۔		شریک ہوں سب مساوی حصہ پائیں گے۔
۱۹۵	حقینی بیواہ علاقائی غلامیں حق خصانت ملتی خال کو ہوگا	۲۱۵	بچہ شکر کر کے الاغویں ہر دو کا ہوگا۔
۱۹۶	دادی مادھی بھی بلا برتہ پدرش کریں تو حق دونوں کا	۲۱۶	زمین شکر کریں بلا اذن شریک کوئی تصرف نہ کرے
	بیہوشانہ نامانی کو نہ دیا جائے۔	۲۱۷	باپ اور بیٹے کی شکر تہ تجارت باپ کی ہوگی۔
۱۹۷	حافظہ سے بچہ کو غلامہ کرنا منع ہے۔		کتاب الوقف
۱۹۸	بھی اور دادی میں خصانت ادنیٰ کو ہے اور ملی نکاح بھی	۳۱۸	اکبر سکن حق تولیت ہوگا۔
۱۹۸	ماں جب بیٹی سے نکاح کرے تو بچہ کو اس سے غلام کر لینا چاہئے	۳۱۹	بعد از انتقال ولی اگر لڑکے چھوٹے ہوں تو لڑکا نکاح کر لیں
۱۹۹	نامانی اور دادی میں حق خصانت نامانی کو ہوگا۔	۳۲۰	مالک بیٹی چاہا لڑکا اگر یہ وقف ہے کہا تو وقف ثابت ہوگا
۱۹۹	نامانی غیر محرم سے نکاح کر لینے سے حق خصانت ماقطع ہوگا	۳۲۱	مسجد مہندہ کی زمین قیامت تک مسجد ہی سمجھی جائے اور
۲۰۰	بچہ کو قبل از بلوغ جہاں پاتا ہے رہنے کا اختیار نہیں ہے		غلاظت سے محفوظ رکھی جائے
	باب العین	۳۲۲	مسجد کے درختوں کا ثمرہ مسجد کے غارت میں صرف کیے
۳۰۱	کتاب الجہاد	۳۲۳	بشرط واقعہ واحد ایک مسجد کا سامان بدقت ضرورت
۳۰۲	برہنہ اور رسول ہونے کا دعویٰ کر دہ کافر ہے۔	۳۲۴	دوسرے مسجد میں صرف کر سکتے ہیں۔
			غافل کو تولیت سے علیحدہ کر دیا جائے۔

۹۹	سوئق کے لڑکی سے سوئق کے حقیقی بھائی کا صلح	۱۳۴	ازدواج مذہب غیر نکاح ہونے سے منہا باسیہ پر بھی
۹۹	مزدبھی لڑکی اور حنفی مذہب لڑکی کے بیچ کا بیڑا مذہب لڑکی	۱۳۵	مال کے حقیقی چچا سے نکاح درست ہے۔
۱۰۱	زید زوجه کو کھل رہا تھا کہ نکاح کے لیے نوہ کو نکاح	۱۳۸	زوجه کو منہ سے بچہ برداشت محبت درست ہے۔
۱۰۱	نکاح از رشتہ سے نکاح صحیح ہے	۱۳۹	وہی کو کیشیت وہی نکاح نابالہ کا اختیار نہیں۔
۱۰۳	نابالہ کا نکاح اگر ناجائز کفر سے کرے تو بعد از بلوغ منع کر دیا	۱۳۰	نکاح بشرط عدم اخراج زوجه و اقرار بدین الفاظ کیا کہ اگر
۱۰۵	زوجه مکان الدین میں کفر لفظ طلب کر سکتی ہے یا نہیں	۱۳۱	اعراف کو نکاح و بطلان جو قیاسی و بعد از اقرار خلاف مطلقہ نکاح
۱۰۶	غیر کی منکر سے نکاح نہ عاقلانہ اہل نکاح فاسد میں	۱۳۲	نکاح کے چار ماہ بعد از نکاح موت نکاح درست ہے یا نہیں۔
۱۰۷	نکاح کے لیے ہر لازم نہیں آتا۔	۱۳۳	بعد از وفات زوجه حقیقی مرنے سے نکاح درست ہے
۱۰۷	اگر فاطمی سے جمع میں لڑکی کے بعد لڑکی کو نکاح نہیں	۱۳۴	حدیث نکاح کی سنتی ان میں لم یغنی ہونی چاہئے
۱۰۹	وہ نکاح فاسد ہے یا نہ اور نکاح ثابت	۱۳۵	حقیقی ہونے پر نکاح کی حیثیت ماں بہن وغیرہ کی نکاح کی
۱۱۰	زید نام نکاح کے بعد لڑکی کو نکاح نکاح	۱۳۶	لڑکی اگر کسی غیر کو سے نکاح کرے بعض میں اس پر رضی ہو
۱۱۱	بہر نکاح فاسد ہے	۱۳۷	بعض نکاح اگر ناراض اولیا و جہ علیہ کے موافق حق فسخ نکاح
۱۱۱	مرد و عورت پر رضی یہ سعادہ نکاح کے زوج زوجه کی طرح	۱۳۸	زنا خواہ بکالت کفر ہو یا اسلام اسکی لڑکی زانی پر حرام ہے
۱۱۳	بہر نکاح فاسد ہے	۱۳۹	حقیقی بھائی یا چھٹی چچا یا بھائی کی زوجه کو اس کے نکاح
۱۱۳	نکاح فاسد ہے	۱۴۰	طلاق کے بعد نکاح کر سکتا ہے۔
۱۱۴	نکاح فاسد ہے	۱۴۱	نکاح کا نکاح حقیقی چچا زاد بھائی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔
۱۱۵	نکاح فاسد ہے	۱۴۲	بہر نکاح فاسد ہے
۱۱۶	نکاح فاسد ہے	۱۴۳	نکاح فاسد ہے
۱۱۷	نکاح فاسد ہے	۱۴۴	نکاح فاسد ہے
۱۱۸	نکاح فاسد ہے	۱۴۵	نکاح فاسد ہے
۱۱۹	نکاح فاسد ہے	۱۴۶	نکاح فاسد ہے
۱۲۰	نکاح فاسد ہے	۱۴۷	نکاح فاسد ہے
۱۲۱	نکاح فاسد ہے	۱۴۸	نکاح فاسد ہے
۱۲۲	نکاح فاسد ہے	۱۴۹	نکاح فاسد ہے
۱۲۳	نکاح فاسد ہے	۱۵۰	نکاح فاسد ہے
۱۲۴	نکاح فاسد ہے	۱۵۱	نکاح فاسد ہے